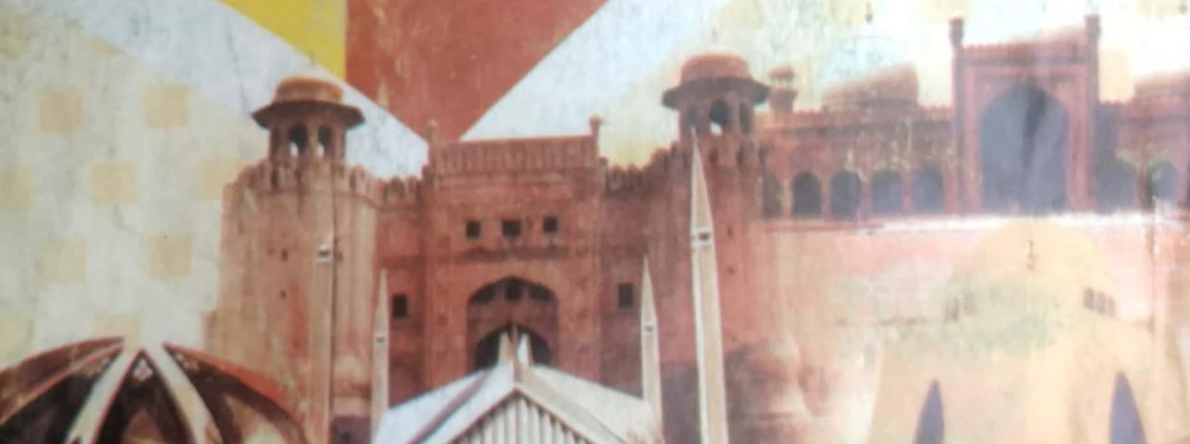
مطالعہ پاکستان

برائے طلباء وطالبات

10

درجہ ثانویہ عامہ



تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان



قیمت: 115 روپے

ملنے کا پتہ

طلباء شہادۃ العامہ کے لئے تنظیم المدارس کے نصاب کے مطابق

مُطَالَعۂ پَاکِسُتَان

مرتب

مفتی محمد صدیق ہزاروی

تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

مُطَالعۂ پاکستان

دعا

لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

دُور دُنیا کا میرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہو جائے

زندگی ہو میری پروانے کی صورت یاربّ
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یاربّ

ہو میرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
درد مندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

مرے اللہ! بُرائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو، اُس راہ پہ چلانا مجھ کو

(علامہ محمد اقبال ؒ)

تالیف
مفتی محمد صدیق ہزاروی

ناشر
تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

فہرست

ابتدائیہ

الحمدللہ! آج ہم ایک آزاد ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان میں آزادی کا سانس لے رہے ہیں اس آزادی کے حصول کے لئے ہمارے بزرگوں نے کیا قربانیاں دیں اور کس طرح آگ وخون کے اس سمندر کو پار کر کے کامیابی کے اس ساحل سے ہمکنار ہوئے؟۔

پھر آزادی کے حصول کے بعد وطن عزیز میں کیا کچھ ہوا، ہو رہا ہے اور اس پاک وطن کو اللہ تعالیٰ نے کن کن عظیم نعمتوں سے نوازا ہے؟

ان تمام باتوں سے آگاہی ''مطالعہ پاکستان'' سے حاصل ہوتی ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ نئی نسل کو حقائق سے آگاہ کرنے کی بجائے جھوٹی تاریخ مرتب کی گئی اور وہ لوگ بالخصوص وہ علماء جو تحریک پاکستان کے مخالف تھے ان کو تحریک پاکستان کا ہیرو شمار کیا جانے لگا اور اہل سنت و جماعت جن کے ہاتھوں میں حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی اور حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا دامن کل بھی تھا اور آج بھی ہے اسی جماعت نے قائداعظم اور علامہ اقبال کے ساتھ مل کر پاکستان بنایا مطالعہ پاکستان میں ان کو نظرانداز کر دیا گیا۔

چنانچہ تنظیم المدارس اہل سنت کے اربابِ اختیار نے ابتدائی کوشش کے طور پر یہ قدم اٹھایا کہ درجہ ثانویہ عامہ کے نصاب میں مطالعہ پاکستان کے سلسلے میں ایک ایسی کتاب شامل کی جائے جس میں حقائق کو منظر عام پر لایا جائے تا کہ نوجوان نسل یہ جان سکے کہ کون لوگ پاکستان بنانے والے ہیں اور کن لوگوں نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی اور جب یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہونے لگی تو چند افراد کو اس تحریک میں شامل کر دیا۔

تنظیم المدارس کے موجودہ صدر حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن مدظلہ نے مجلس عاملہ کے اجلاس 30 نومبر 2013ء کے موقعہ پر راقم (محمد صدیق ہزاروی) کو مطالعہ پاکستان مرتب کرنے کا حکم فرمایا۔

الحمدللہ! راقم نے مجلس عاملہ کے دوسرے اجلاس 9 مئی 2014ء کو مرتب شدہ کتاب مجلس عاملہ کے سامنے رکھ دی اور مجلس عاملہ کے معزز ارکان نے اس کاوش کو پسند فرماتے ہوئے منظوری دے دی۔ جس پر راقم ان تمام معزز ارکان عاملہ کا ممنون ہے۔ اس کے بعد تنظیم المدارس کی نصابی کمیٹی کے چند معزز ممبران نے کچھ تجاویز پیش کیں جنہیں کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔

میں اُن تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کچھ کتب مہیا کیں یا انٹرنیٹ سے معلومات حاصل کر کے راقم کی مدد کی۔ بالخصوص تنظیم المدارس کے صدر محترم جناب مفتی منیب الرحمٰن صاحب کا شکرگزار ہوں جو راقم کی ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل کا باعث بنے اور تنظیم کے ناظم اعلیٰ حضرت صاحبزادہ محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی زیدہ مجدہٗ میرے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کی ذمہ داری تنظیم کی طرف سے قبول کر کے راقم کے لئے کام آسان کر دیا۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ **آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین**

محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری

استاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

وفاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆

اهداء

میں اپنی اس حقیری کوشش کو

اپنے مرشد گرامی غزالی زمان حضرت علامہ **سید احمد سعید کاظمی** رحمۃ اللہ علیہ

اپنے جملہ اساتذہ کرام بالخصوص

مخدوم اہل سنت شیخ الحدیث مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی **محمد عبد القیوم ہزاروی** رحمۃ اللہ علیہ

ادیب اہل سنت، محقق العصر علامہ **محمد عبد الحکیم شرف قادری** رحمۃ اللہ علیہ

اور اپنے والد گرامی

استاذ العلماء حضرت مولانا **محمد عبد اللہ چھرڑھوی** رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت عالیہ میں پیش کرتا ہوں۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازھری

4 شعبان المعظم/3 جون 2014ء

☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆

پہلا باب......

بَرّصَغیرُ

میں اشاعتِ اسلام

بسم اللہ الرّحمن الرحیم

برصغیر میں مسلمانوں کی آمد

سرزمین حجاز کے مقدس شہر مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اسلام کا سورج طلوع ہوا جس نے ایک جہان کو روشن کیا اور مسلمان مجاہدین کی مجاہدانہ کوششوں کے ذریعے دنیا کے مختلف ممالک میں اسلامی پرچم لہرانے لگا۔

مسلمانوں نے جہاں فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا اور مفتوحہ علاقوں میں مسلمان مجاہدین کے اخلاق حسنہ اور دین اسلام کی پُرکشش تعلیم سے یہ دین پھیلا وہاں مسلمان تاجروں اور مبلّغین اسلام کے ذریعے بھی اسلامی تعلیمات عرب سے نکل کر عجم کی سرزمین کو منور کرنے لگیں۔

چنانچہ برصغیر (پاک وہند) میں مسلمان تاجروں اور مبلّغین کی آمد، اشاعت اسلام کا ذریعہ بنی اور 712ھ میں جب محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے سندھ پر حملہ کیا اور مظلوموں کی دادرسی کی تو اس سے اسلام کو سیاسی قوت حاصل ہوگئی اور اسلام ایک دین کی حیثیت سے اُبھرا اور چونکہ اسلام کے دامن میں رحمت، برکت وانصاف اور ہر وہ خوبی موجود ہے جس کی انسانیت کو تلاش ہے اس لئے اسلام کے آتے ہی برصغیر کے مذہبی معاشرتی اور معاشی نظام میں انقلاب آ گیا اور دُکھی انسانیت کو سُکھ اور چین کی زندگی نصیب ہوگئی اور ایک اسلامی معاشرہ تشکیل پایا۔

جب کہ شمالی برصغیر میں مسلمانوں کی آمد کا سلسلہ گیارہویں صدی عیسوی سے شروع ہوا جب سلطان محمود غزنوی نے برصغیر پر حملے کئے اور پنجاب کا علاقہ اپنی سلطنت میں شامل کیا۔

اس کے بعد سلطان محمد غوری کی فتوحات نے اشاعت اسلام کی راہ ہموار کی۔

برصغیر میں اشاعتِ اسلام اور صوفیاء کرام

ایک طرف مسلمان مجاہدین نے جغرافیائی اعتبار سے فتوحات کے جھنڈے گاڑے تو دوسری طرف اولیاء کرام اور صوفیائے عظام نے دلوں کو فتح کر کے اسلام کی طرف مائل کرنا شروع کر دیا، چونکہ یہ صوفیاء کرام پاکیزہ زندگی، بلند کردار اور حسن اخلاق کے اسلحہ سے لیس تھے لہذا ان کی صداقت نے اسلام کے سنہری اصولوں کی پذیرائی میں بنیادی کردار ادا کیا اور یوں برصغیر کے باشندگان اسلام کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہوتے چلے گئے۔

ان بزرگوں میں حضرت علی بن عثمان المعروف داتا گنج بخش (وفات 1072ء) حضرت شیخ اسماعیل لاہوری (وفات 1056ء)، حضرت سخی سرور (ڈیرہ غازیخان، وفات 1081ء) حضرت خواجہ معین الدین چشتی (اجمیر شریف، وفات 1235ء) حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی (ملتان، وفات 1362ء)، حضرت عثمان مروندی المعروف لال شہباز قلندر (سیہون شریف سندھ، وفات 1274ء) حضرت مجدد الف ثانی (سرہند شریف ہندوستان، وفات 1664ء) اور حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی (سندھ، وفات 1752ء) رحمہم اللہ قابل ذکر شخصیات ہیں۔

برصغیر میں اسلامی حکومت کا قیام

شہاب الدین غوری کے بعد ان کے آزاد کردہ غلام قطب الدین ایبک نے (جن کا مزار لاہور میں انارکلی بازار کے پاس ہے) 1206ء میں برصغیر میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی اور دہلی کو اپنا پایہ تخت بنایا۔

چونکہ حکومت کا بنیادی کام اپنی رعایا کو خوش حال زندگی مہیا کرنا ہوتا ہے اس کے علاوہ ملک میں امن قائم کرنا، ظالموں کے ہاتھ روکنا اور مظلوموں کی دادرسی کرنا حکومت کی ذمہ داری میں شامل ہے۔

اس لئے اسلامی حکومت کے قیام کے بعد مسلمان حکمرانوں نے یہاں کی رعایا کو مساوات اور عدل کی دولت فراہم کی اور ذات پات کی تفریق ختم کر کے مساوات کی بنیاد پر ان کو بنیادی حقوق فراہم کئے جس کے

نتیجے میں برصغیر کے ہندو اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی اسلامی حکومت کو اپنے لئے باعث رحمت سمجھنے لگے اور یوں انتشار کا خاتمہ اور بدنظمی کا قلع قمع ہوا اور سیاسی وحدت کے ذریعے چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو ختم کر کے مرکزی حکومت کو مضبوط کیا گیا۔

اس کا فائدہ یہ ہوا کہ برصغیر میں اسلامی حکومت کے بہترین نتائج ظاہر ہوئے، فنون لطیفہ کو ترقی حاصل ہوئی، علم وادب کو فروغ حاصل ہوا، فن تعمیر نے ایک نئی عمدہ جہت اختیار کی اور قوموں کے میل جول کی وجہ سے مسلمانوں کی لشکری زبان اردو جس میں عربی فارسی اور دیگر زبانوں کے الفاظ شامل ہیں، معرض وجود میں آئی اور مسلمان حکمران علم وادب کی سرپرستی کرنے لگے اور یوں بے شمار اہل علم پیدا ہوئے۔

برصغیر میں مسلمان حکومت کا زوال

سلطان قطب الدین ایبک نے 1206ء میں برصغیر میں جس اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی تھی وہ مختلف مسلم حکمرانوں کی حکمرانی میں جاری رہی اور برصغیر کے باشندوں کو ایک سنہری دور دیکھنے کو ملا یہاں تک کہ 1707ء میں مغلیہ فرماں روا اورنگزیب عالمگیر کی وفات کے بعد اس کے نالائق اور کمزور جانشین اس وسیع سلطنت کو سنبھال نہ سکے اور مرکز کی کمزوری کی وجہ سے علاقائی ریاستوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔

دکن میں مرہٹوں نے سر اٹھایا، پنجاب میں سکھوں نے بغاوت کی راہ اختیار کی، دہلی اور آگرہ کے درمیانی علاقوں میں جاٹوں نے بغاوت کر دی اسی دوران بنگال دکن اور اُودھ کے صوبہ داروں نے نیم خودمختار ریاستیں قائم کر لیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ مرکزی حکومت کمزور ہو گئی، اس کی آمدنی کم ہو گئی اور مغلیہ حکومت کے دفاع کے لئے بڑی فوج رکھنا مشکل ہو گیا۔

اسی زمانے میں ایران میں نادر شاہ نے بڑی قوت حاصل کر لی اور 1739ء میں اس نے برصغیر پر حملہ کر کے مغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلا (وفات 1748ء) کو کرنال کے مقام پر شکست دی اور دہلی میں قتل عام کا حکم دیا جس کے نتیجے میں خون کی ندیاں بہائی گئیں۔

1747ء میں جب نادر شاہ قتل ہوا تو افغانستان میں احمد شاہ ابدالی (وفات 1772ء) نے خود مختار ریاست قائم کر لی اور اس نے کئی بار برصغیر پر حملے کر کے مغلیہ حکومت کی رہی سہی ساکھ کو بھی ختم کر دیا۔

زوال کے اسباب

کسی بھی قوم کے زوال میں بنیادی طور پر اس کی اپنی کمزوریوں کا دخل ہوتا ہے پھر بیرونی سازشیں اس زوال کو اس کے منطقی نتیجے پر پہنچاتی ہیں۔ اگر ہم برصغیر میں مسلمانوں کے زوال کا سرسری جائزہ لیں تو درج ذیل اسباب سامنے آتے ہیں۔

1......نااہل حکمران۔

2......مذہب سے رُوگردانی۔

3......مرکز کی کمزوری کے باعث بیرونی حملے۔

4......اقتدار کی جنگ۔

5......نئی ایجادات سے ناواقفیت۔

6......جذبۂ جہاد کی کمی۔

7......سُستی اور آرام طلبی۔

8......اُمراء کی مفاد پرستی۔

9......ہندوؤں کی سازشیں۔

10......بحری قوت کی عدم موجودگی۔

11......مرہٹوں اور سکھوں کا عروج۔

12......اخلاقی انحطاط۔

13......درباری سازشیں۔

14......تاجروں کی شکل میں انگریز کی آمد۔

اصلاحی کاوشیں

جب برصغیر میں مسلم حکومت زوال پذیر ہورہی تھی اس وقت کئی مذہبی اور رُوحانی شخصیات نے اس درد کو محسوس کیا اور اصلاح امت کا بیڑا اٹھایا ان میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1762ء) اور ان کے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1824ء) اور انکے بھائیوں شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1817ء) اور شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1814ء) نے قرآن وسنت کی تعلیم کے ذریعے مسلمانوں میں اسلامی رُوح پھونکی۔

بنگال میں حاجی شریعت اللہ اور تیتو میر نے مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں کی دوہری غلامی سے نجات دلانے کا بیڑا اٹھایا ان کی کوششوں سے بنگال میں اسلامی اقدار کو فروغ ملا اور لوگ غیر اسلامی رسم ورواج کو ترک کر کے شریعت پر عمل کرنے لگے لاہور کے مسلمانوں نے سکھوں کے مقابلے کے لئے حیدری فوج قائم کی دیگر مقامات پر بھی مسلمانوں نے کسی حکمران کی قیادت کے بغیر غیر مسلموں کے تسلط سے بچنے کے لئے اپنی ہمت کے مطابق کوشش کی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ 1703ء کو دہلی میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد علامہ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ ایک ممتاز عالم اور صوفی بزرگ تھے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پندرہ سال کی عمر میں اکثر علوم دینیہ سے فراغت کے بعد اپنے والد کے مدرسہ میں پڑھانا شروع کیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور والدہ کی جانب سے حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ 1731ء میں آپ نے حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی اور 1732ء میں سرزمین حجاز سے واپسی پر تصانیف اور تدریس کا سلسلہ شروع کیا پھر تدریس اپنے شاگردوں کے حوالے کر کے تصانیف، اسلامی معاشرے کی اصلاح، اسلامی اقدار کے تحفظ

اور برصغیر میں غیر مسلم قوتوں کے خاتمے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔1762ء میں آپ کا وصال ہوا۔

آپ ایک صحیح العقیدہ سنی عالم دین تھے اور آپ نے قرآن مجید کے فارسی ترجمہ اور حدیث شریف کے درس وتدریس کے ذریعے مسلمانوں کی اصلاح کا اہم کارنامہ انجام دیا۔

مسلمان سرداراور گورنر جب مرہٹوں کی گوشمالی نہ کر سکے تو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے خطوط کے ذریعے افغانستان کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی کو اس بات کا قائل کیا کہ نادر شاہ کی طرح محض لوٹ مار کرنے اور خون بہانے کی بجائے اسے مرہٹوں اور ہندو جاٹوں کی سرکوبی کرنا چاہیے۔جن کی آئے دن کی شرارتوں کی وجہ سے اسلامی حکومت خطرے سے دوچار ہے۔

چنانچہ1761ء میں پانی پت کے تاریخی مقام پر احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان ایک فیصلہ کن جنگ ہوئی جس میں مرہٹوں کو شکست ہوئی اور اس کے نتیجے میں مرہٹوں میں وہ دم خم نہ رہا کہ وہ منظم طور پر پھر سے حملہ کر سکیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مرہٹوں کے خلاف احمد شاہ ابدالی کو بلانے اور نجیب الدولہ کو شریک کرنے میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشیں شامل تھیں اور پانی پت کا میدانِ کارزار حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا سجایا ہوا تھا۔گویا حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طرف مسلم سیاسی قیادت کو بچانے کی کوشش کی اور دوسری طرف اپنی مذہبی اور علمی تحریک کی بدولت مسلمانوں کی تہذیب،ان کی مذہبی،سماجی اور ثقافتی حالت کو سدھارنے میں گراں قدر خدمات انجام دیں اور صرف یہی نہیں بلکہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دوقومی نظریہ کے احیاء کی تحریک کو بھی زندہ رکھا۔

ہندو جارحیت کا آغاز

جب مسلمان حکمرانوں کی عیاشی اور اقتدار کی جنگ سے مسلمانوں کی اجتماعی قوت بکھر گئی اور برصغیر میں مسلم حکومت کمزور پڑ گئی تو اس کے نتیجے میں مسلمانوں کا ایک ہزار سالہ اقتدار کا سورج غروب ہونے لگا اور ہندو جو اَب تک مغلوب تھے سر اٹھانے لگے وہ طویل عرصہ تک حکومت سے محروم رہنے کی وجہ سے کاروباری

بن چکے تھے۔ جب کہ مسلمانوں کے ذہن جاگیردارانہ بن گئے اس لئے مسلمانوں میں یورپ کے مقابلے میں جدید صنعتی معاشرہ قائم کرنے کی صلاحیت بھی نہیں تھی۔

لہٰذا ہندوؤں نے دوکانداری، تجارت اور دیگر کاروبار میں دلچسپی لینا شروع کر دی اور یوں برصغیر میں ہندو معاشرتی اور اقتصادی لحاظ سے منظم اور کامیاب ہو گئے۔ یہ بات ہر عقلمند آدمی جانتا ہے کہ کسی بھی کامیاب معاشرہ کے قیام کے لئے اس کی اقتصادی کامیابی ضروری ہے اور چونکہ مسلمان تجارت سے دور کر دیے گئے حتیٰ کہ مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات بھی ڈال دی گئی کہ گھر میں ترازو رکھنا نحوست کی علامت ہے اس طرح مسلمان تجارتی حوالے سے ہندوؤں کے محتاج ہو گئے وہ ان سے سودا خریدتے اور اپنی چیزیں گروی رکھتے۔

اس کے علاوہ ہندوؤں نے مسلمانوں کی مخالفت میں کئی جارحانہ تحریکیں بھی شروع کر دیں۔ آریہ سماج گئو رکھشا سبھا منائی جس کا بظاہر مقصد گائے کا تحفظ تھا لیکن در پردہ گائے کو بچانا اور مسلمانوں کو ذبح کرنا تھا۔ آریہ سماج نے شدھی کی تحریک چلائی جس کا نعرہ تھا کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کا ہے اس تحریک سے مسلمان اس نتیجے پر پہنچے کہ یا تو ان کو ہندو بننا پڑے گا یا ہندوستان چھوڑنا ہوگا اس لئے مسلمان زندہ رہنے کے لئے اپنے آپ کو منظم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

انگریزوں کی آمد

ہندوؤں کی بڑھتی ہوئی طاقت کے ساتھ ساتھ برصغیر کے مسلمانوں کو ایک اور دھچکا اس وقت لگا جب برطانیہ نے برصغیر میں اپنا اثر ورسوخ قائم کرنا شروع کر دیا اس وجہ سے مسلمانوں کے مخالفین زیادہ مضبوط ہو رہے تھے کیونکہ غیر مسلم چاہے کتنے حصوں میں بٹے ہوئے ہوں مسلمانوں کے مقابلے میں متحد اور ایک ملت کی طرح ہوتے ہیں۔

شروع شروع میں انگریز تجارت کی غرض سے برصغیر میں داخل ہوئے جب انہوں نے یہاں کے حالات کو اپنے لئے سازگار دیکھا تو انہوں نے چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے معاملات میں دخل اندازی شروع

کردی اور یوں وہ اپنا اثر ورسوخ بڑھانے میں کامیاب ہو گئے۔ چنانچہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے 1757ء میں نواب سراج الدولہ سے بنگال فتح کیا اور پھر 1857ء تک سو سال کے عرصہ میں ایک ایک کر کے تمام بڑی ریاستوں کو فتح کر لیا۔

دہلی فتح کرنے کے بعد انگلستان (برطانیہ) کی ملکہ وکٹوریہ نے برصغیر کو باقاعدہ برطانیہ کی نو آبادی بنانے کا اعلان کر دیا اور یوں مسلمان انگریز اور ہندو دونوں کی غلامی میں چلے گئے اور مسلمانوں کے اقتدار کی کشتی ڈوب گئی۔

جنگ آزادی اور اس کی وجوہات

اب مسلمانوں کے سامنے دو محاذ تھے برصغیر سے انگریز کے غاصبانہ تسلط کو ختم کرنا اور برصغیر کے مسلمانوں کے لئے دو قومی نظریہ کی بنیاد پر علیحدہ مملکت کا قیام جہاں مسلمان آزادی کے ساتھ اسلامی ثقافت کو فروغ دے سکیں اور اسلامی نظام حکومت قائم ہو سکے۔ ان دو محاذوں میں سے پہلا محاذ آزادی کا تھا چنانچہ برصغیر کے مسلمانوں نے آزادیٔ ہند کے لئے جدو جہد شروع کر دی۔ اس کی بنیاد سیاسی، معاشرتی، مذہبی اور فوجی وجوہات بھی تھیں جن کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے۔

مسلمانوں نے اپنے دورِ اقتدار میں کبھی بھی نسلی امتیاز کی پالیسی پر عمل نہیں کیا تھا لیکن انگریز محکوم اقوام کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور ہر معاملے میں گورے کو کالے پر ترجیح دیتے تھے۔

چونکہ انگریز نے حکومت مسلمانوں سے لی تھی اس لئے وہ مسلمانوں کو اپنا دشمن سمجھتے تھے، وہ اس بات سے ڈرتے تھے کہ کہیں مسلمان دوبارہ اقتدار میں نہ آ جائیں یہی وجہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو سیاسی، اقتصادی اور سماجی لحاظ سے کچلنے کے لئے اپنی پوری طاقت استعمال کرتے تھے۔

انگریز حکومت برصغیر کے باشندوں (بالخصوص مسلمانوں) کو عیسائی بنانے میں زیادہ دلچسپی لے رہی تھی۔ اور حکومتی سرپرستی میں مشن اسکولوں اور ہسپتالوں میں کھلم کھلا عیسائیت کی تبلیغ کی جاتی تھی۔

مشنری پادریوں کی بے لگامی

چارٹر ایکٹ 1813 کی رُو سے برطانوی حکومت نے مشنری پادریوں کو برعظیم میں آنے اور یہاں آباد ہونے کی اجازت دے کر عیسائیت کی تبلیغ میں ایک نیا جوش پیدا کر دیا۔ یہ مشنری بہت تنگ نظر اور متعصب واقع ہوئے تھے انہوں نے نہ صرف یہ کہ مختلف طریقوں سے عیسائیت کی تبلیغ شروع کر دی بلکہ دیگر مذاہب پر ناروا تنقید بھی کرتے اور نازیبا اور بیہودہ تحریروں کے ذریعے بھی نفرت پھیلا رہے تھے۔ اس کے علاوہ سرکاری طور پر عیسائیت کی سرپرستی ہونے لگی، اسلامی قوانین میں مداخلت شروع کر دی گئی کمپنی کی افواج میں دیسی سپاہیوں کے ساتھ ذلت آمیز اور امتیازی سلوک کیا جاتا، مذہب کے خلاف احکام جاری کیے گئے مثلاً کسی سپاہی کو فوجی ملازمت کے دوران داڑھی رکھنے کی بھی اجازت نہ تھی۔ ان وجوہات کی بنیاد پر انگریز کے خلاف جنگِ آزادی کا آغاز ہو گیا۔

جنگِ آزادی کا آغاز

اگرچہ جنگ آزادی کے لئے یہ تمام (مذکورہ بالا) وجوہات جواز فراہم کرتی تھیں لیکن اس کی فوری وجہ ایک نئی قسم کی رائفل اور چربی والے کارتوس تھے اس کارتوس کو استعمال کرنے سے پہلے دانتوں سے کاٹنا پڑتا تھا فوج میں یہ افواہ پھیل گئی کہ نئے کارتوس پر گائے اور سور کی چربی لگی ہوئی ہے چونکہ گائے ہندوؤں کے نزدیک مقدس اور سُور مسلمانوں کے لئے حرام ہے۔ اس لئے فوجی سپاہی غصہ سے بے قابو ہو گئے جس کے ردِ عمل میں 10 / مئی 1857ء کو میرٹھ چھاؤنی کی تین رجمنٹوں نے کھلم کھلا بغاوت کر دی اور جنگ آزادی کا آغاز ہو گیا۔

علاوہ ازیں بارک پور، دہلی، لکھنؤ، کانپور، بریلی، جھانسی وغیرہ میں بھی انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی شروع ہو گئی لیکن پنجاب اور دیسی ریاستیں انگریزوں کی وفادار رہیں اور انہوں نے قومی اور ملکی مفاد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انگریزوں کی مالی اور فوجی مدد کی چنانچہ انگریزوں نے اکتوبر 1857ء تک جنگِ آزادی کو ناکام بنا کر رکھ دیا اور اس کے بعد وہ نوے سال تک برصغیر پر حکمران رہے۔

نگِ آزادی اور علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ برصغیر کے علماء کرام نے ہر مشکل وقت میں قوم کی راہنمائی کی اگر چہ کچھ علماء نے علماء سوء کا کردار بھی ادا کیا لیکن علماء اہل سنت نے ہمیشہ تاریخی کردار ادا کیا چنانچہ تحریک آزادی ہند کے موقع بھی علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء اہلسنت نے جیل کی سخت سزائیں برداشت کیں لیکن پھر ی کسی لالچ یا خوف کو خاطر میں لائے بغیر برصغیر کے باشندوں کی آزادی کے لئے بھر پور کردار ادا کیا۔

حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ (1) اس جماعت کے سرخیل تھے جن کو جزیرۂ انڈیمان ں "کالا پانی" کی سزا دی گئی اور اس قدر مصائب ڈھائے گئے کہ اگر پہاڑ پر بھی ڈالے جاتے تو وہ ریزہ ریزہ جاتا آپ نے ان تمام مصائب کا ذکر اپنی شہرہ آفاق، معرکۃ الاراء تصنیف "رسالہ غدریہ" میں کیا ہے جسے ثورۃ الھندیہ" کے نام سے مولانا ابوالکلام آزاد نے طبع کرایا۔

"کالا پانی" کی سزا کے دوران آپ نے یہ کتاب لکھی اور اس وقت آپ کے پاس کاغذ اور قلم کچھ نہ پ نے یہ کتاب کوئلے سے کپڑوں اور لکڑیوں پر تحریر کی۔ اس کتاب کے تعارفی مضمون میں معروف رائٹر ں احمد نے لکھا ہے:

> "مولانا فضل حق خیر آبادی یگانۂ روز عالم تھے عربی کے مانے ہوئے ادیب اور شاعر تھے عقلی علوم کے امام و مجتہد تھے۔ ان سب خصائص سے بالا ان کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ بہت بڑے سیاستدان مدبر اور مفکر بھی تھے، مسند تدریس پر بیٹھ کر وہ علوم و فنون کی تعلیم دیتے تھے اور ایوان حکومت میں پہنچ کر وہ دور رس فیصلے کرتے تھے وہ بہادر اور شجاع بھی تھے۔ غدر (تحریک آزادی) کے بعد نہ جانے کتنے سُورما اور رزم آرا ایسے تھے جو گوشہ عافیت کی تلاش میں مارے مارے پھرتے تھے۔

(1) علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ، عمری، حنفی، ماتریدی چشتی 1212ھ/1797ء میں پیدا ہوئے اپنے والد مولانا فضل امام رحمۃ اللہ علیہ شاگرد تھے۔ حدیث مولانا عبدالقادر دہلوی سے پڑھی، قرآن مجید چار ماہ میں حفظ کرلیا، تیرہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے، علوم منطق ت، فلسفہ، ادب، کلام، اصول اور شاعری میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز اور اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ انگریزوں نے ان کو 1857ء میں قید کر کے ور نگون بھیج دیا۔ وہیں 12 صفر 1278ھ/1861ء میں وفات پائی۔ (تذکرہ علمائے ہند ص 382)

لیکن مولانا فضل حق ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے کئے پر نادم اور پشیمان نہیں تھے۔"

(انوار رضا ص:۴۳۵)

حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ وہ مجاہد تھے جنہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا اور انگریز کی طرف سے رہائی کی پیشکش کے باوجود اپنا فتویٰ واپس نہ لیا اور جیل کی سختیاں برداشت کیں اور جب آپ کی رہائی کا پروانہ آیا تو آپ کا جنازہ جیل سے باہر آ رہا تھا۔

جنگِ آزادی اور دیگر علماء و مشائخ

مجاہدِ تحریک آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اکابر علماء و مشائخ نے بھی تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا اور انگریز کی طرف سے ڈھائے گئے مظالم کو خندہ پیشانی سے قبول کیا ان میں سے چند اہم شخصیات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱...... مفتی صدر الدین آزردہ۔ ۲...... مفتی عنایت احمد کاکوروی۔ ۳...... مولانا فضل رسول بدایونی۔ ۴...... مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھی۔ ۵...... مولانا سید کفایت علی کافی مراد آبادی۔ ۶...... مولانا عبدالجلیل شہید علی گڑھی۔ ۷...... مجاہد اعظم مولانا سید احمد اللہ شاہ شہید۔ ۸...... مولانا امام بخش صہبائی۔ ۹...... جنرل بخت خان رحمہم اللہ۔ (۱)

نوٹ...... جب مسلمان انگریز کے خلاف جہاد کر رہے تھے سید احمد بریلوی اور مولانا محمد اسماعیل انگریز کے خلاف جہاد کی مخالفت کر رہے تھے۔

مولانا جعفر تھانیسری نے لکھا ہے:

"یہ بھی صحیح روایت ہے کہ قیامِ کلکتہ کے دوران جب ایک روز مولانا محمد اسماعیل وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریز سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رُو و ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں" (سوانح احمدی ص:171)

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

(۱)...... ان تمام حضرات کے تفصیلی حالات تذکرہ علمائے ہند (از مولوی رحمٰن علی) میں ملاحظہ کیجئے۔ ۱۲ ہزاروی

سوالات

سوال نمبر 1 برصغیر میں اشاعت اسلام کا سب سے پہلا سبب کیا تھا؟

سوال نمبر 2 محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کب کیا؟

سوال نمبر 3 وہ کون سا حکمران تھا جس کی فتوحات نے برصغیر میں اشاعتِ اسلام کی راہ ہموار کی؟

سوال نمبر 4 جن مشائخ نے برصغیر میں اسلام کی شمع روشن کی ان میں سے تین کے اسمائے گرامی مع سن وفات ذکر کریں؟

سوال نمبر 5 برصغیر میں اسلامی حکومت کی بنیاد کس حکمران نے کس سن میں رکھی؟

سوال نمبر 6 برصغیر میں اسلامی حکومت کے زوال کے اسباب پر روشنی ڈالیں۔

سوال نمبر 7 حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اصلاحی کوششوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

سوال نمبر 8 حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان صاحبزادوں کے نام بتائیں جنھوں نے قرآن پاک کا ترجمہ کر کے امت مسلمہ کی دینی راہنمائی کی۔

سوال نمبر 9 مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کی برتری کی وجوہات ذکر کریں۔

سوال نمبر 10 برصغیر میں انگریز کی آمد کس طرح اور کب ہوئی اور انہوں نے کس طرح یہاں کی حکومت پر قبضہ کیا؟

سوال نمبر 11 انگریز کے خلاف جنگ آزادی کے محرکات پر روشنی ڈالیں۔

سوال نمبر 12 جنگ آزادی کے مجاہد اعظم علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔؟

سوال نمبر 13 جنگ آزادی میں حصہ لینے والے مشائخ میں سے پانچ کے اسمائے گرامی نقل کریں۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

دوسرا باب......

تَحریکِ پَاکستَان

تحریک پاکستان کے محرکات

برصغیر کے مسلمان جس طرح سیاسی، معاشرتی، معاشی اور مذہبی حوالے سے انگریز کی سازش کا شکار تھے اسی طرح مکار ہندو بھی مسلمانوں کے لئے وبال جان تھے اور جب مسلمانوں کے اقتدار کا سورج ڈوبا ہندوؤں نے بھی مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا جال بچھا دیا اس لئے اب ضروری ہو گیا تھا کہ مسلمان ایک علیحدہ مملکت کے قیام کا مطالبہ کریں جس کی بنیاد دوقومی نظریہ کو قرار دیا۔

نوٹ...... دوقومی نظریہ کی وضاحت آئندہ صفحات پر ملاحظہ کریں۔

تحریک پاکستان کے چند محرکات درج ذیل ہیں۔

فرقہ وارانہ فسادات

برصغیر میں ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ تھی اس لئے ہندو مسلم فسادات میں مسلمانوں کا قتل عام کیا جاتا تھا لہذا یہ خدشہ موجود تھا کہ انگریز کے جانے کے بعد ہندو "رام راج" کریں گے اور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلیں گے۔

معاشرتی حالات

ہندو ذات پات اور رنگ و نسل کے امتیاز کے نہ صرف قائل تھے بلکہ اس پر عمل کرتے تھے تو اس وجہ سے یہ خوف موجود تھا کہ مسلمانوں کو دوسرے درجہ کا شہری بنا کر سیاسی آزادی سے بھی محروم کر دیا جائے گا۔

مسلم زبان و ثقافت کی مخالفت

انگریز حکومت کی موجودگی میں ہندو ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے کہ ہندی زبان کو ملک بھر کی زبان

کا درجہ مل جائے اور وہ اردو زبان اور مسلم ثقافت کو مٹانے کے درپے تھے۔

کانگرسی وزارتیں

1937ء سے 1939ء تک برصغیر میں کانگرسی وزارتیں قائم رہیں. اس دوران ہندوؤں نے اپنے اقتدار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمان قوم کو دبانے اور ان کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کا وطیرہ اپنائے رکھا یہ تعصب بھی مسلمانوں کے لئے الگ وطن کے حصول کا سبب بنا۔

دوقومی نظریہ

چونکہ مسلمان اور غیر مسلم دو الگ قومیں ہیں ان کی ثقافت زبان، رسم ورواج اور انداز زندگی مختلف ہے اسلئے ضروری تھا کہ مسلمان ایک آزاد مملکت میں اپنا الگ ثقافتی، مذہبی وجود قائم رکھ سکیں۔

اسلامی نظریہ حیات

نظریہ پاکستان، اسلامی نظریۂ حیات پر مبنی ہے اور اسلامی نظریۂ حیات کی بنیاد قرآن وسنت ہے قرآن وسنت کی روشنی میں جدید مسائل کا حل جید علماء کرام تلاش کرتے ہیں اور اسے اسلامی فقہ کہا جاتا ہے۔

اسلامی نظریہ حیات کی چند اہم باتیں درج ذیل ہیں:

1.....عقائد

اسلام میں عقائد کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور تمام دین کی عمارت اسی بنیاد پر قائم ہے۔ بنیادی طور عقائد چند باتوں پر مشتمل ہیں اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اسے توحید کہتے ہیں تمام رسولوں اور نبیوں کی رسالت ونبوت پر ایمان رکھنا، تمام آسمانی کتابوں مثلاً قرآن مجید، تورات، زبور اور انجیل اور دیگر صحیفوں پر ایمان رکھنا، فرشتوں پر ایمان رکھنا، آخرت کے دن پر (جب اعمال کا بدلہ دیا جائے گا اور اسے قیامت کا کہا جاتا ہے) ایمان رکھنا، اور تقدیر پر ایمان لانا یعنی ہر خیر وشر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اور انسان عمل کرنے کا حکم ہے۔

مسلمانوں کے عقائد میں یہ بات بھی شامل اور لازمی ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا اور آپ ظاہری اور باطنی حسن و جمال کے پیکر تھے نیز آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اس کو عقیدۂ ختم نبوت کہتے ہیں۔ نیز عقیدہ ختم نبوت کا منکر کافر ہے۔

اسی طرح قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے اور اس میں قیامت تک پیش آنے والے مسائل کے حل کے لئے راہنمائی موجود ہے۔

صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم وہ پاکیزہ شخصیات ہیں جن کو حضور ﷺ سے خصوصی نسبت حاصل ہے ان کی عزت واحترام ہر مسلمان پر لازم ہے۔

2......عبادات

عبادت کا معنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ماننا ہے اور بنیادی طور پر چند کام بطور عبادت فرض ہیں۔ مثلاً پانچ وقت کی نماز، ماہ رمضان المبارک کے روزے، سال میں ایک مرتبہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنا، اگر طاقت ہو تو زندگی میں ایک بار حج کرنا، جہاد فرض کفایہ ہے مسلمان فوج کی ذمہ داری ہے کہ وہ فتنہ فساد کے قلع قمع کے لئے اسلام دشمن قوتوں کے خلاف جہاد کرے۔

3......قانون کی حکمرانی

کسی بھی معاشرہ میں قانون کی حکمرانی ضروری ہوتی ہے ورنہ طاقت ور لوگ کمزور لوگوں کی زندگی عذاب بنا دیتے ہیں اسلام میں قانون کا سرچشمہ قرآن وسنت اور فقہ اسلامی ہے اور قانون کی نظر میں سب لوگ برابر ہیں۔

4......عدل وانصاف

اسلامی قانون کی خوبی یہ ہے کہ یہ قانون معاشرے میں انصاف قائم کرتا ہے مجرم کوئی بھی ہو قانون کی گرفت میں آتا ہے اسی کو انصاف اور مساوات کہتے ہیں۔

بنو مخزوم قبیلہ کی فاطمہ نامی عورت نے چوری کی تو حضور ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا جب اس کی سفارش کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس کی جگہ میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی ایسا کرتی تو میں

اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

عدل وانصاف اسلامی قانون کا طرۂ امتیاز ہے اور تاریخ میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔

5......اخوت ومساوات

ایک پرامن معاشرے کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ اس کے افراد بھائی چارہ قائم کریں اور ان کے درمیان مساوات ہو اسلامی نظریہ حیات اس بھائی چارے کو قائم کرتا ہے۔قرآن مجید میں ہے کہ مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں اور حضور ﷺ نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اس اخوت کی بنیاد پر ایک دوسرے کے مال جان اور عزت کو تحفظ دیا جاتا ہے اسلام کے مطابق سب سے زیادہ عزت اس شخص کے لئے ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے یعنی جس کے دل میں خوفِ خدا ہوتا ہے۔

6......اسلام اور اقتدارِ اعلیٰ

اسلامی نظریہ حیات میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ احکم الحاکمین ہے یعنی تمام حاکموں کا حاکم ہے۔انسان اس کے نائب کے طور پر اسی کے نظام کو قائم کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر حکمران اسلام کے خلاف کوئی طریقہ اختیار کریں تو ان کو حکمرانی کا حق باقی نہیں رہتا وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے قانون یعنی قرآن وسنت کے نفاذ کے پابند ہیں۔

دوقومی نظریہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

دوقومی نظریہ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اور غیر مسلم دو الگ قومیں ہیں مسلمان کا دین، مذہب اور ثقافت جدا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ اور اسکے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے احکام کے تابع ہے جب کہ غیر مسلم چاہے وہ کسی بھی دین سے تعلق رکھتے ہوں ان کی ثقافت جدا ہے اور وہ ایک ہی ملت شمار ہوتے ہیں۔قرآن مجید میں ہے:

''ایک گروہ کو ہم نے ہدایت دی اور دوسرے گروہ پر گمراہی ثابت ہوگئی''

ہدایت یافتہ گروہ مسلمان کہلاتا ہے اور گمراہی کے راستے پر چلنے والے تمام غیر مسلم الگ گروہ ہیں۔

مغلیہ حکمران اکبر کے زمانے میں دوقومی نظریہ کو ختم کرکے ہندو مسلم اتحاد کے تحت ''دینِ الٰہی'' کے

سے ایک معجون مرکب بنایا گیا جس کے نتیجے میں ہندوازم کو برتری دی گئی اور مسلمانوں کے شعائر (مذہبی علامات) کو ختم کر دیا گیا۔

کلمہ طیبہ میں "محمد رسول اللہ" کی جگہ "اکبر خلیفة اللہ" داخل کر دیا گیا۔ گائے کی قربانی پر پابندی لگادی گئی، خنزیر اور کتوں کا احترام کیا جانے لگا، شراب اور جواء عام ہو گیا، علماء کرام کو زبردستی شراب پلائی جانے لگی، عورتوں کے پردہ کرنے پر پابندی لگادی گئی، عام اور خاص سب کو بادشاہ کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، کچھ مساجد شہید کر دی گئیں، مدارس عربیہ مسمار کر دیئے گئے، داڑھیاں منڈوادی گئیں اور سرعام اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا جانے لگا۔ (تجلیات امام ربانی ص:۹۱۰)

ان حالات کا توڑ کرنے اور دو قومی نظریہ کو ازسرنو زندہ کرنے کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جن کی ولادت 971ء میں سرہند شریف (ہندوستان) میں ہوئی، میدان میں نکلے، اکبر کی جدوجہد کے تین مقاصد تھے۔

1......قومی حکومت کا قیام۔ 2......ہندوؤں سے مفاہمت۔ 3......متحدہ ہندوستان۔

اس کے مقابلے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تین مقاصد کے لئے جدوجہد فرمائی۔

1......اسلامی حکومت کا قیام۔ 2......ہندوؤں سے عدم مفاہمت۔ 3......اسلامی ہند کی تعمیر۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوؤں کی سازش کے خلاف اور دو قومی نظریہ کے احیاء کے لئے پُرامن تحریک شروع کی اس کے لئے آپ کو جیل بھی جانا پڑا لیکن اس تحریک کے مثبت نتائج نکلے اور جو آزاد خیالی اکبر کے دور میں شروع ہوئی تھی جہانگیر کے تخت نشین ہونے تک اس کا زوال شروع ہو چکا تھا۔ اور اورنگزیب عالمگیر کے دور میں دو قومی نظریہ کے خلاف ہندوؤں کی سازش دم توڑ چکی تھی۔

غرض یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کے صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد سعید (وفات 1070ھ) اور خواجہ معصوم (م 1079ھ) اور ان کے صاحبزادگان خواجہ سیف الدین (م 1096ھ) خواجہ نقشبند (م 1115ھ) اور ان کے سینکڑوں خلفاء اور لاکھوں مریدین و معتقدین کی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں عہد عالمگیری

میں حیرت انگیز تبدیلیاں رُونما ہوئیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ (م 1131ھ) اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م 1176ھ) کی علمی اور فکری تحریک تھی جس نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک سے پوری طرح فائدہ حاصل کیا اور اپنا اثر دکھایا۔

امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوقومی نظریہ

حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمہما اللہ کے بعد دوقومی نظریہ کے تحفظ کا سہرا جس عظیم شخصیت کے سر بجتا ہے وہ چودہویں صدی کے مجدد حضرت امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت ہے۔ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ 14 / جون 1856ء/10 شوال 1272ھ کو حضرت مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے جن کا تعلق قندہار کے قبیلہ بڑہیچ سے تھا آپ کے اجداد مغلیہ حکومت کے دور میں لاہور آئے وہاں سے دہلی اور پھر بریلی شریف میں آباد ہوگئے۔

امام احمد رضا خان اس دور میں پیدا ہوئے تھے جب ہندوستان سے مسلمانوں کا اقتدار ختم ہو چکا تھا اور 1857ء کی تحریک آزادی میں علمائے اہلسنت تاریخی کردار ادا کرنے کے جرم میں پھانسی کے تختوں پر لٹکائے جا چکے تھے۔

آپ نے چودہ سال کی عمر میں تمام علوم درسیہ معقولہ و منقولہ کی تکمیل کر لی اور فراغت کے دن سے ہی فتویٰ نویسی پر مامور ہوگئے۔ آپ نے تقریباً پچاس علوم وفنون پر سینکڑوں کتب تصنیف کیں بالخصوص آپ کا فتاوٰی رضویہ اسلامی فقہ کا سب سے جامع اور ضخیم انسائیکلو پیڈیا ہے۔

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے علماء عرب سے اور علمائے عرب بالخصوص مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے ائمہ نے آپ سے سنداتِ حدیث حاصل کیں۔ آپ نہ صرف یہ کہ انگریز کے سخت مخالف تھے ہندو مسلم اتحاد کو بھی سخت ناپسند کرتے تھے اور دوقومی نظریہ کے عظیم مبلغ تھے۔

پہلی جنگِ عظیم کے بعد تقریباً 1919ء میں ترکوں پر انگریزوں کے ظلم واستبداد کے خلاف تحریک خلافت کا آغاز ہوا اور پورے ملک میں انگریز حاکموں کے خلاف ایک شورش برپا ہوگئی اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور مسلمانوں کے جذبات کو پیش نظر رکھتے ہوئے 1920ء میں گاندھی نے کانگرس کی طرف سے تحریک ترکِ موالات کا اعلان کیا تحریکِ خلافت اور ترکِ موالات دونوں کی مشترکہ بنیاد انگریزوں کی مخالفت اور ان سے قطع تعلق تھا۔

اس لئے یہ دونوں تحریکیں ایک دوسرے کے قریب آ گئیں اور انگریزوں کے خلاف ''ہندو مسلم اتحاد'' قائم ہوگیا۔لیکن اس اتحاد نے مسئلہ کو شرعی اعتبار سے زیادہ نازک بنادیا ایک طرف انگریزوں سے معاملات بھی ترک کردیئے گئے اور دوسری طرف ہندوؤں سے معاملات اور دوستی تک قائم کردی گئی اُس وقت کے جید علماء کرام نے اس اتحاد کے خلاف فتوے دیئے،امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ان علماء میں سرفہرست تھے۔

اور جس طرح اکبر کے دور میں ہندو مسلم اتحاد کے خلاف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آواز اٹھائی اسی طرح امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس اتحاد کے خلاف آواز اٹھائی یہ آپ کی بصیرت تھی ورنہ سطحی نظر سے دیکھنے والے علماء اس آواز کو انگریز دوستی پر محمول کرتے تھے۔
شاطر ہندو اور اس کی چال کو سمجھنے کے حوالے سے حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل آپ کی سیاسی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جب ہندوؤں نے گائے کی قربانی سے روکنے کے لئے نہایت شاطرانہ انداز میں مسلمان علماء سے فتوئ طلب کیا کہ کیا گائے کی قربانی ضروری ہے؟ بظاہر اس کا جواب یہی تھا کہ ضروری نہیں محض جائز ہے اور بڑے بڑے جید علماء ہندوؤں کی اس چال کو سمجھ نہ سکے اور انہوں نے فتویٰ دے دیا کہ ضروری نہیں لیکن امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا:

''ہم ہندو کو خوش کرنے کے لئے گائے کی قربانی موقوف نہیں کرسکتے۔''

چونکہ آپ جانتے تھے کہ ہندو کیا چاہتا ہے اس لئے آپ نے بصیرت افروز جواب دیا چنانچہ ہندوؤں

نے علماء کرام کا یہ فتویٰ لے کر اعلان کر دیا کہ مسلمانوں کے نزدیک بھی گائے کی قربانی ضروری نہیں۔ اور وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔

حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو قومی نظریہ اور اسلامی تشخص کا دفاع کیا اور اسی کا نتیجہ تھا کہ تحریک پاکستان میں آپ کے شاگردوں، مریدین اور متعلقین علماء و مشائخ نے قیام پاکستان کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔

امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کے معاشی نکات

1912ء میں امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "تدبیر فلاح ونجات واصلاح" میں چار معاشی نکات پیش فرمائے۔ جو درج ذیل ہیں:

1......ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہے مسلمان اپنے معاملات باہم فیصل کریں (طے کریں) تاکہ مقدمہ بازی میں جو کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں پس انداز ہو سکیں۔

2......بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدرآباد اور دکن کے تونگر مسلمان اپنے بھائیوں کے لئے بینک کھولیں۔

3......مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

4......علم دین کی ترویج واشاعت کریں۔

تقسیم ہند

جناب عبد القدیر کی مفصل تجاویز

سب سے پہلے جناب محمد عبد القدیر نے تقسیم ہند کے سلسلے میں مفصل تجاویز 1925ء میں مسٹر گاندھی کے سامنے رکھیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مختلف اضلاع کو ملا کر تین صوبے بنائے جائیں اس تقسیم کے بعد ملک

کے ہر حصے کا نظم ونسق اس کی رعایا کی اکثریت کے مفادات کے مطابق چلایا جائے۔ قلیل تعداد والوں کی حفاظت اوران کے رسم ورواج کے لئے قواعد بنائے جائیں۔ آبادی کے تبادلہ کے لئے سہولتیں بہم پہنچائی جائیں تا کہ کم تعداد والے اگر کسی وجہ سے وطن ترک کر کے اپنی قوم کے حلقۂ اثر میں جانا چاہیں تو وہ کسی نقصان کے بغیر سکونت تبدیل کر سکیں۔

ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز

1930ء میں ڈاکٹر محمد اقبال نے الٰہ آباد میں مسلم لیگ کے اکیسویں اجلاس میں سیاسی پلیٹ فارم سے اس تجویز کو آگے بڑھایا پھر یہی تجویز 1931ء میں دوسری گول میز کانفرنس کے موقع پر انگلستان میں حکومت برطانیہ کے سامنے پیش کی۔

علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز

1931ء میں صدر الافاضل علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "السواد الاعظم" میں لکھا:

> "جب ہندو اپنی حفاظت اسی میں سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے محلوں سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنی حدود الگ کرلیں تو مسلمانوں کو یقیناً ان کے محلوں میں جانے اور ان کے ساتھ کاروبار رکھنے سے احتیاط کرنی چاہیے اور دونوں اپنی اپنی حدود جداگانہ رکھیں۔"

اور اسی نکتہ کو ملحوظ رکھ کر سیاسی مباحث طے کرلیں یعنی ہندوستان میں ملک کی تقسیم سے ہندو مسلم علاقے جدا جدا بنالیں تا کہ باہمی تصادم کا خدشہ اور خطرہ باقی نہ رہے ہر علاقہ میں اسی علاقہ والوں کی حکومت ہو، مسلم علاقہ میں مسلمانوں کی، اور ہندو علاقوں میں ہندوؤں کی۔

چوہدری رحمت علی اور پاکستان

1933ء میں چوہدری رحمت (م1951ء) نے ایک علیحدہ اسلامی مملکت کی تائید کی اور اس جدید اسلامی ریاست کا نام "پاکستان" تجویز کیا۔

انڈین نیشنل کانگرس کا قیام

1885ء میں ''انڈین نیشنل کانگرس'' کے نام سے ایک سیاسی جماعت قائم کی گئی جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ ہندوستان کی تمام جماعتوں کی نمائندگی کرے لیکن یہ جماعت فرقہ پرست جماعت بن گئی اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے لگی اس لئے مسلمانوں نے انڈین نیشنل کانگرس کو اپنی نمائندہ جماعت ماننے سے انکار کر دیا اور انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے اپنی علیحدہ تنظیم بنانے کا فیصلہ کر لیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام

1906ء میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس کے بعد 30 دسمبر 1906ء کو نواب وقار الملک کی صدارت میں مجوزہ سیاسی تنظیم کی بنیاد رکھی گئی۔ اور میاں محمد شفیع کی تجویز پر اس کا نام آل انڈیا مسلم لیگ رکھا گیا اس تنظیم کے قیام کے محرک تین عوامل تھے۔

1...... ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق کی مسلسل حق تلفی۔

2...... کانگرس کی فرقہ وارانہ ذہنیت۔

3...... مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت وہ یہاں بطور حکمران آئے تھے اور اسلامی تمدن ان کا امتیازی نشان تھا۔

صوبائی مسلم لیگ پنجاب کا قیام

ڈھاکہ سے واپسی پر میاں محمد شفیع نے پنجاب مسلم لیگ کی صوبائی شاخ قائم کی اور اس سلسلے میں تلقین کی کہ جو مسلم زعماء (لیڈر) ہندوستان کے کونے کونے سے آئے ہوئے ہیں اپنے اپنے صوبوں اور علاقوں میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم کر کے اس تحریک کو صحیح معنوں میں ملک گیر تحریک بنائیں۔

دوقومی نظریہ کی بنیاد پر حقوق کی حفاظت

24/ اگست کو شملہ میں ''ینگ مسلم ایسوسی ایشن'' کے اجلاس میں میاں محمد شفیع نے ایسا خطبہ دیا جو قیام پاکستان کی راہ ہموار کرنے میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے انہوں نے فرمایا:۔

"ایسے ملک میں جہاں مختلف قومیں آباد ہوں، ان کی تعداد میں فرق ہو، تمدن میں اختلاف ہو، لٹریچر الگ الگ ہو، تاریخ اور ثقافت بھی جدا جدا ہوں، رسم ورواج بھی اپنا اپنا ہو، تہذیب وتمدن میں بھی ہم آہنگی نہ ہو تو ایسی قوم جو ضبط وتنظیم میں عاری ہو یقیناً ہمسایہ قوموں کے مقابلہ میں کمزور رہ جائے گی اور یہ پس ماندگی اس کی قومی زندگی کے ہر پہلو پر اثر انداز ہوگی پس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ مسلمانوں کی ایک مستقل تنظیم قائم ہو جو ہمارے حقوق کی حفاظت کرے۔ (اور) آئندہ ترقی اور بہبود کی تجاویز سوچے اور عملی جامہ پہنائے۔"

مسلمانوں کا سیاسی پلیٹ فارم

24/مارچ 1907ء کو میاں محمد شفیع کے گھر میں صوبائی شاخ مسلم لیگ کے قیام کے ابتدائی مراحل طے کرنے کے لئے ایک اجلاس ہوا جس میں نو (9) رکنی کمیٹی بنائی گئی، میاں صاحب خود اس کے سیکرٹری قرار پائے اور 25 بڑے شہروں میں باقاعدہ جلسے ہوئے۔

پھر ۳۰ نومبر ۱۹۰۷ء کو مسلم زعماء پنجاب کا تاریخی جلسہ ہوا اور بالآخر اسی تنظیم نے کچھ دیگر اداروں اور تنظیموں کے تعاون سے ملت اسلامیہ کو ہندوستان کی غلامی سے آزادی دلائی اور وطن عزیز پاکستان جیسی عظیم نعمت حاصل ہوئی۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسلم لیگ میں شمولیت اور میثاق لکھنؤ

1913ء میں قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور اس جماعت کو موثر بنانے میں سرگرم ہو گئے اور آپ کی کوششوں سے ہی 1916ء میں مسلم لیگ اور کانگرس پارٹی کے درمیان لکھنؤ میں ایک سیاسی سمجھوتہ ہوا جسے "میثاق لکھنؤ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس سمجھوتے کی رُو سے کانگرس نے مسلمانوں کی جدا حیثیت کو تسلیم کیا اور جداگانہ نیابت کا مسلمانوں کا مطالبہ منظور کیا گیا۔

نہرو رپورٹ اور ہندو کی غداری

تحریکِ خلافت، تحریکِ ہجرت اور تحریک عدم تعاون میں مسلمانوں اور ہندوؤں نے مل کر کام کیا لیکن

چونکہ ہندو فطری طور پر مکار، چالاک اور سازشی قوم ہے اس لئے مسلمانوں کے خلاف اس کی دشمنی ظاہر ہونے پر یہ اتحاد چل نہ سکا۔ مسلمانوں کے خلاف ہندو کے متعصبانہ رویے کا بڑا ثبوت نہرو رپورٹ (1928ء) کی اشاعت تھی جس میں میثاق لکھنؤ کی ان شقوں کو رد کر دیا گیا جو مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے منظور کی گئی تھیں نہرو رپورٹ نے جداگانہ نیابت کے اصول کو رد کرتے ہوئے ان تمام تحفظات کو مسترد کر دیا جن کو مسلمان اپنے علیحدہ قومی تشخص کے بقا اور ترقی کے لئے ضروری سمجھتے تھے۔

چنانچہ قائداعظم نے نہرو رپورٹ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے چودہ نکات

1929ء میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چودہ نکات پر مشتمل اصولوں کا ایک خاکہ تیار کیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1......آئندہ آئین وفاقی طرز کا ہو جس میں صوبوں کو زیادہ خودمختاری دی جائے۔

2......تمام صوبائی حکومتوں کو ایک ہی اصول پر داخلی خودمختاری دی جائے۔

3......صوبوں میں اقلیتوں کو موثر نمائندگی دی جائے۔

4......مرکزی مجلس قانون ساز میں مسلمانوں کی نمائندگی ایک تہائی سے کم نہیں ہونی چاہیے۔

5......جداگانہ انتخاب کا اصول ہر فرقہ پر لاگو ہونا چاہیے، البتہ اگر کوئی فرقہ چاہے تو اپنی مرضی سے مخلوط انتخاب قبول کر سکتا ہے۔

6......اگر صوبوں کی حدود میں تبدیلی کرنا مقصود ہو تو اس بات کا خیال رکھا جائے کہ مسلم اکثریت والے صوبوں میں مسلمان بدستور اکثریت میں رہیں۔

7......تمام لوگوں کو یکساں اور مکمل مذہبی آزادی حاصل ہو۔

8......اگر کوئی مسودہ قانون کسی خاص فرقے سے متعلق ہو اور اس فرقے کے تین چوتھائی اراکین اس مسودۂ قانون کے خلاف رائے دیں تو اسے نامنظور سمجھا جائے۔

9......سندھ کو ممبئی سے الگ کر کے ایک صوبہ بنا دیا جائے۔

10......صوبہ بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں دیگر صوبوں کی مانند اصلاحات نافذ کی جائیں۔

11......مسلمانوں کو تمام ملازمتوں میں ان کی اہلیت کے مطابق حصہ دیا جائے۔

12......مسلمانوں کو مذہبی اور ثقافتی تحفظ دیا جائے۔

13......صوبائی اور مرکزی وزارتوں میں مسلمانوں کو کم از کم ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔

14......صوبوں کی منظوری کے بغیر مرکزی آئین میں کوئی ردوبدل نہ کیا جائے۔

مسلمانوں کے علیحدہ تشخص کو تسلیم کرنا ضروری تھا

کانگرس اور اس کے ہندو راہنما برصغیر میں ایسا آئین نافذ کروانا چاہتے تھے جس سے ہندو اپنی عددی اکثریت کی بنا پر حاکم بن جائیں اور مسلمانوں کو اپنا دست نگر بنالیں وہ مسلمانوں کی علیحدہ حیثیت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ لہذا ضروری تھا کہ مسلمانوں کے علیحدہ تشخص کو اُجاگر بھی کیا جائے اور تسلیم بھی۔

قومیت کا مسئلہ

ایک طرف ہندو مسلمانوں کو الگ قوم تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے تو دوسری طرف کچھ کانگرسی علماء "ملت از وطن است" کا نعرہ لگا رہے تھے وہ دین کی بجائے ایک وطن میں رہنے والوں کو ایک قوم قرار دیتے تھے۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار میں ان لوگوں کو دین سے بے خبر قرار دیا اور قائداعظم نے واضح الفاظ میں دوقومی نظریہ کی بنیاد پر بتایا کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں۔ قائداعظم نے کہا:

"مسلمانوں کی اپنی اقدار اور موزوں اور غیر موزوں کا مخصوص احساس ہے اپنے قوانین اور اخلاقیات ہیں اپنے رسم ورواج ہیں ہماری تاریخ اور روایات ہمارے رویے اور خواہشات مختصر یہ کہ زندگی اور زندگی کے بارے میں ہمارا نقطہ نظر دوسروں سے ممتاز کیا جاسکتا ہے بین الاقوامی قانون کی ہر شق کے حوالے سے ہم "قوم" کی تعریف پر پورا اترتے ہیں۔"

(گاندھی کے تبصرے کا جواب 17 دسمبر 1944ء) نوائے وقت 24 دسمبر 2013ء)

دوقومی نظریہ کی بنیاد پر تقسیم ہند کا مطالبہ

برصغیر کے مسلمانوں کو یقین تھا کہ اگر ان کی علیحدہ حیثیت کو تسلیم نہ کیا گیا تو مسلمانوں کا تہذیب وتمدن، مذہب وعقائد اور علیحدہ تشخص مسخ ہو جائے گا۔

خطبہ الٰہ آباد

اسی لئے علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1930ء میں الٰہ آباد میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے برصغیر کے مسائل کا یہ حل تجویز کیا کہ مسلمانوں کی اپنی ریاست قائم ہونی چاہیے انہوں نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"میری خواہش ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان ملا کر ایک ریاست بنادی جائے خواہ ہندوستان برطانوی سلطنت کے اندر رہ کر آزادی حاصل کرے یا باہر رہ کر، مجھے شمال مغربی مسلم ریاست کا قیام مسلمانوں یا کم از کم شمال مغربی علاقوں کا مقصد نظر آتا ہے۔"

قائداعظم محمد علی جناح مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں بہت فکرمند تھے وہ مسلمانوں کو ایک مؤثر قوت بنانا چاہتے تھے۔ لیکن مسلم لیگ اندرونی مسائل سے دوچار تھی اور دوسری طرف کانگرس مسلمانوں کو اپنے اندر ضم (ملانے) کرنے کے لئے کوشاں تھی۔

1934ء میں قائداعظم نے مسلم لیگ کی باگ ڈور سنبھالی اور چند ہی سالوں میں اسے ایک مضبوط اور منظم جماعت بنادیا۔

برطانوی حکومت کا نیا آئین اور مسلمانوں کے لئے مشکلات

1925ء میں برطانوی حکومت نے برصغیر میں نیا آئین نافذ کیا اس آئین کی رُو سے 1937ء کے اوائل میں اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے ان انتخابات میں کانگرس کو نمایاں کامیابی ہوئی اور اس جماعت کو چھ بڑے صوبوں میں وزارتیں قائم کرنے کا موقع مل گیا۔

جن صوبوں میں کانگرسی وزارتیں قائم ہوئیں وہاں انہوں نے مسلمانوں پر مظالم ڈھانا شروع کر دیئے اور مسلمانوں پر سرکاری ملازمتوں کے دروازے بند کر دیئے گئے حکومت کے اشارے پر شر پسند ہندوؤں نے فرقہ وارانہ فسادات شروع کر دیئے اور وہ مسلمانوں کو جانی اور مالی نقصان پہنچانے لگے۔

نماز کے اوقات میں ہندو فرقہ پرست مسجدوں کے سامنے باجے بجا کر مسلمانوں کو اذیت پہنچاتے، سکولوں میں اردو کی بجائے ہندی زبان رائج کر دی گئی، اسکولوں میں پڑھائی شروع ہونے سے پہلے گاندھی کی تصویر کو ہاتھ جوڑ کر سلام کیا جاتا اور مسلمان بچوں کو بھی ایسا کرنے پر مجبور کیا جاتا۔

ہندوؤں نے اسکولوں میں ایک دل آزار ترانہ رائج کیا جو ''بندے ماترم'' کہلاتا تھا۔اس ترانے میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کا مواد تھا نیز حکومت کی شہ پر ہندو فرقہ پرست لوگ مسلمانوں کو کانگرس میں شامل ہونے پر مجبور کرنے لگے۔

یوم نجات

جب1939ء میں کانگرسی وزارتیں مستعفی ہوئیں تو قائداعظم کے مشورے سے مسلمانوں نے یوم نجات منایا اور چونکہ مسلمانوں کو کانگرسی حکومت کے ماتحت رہ کر اس بات کا شدید احساس ہوا کہ انگریز، مسلمانوں کو ہندوؤں کے رحم وکرم پر چھوڑ کر برصغیر سے چلے گئے تو ہندوؤں کے ماتحت ان کا رہنا مشکل ہو جائے گا اس لئے علیحدہ وطن کا مطالبہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔

☆☆☆.................☆☆☆.................☆☆☆

سوالات

سوال نمبر 1.......تحریک پاکستان کے محرکات پر روشنی ڈالیں۔

سوال نمبر 2.......دو قومی نظریہ کا کیا مطلب ہے اور دو قومی نظریہ کے احیاء کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں کا ایک جائزہ پیش کریں۔

سوال نمبر 3.......اسلامی نظریۂ حیات پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

سوال نمبر 4.......حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کی شخصیت اور دو قومی نظریہ کے سلسلے میں آپ کی مساعی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

سوال نمبر 5.......تقسیم ہند کے سلسلے میں جناب عبدالقدیر کی تجاویز گاندھی کو پیش کی گئیں ان تجاویز کی وضاحت کریں۔

سوال نمبر 6.......علامہ اقبال کے ساتھ ساتھ ایک عالم دین نے تقسیم ہند کی تجویز پیش کی ان کا نام بتائیں نیز علامہ اقبال نے کس سال اور اس عالم دین نے کب یہ تجویز پیش کی؟

سوال نمبر 7.......چوہدری رحمت علی نے کب تقسیم ہند کی تائید کی اور جدید ریاست کا نام کیا تجویز کیا۔؟

سوال نمبر 8.......انڈین نیشنل کانگرس کب اور کن مقاصد کے لئے قائم کی گئی۔؟

سوال نمبر 9.......آل انڈیا مسلم لیگ کی تشکیل کس سن میں ہوئی اور یہ نام کس نے تجویز کیا۔؟

سوال نمبر 10.......آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کے مقاصد واضح کریں۔

سوال نمبر 11.......قائداعظم نے کس سال مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور میثاق لکھنؤ کیا ہے وضاحت کریں؟

سوال نمبر 12.......نہرو رپورٹ کس سن میں شائع ہوئی اور اس میں خرابیاں کیا تھیں؟

سوال نمبر 13.......قائداعظم کے چودہ نکات تحریر کریں نیز ان نکات کا مقصد کیا تھا؟

سوال نمبر 14.......مسلم قومیت کے حوالے سے قائداعظم نے گاندھی کو کیا جواب دیا تھا؟

سوال نمبر 15.......قائداعظم نے مسلم لیگ کی قیادت کب سنبھالی۔؟

سوال نمبر 16.......1935ء میں برطانوی حکومت نے برصغیر میں نیا آئین نافذ کیا اس حوالے سے مسلمانوں کو کیا مشکلات پیش آئیں۔؟

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

تیسرا باب......

قیام پاکستان

قراردادِ لاہور

مسلمانوں کے لئے علیحدہ وطن کی تحریک کا سفر کامیابی سے جاری تھا اور اسی سلسلے میں لاہور میں اقبال پارک (جہاں آج کل مینار پاکستان ہے) میں مارچ 1940ء میں قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں مسلم لیگ کا 27واں سالانہ جلسہ منعقد ہوا، اس عظیم الشان جلسہ میں مسلم لیگ کی قیادت اور کارکنان کے علاوہ علماء کرام نے بھی شرکت کی۔

حضرت امیر ملت سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے "آل انڈیا سُنی کانفرنس" (جس کی تفصیل آگے آئے گی) کی نمائندگی کے لئے حضرت پیر صاحب مانکی شریف، حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی، شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی، حضرت پیر صاحب زکوڑی شریف (رحمہم اللہ) کو بھیجا جب کہ مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت نوجوانوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔

اس اجلاس میں مسلمانوں کے سیاسی مسائل کا بڑی تفصیل سے تجزیہ کیا گیا اور اتفاق رائے سے قرارداد منظور کی گئی جسے قراردادِ لاہور یا قراردادِ پاکستان کہا جاتا ہے۔اس قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ مسلمانانِ برصغیر کا علیحدہ وطن ہونا چاہیے جو برصغیر کے ان علاقوں پر مشتمل ہو جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں۔

تحریکِ پاکستان کا نیا دور

23مارچ 1940ء کی قراردادِ لاہور کے بعد مسلم لیگ نئے دور میں داخل ہوگئی اور بڑی تیزی کے ساتھ مسلم لیگ ایک عوامی جماعت بن گئی اس کی شاخیں برصغیر کے اکثر علاقوں میں قائم ہوگئیں اور اس کا پیغام ہر اس علاقے میں پہنچ گیا جہاں مسلمان آباد تھے۔

مسلم لیگ کی مقبولیت اور مطالبہ پاکستان کو برصغیر کے مسلمانوں کی حمایت کا ثبوت 1945,46ء

کے انتخاب میں ملا مسلم لیگ نے ان انتخابات میں دو بڑے مطالبات کی بنیاد پر حصہ لیا۔

1...... مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے۔

2...... مسلم لیگ کا مطالبہ قیام پاکستان ہے۔

مرکزی اسمبلی کے انتخابات منعقدہ دسمبر 1945ء میں مسلم لیگ نے مسلمانوں کے لئے مخصوص تمام نشستیں جیت لیں اور مسلم لیگ کے امیدواروں کے اکثر مخالفین کی ضمانتیں ضبط ہوگئیں پھر فروری 1946ء میں صوبائی انتخابات منعقد ہوئے جن میں مسلم لیگ کے امیدواروں نے زبردست کامیابی حاصل کی۔

برطانوی وزراء کی طرف سے آئندہ آئین کی تجاویز

قرارداد پاکستان کی منظوری اور انتخابات میں مسلم لیگی امیدواروں کی کامیابی سے یہ بات واضح ہوگئی تھی کہ برصغیر کے مسلمان قیام پاکستان کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں لیکن برطانوی حکومت اور کانگرس پارٹی اب بھی کوشاں تھی کہ کسی نہ کسی طرح پاکستان کے قیام کو ناممکن بنادیا جائے۔

چنانچہ 1946ء میں تین برطانوی وزراء پر مشتمل کابینہ وفد برصغیر آیا جس نے یہاں کے راہنماؤں سے گفت وشنید کے بعد برصغیر کے آئندہ آئین کے لئے درج ذیل تجاویز پیش کیں۔

1...... برصغیر کی دستور ساز اسمبلی آئین تیار کرے۔

2...... برصغیر میں وفاقی طرز کی حکومت قائم کی جائے۔

3...... برطانوی ہند کے تین گروپ بنائے جائیں ایک گروپ میں بنگال اور آسام کے مسلم اکثریت والے صوبے ہوں۔ دوسرے گروپ میں پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان شامل ہوں۔ تیسرے گروپ میں ہندو اکثریت کے صوبے شامل ہوں۔ یہ صوبے ہر صورت میں دس سال تک وفاق میں شامل رہیں اسکے بعد اگر کوئی صوبہ چاہے تو وفاق سے الگ ہو کر آزاد حکومت قائم کرلے۔

کابینہ کی اس تجویز کو کانگرس اور مسلم لیگ دونوں نے مسترد کردیا کانگرس نے اس لئے مسترد کیا کہ اسے دس سال بعد پاکستان قائم ہوتا نظر آرہا تھا اور مسلم لیگ نے اس بنیاد پر رد کیا کہ اسے قیام پاکستان میں دس

سال کی تاخیر نظر آ رہی تھی اور مسلم لیگ قیام پاکستان کے فوری قیام سے کم کسی بات پر راضی نہ تھی۔

یوم راست اقدام

مسلم لیگ نے اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے خصوصاً پاکستان کے قیام کے مطالبے کی حمایت کے لئے راست اقدام کرنے کا فیصلہ کیا یہ پہلا موقع تھا جب مسلم لیگ نے عوامی سطح پر راست اقدام کا طریقہ اپنایا۔ جو 16/ اگست 1946ء کو منایا گیا۔ اس روز برصغیر کے طول وعرض میں جلسے منعقد کر کے کانگرس اور برطانوی حکومت کی مسلمانوں کے خلاف ملی بھگت کا پردہ چاک کر کے بتایا گیا کہ کانگرس کا مقصد یہ ہے کہ برصغیر سے انگریزوں کو نکال کر حکومت پر قبضہ کر کے مسلمانوں پر حکمرانی قائم کی جائے۔ مسلم لیگ کے راہنماؤں نے واضح کر دیا کہ کانگرس کا یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا اور مسلمانانِ برصغیر ہر قیمت پر پاکستان قائم کر کے رہیں گے۔

مسلم لیگ کی حمایت

تحریک پاکستان کی کامیابی اور قیام پاکستان کا سہرا جہاں مسلم لیگ کے سر سجتا ہے وہاں وہ لوگ بھی مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا جن میں علی گڑھ یونیورسٹی، آل انڈیا سنی کانفرنس اور کچھ دیگر علماء کی انفرادی خدمات شامل ہیں۔

تحریک پاکستان اور علماء و مشائخ

اس میں کوئی شک نہیں کہ تحریک پاکستان کی قیادت مسلم لیگ نے کی اور قائداعظم محمد علی جناح اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے ساتھ ساتھ دوسرے اہم راہنماؤں نے قیام پاکستان کے لئے کلیدی کردار ادا کیا۔ لیکن مسلم لیگ کی حمایت میں برصغیر کے علماء و مشائخ نے بھرپور جدوجہد کی اور ایک اسلامی فلاحی مملکت کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔ اس سلسلے میں علماء اہل سنت نے اجتماعی طور پر ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے تحت بڑی بڑی کانفرنسیں کر کے مسلم لیگ کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس

برصغیر کے مسلمانوں کی پریشان کن صورت حال کو بدلنے اور اسلام دشمن قوتوں کی چالوں کو ناکام بنانے کے لئے مارچ 1925ء میں ہندوستان کے شہر مراد آباد میں اہل سنت کے جید علماء کرام جمع ہوئے اور "**الجمعية العالمية المركزية**" (آل انڈیا سنی کانفرنس) کے نام سے تنظیم کی بنیاد رکھی جس کے صدر محدث علی پوری پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور ناظم اعلیٰ صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ مقرر ہوئے۔

نوٹ...... پاکستان بننے کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کو جمعیت علماء پاکستان کا نام دے کر اس کی نشأۃ ثانیہ کی گئی جس کے صدر غازیٔ کشمیر مجاہد ختم نبوت علامہ ابوالحسنات اور ناظم اعلیٰ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی (رحمہما اللہ) مقرر ہوئے۔

یوں تو آل انڈیا سنی کانفرنس نے بے شمار سنی کانفرنسیں منعقد کرکے قیام پاکستان کی راہ ہموار کی لیکن خاص طور پر 27 تا 30/اپریل 1946ء میں بنارس (ہندوستان) میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس نے تحریک پاکستان کو جس قدر کمک پہنچائی اسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس کانفرنس میں ہزاروں علماء و مشائخ نے شرکت کی اور یہ قرارداد منظور کی۔

"آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکنہ قربانی کے واسطے تیار ہیں اور اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبوی کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔"

تحریک پاکستان کی کامیابی کے لئے مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دینے والے علماء کرام و مشائخ عظام میں چند چیدہ افراد کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(۱) پیر عبداللطیف زکوڑی شریف (۲) میاں غلام اللہ شرقپوری (۳) پیر معصوم شاہ چورہ شریف (۴) علامہ سید دیدار علی شاہ (۵) علامہ محمد شریف کوٹلی لوہاراں (۶) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان

(۷) صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی (۸) صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی (۹) مفتی محمد برہان الحق جبل پوری (۱۰) مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان (۱۱) سفیر اسلام مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی (۱۲) علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی (۱۳) علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری (۱۴) علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری (۱۵) علامہ سید احمد سعید کاظمی (۱۶) علامہ عبد الغفور ہزاروی (۱۷) پیر امین الحسنات مانکی شریف (۱۸) پیر صاحب بھرچونڈی شریف (۱۹) خواجہ قمر الدین سیالوی (۲۰) پیر غلام محی الدین گولڑہ شریف (بابو جی) (۲۱) مولانا محمد بخش مسلم اور علامہ عبد الستار نیازی رحمۃ اللہ علیہم۔

حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا کردار

۲۲/ اپریل ۱۹۳۸ء کو حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ [1] نے میانہ پورہ (سیالکوٹ) میں نماز جمعہ کے اجتماع میں فرمایا کہ اس وقت دو جھنڈے ہیں ایک اسلام کا اور دوسرا کفر کا۔

پھر سب سے وعدہ لیا کہ وہ کفر کے جھنڈے یعنی کانگریسیوں اور متحدہ قومیت کا پرچار کرنے والوں کا ساتھ نہیں دیں گے بلکہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے آئیں گے اور مسلم لیگ کا ساتھ دیں گے بلکہ آپ نے یہ بھی وعدہ لیا کہ کانگرس میں شامل ہونے والوں کے ساتھ کسی قسم کا میل جول نہیں رکھیں گے نہ ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور نہ ہی ان کو اپنے قبرستان میں دفن ہونے دیں گے۔

اس کے علاوہ آپ نے اپنے تمام مریدوں اور متوسلین کو حکم دیا کہ وہ مسلم لیگ کو دل کھول کر چندہ دیں۔

سفیر اسلام علامہ عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار

حضرت علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (والد ماجد علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ) عالمی

(۱)......امیر ملت محدث علی پوری ولد سید کریم شاہ (رحمۃ اللہ علیہما) 1840ء یا 1845ء میں علی پور سیداں (سیالکوٹ) میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، اُس وقت کے جلیل القدر علماء سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کی اور آخر میں شاہ فضل الرحمٰن گنج آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا کلاہ اُتار کر آپ کے سر پر رکھا۔ آپ حضرت بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت حاصل کی آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ تحریک پاکستان کے لئے آپ کی خدمات نمایاں ہیں۔ 31 مئی 1951ء کو آپ کا وصال ہوا۔ (تفصیل کے لئے ''اکابر تحریک پاکستان'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ نوری بک ڈپو لاہور، ملاحظہ کریں)

مبلغ تھے۔1940ء کی قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد آپ نے مختلف شہروں کے دورے کرکے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا اور مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہونے کی ترغیب دی۔1945ء میں آپ حج کی ادائیگی کے لئے حجاز مقدس روانہ ہوئے تو آپ نے مسلمانان ہند کے نام ایک پیغام میں فرمایا:

''میں تمام برادران ملت کو بالعموم وقت سفر حجاز مقدس پر آخری وصیت دیتے ہوئے رخصت ہوتا ہوں کہ جس طرح ممکن ہو انتخاب جدید میں تمام اختلافات باہمی کو مٹا کر آل انڈیا مسلم لیگ کی حمایت میں ہمہ تن سرگرم ہو جائیں اور اپنے شیرازے کو ہرگز منتشر نہ ہونے دیں اور ثابت کر دکھائیں کہ مسلمان متحد و متفق ہیں تاکہ جہاں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے انکی آزاد حکومت ہو جس میں نفاذ قوانین واحیائے تہذیب ومعاشرت دین کی پوری قوت ان کو ہی حاصل ہو اس کو خواہ پاکستان کا نام دیا جائے یا حکومت الٰہیہ کے لقب سے ملقب کیا جائے۔''

علامہ شاہ عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ حج کے موقعہ پر متعدد عرب ممالک فلسطین، شام، لبنان، اردن اور عراق کے دورہ پر تشریف لے گئے اور ہندوؤں کے غلط پروپیگنڈہ کا توڑ کرکے وہاں کے حکام اور دانشوروں کو نظریۂ پاکستان سے آگاہ کیا جس کے نتیجے میں عرب علماء وعوام تحریک پاکستان کو صحیح طور پر سمجھنے لگے، قیام پاکستان کے بعد قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو اسلامی ممالک میں پاکستان کی نمائندگی کا فریضہ سونپا گیا چنانچہ آپ نے تنِ تنہا بین الاقوامی سطح پر تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ تحریک پاکستان کے اغراض ومقاصد پر طویل لیکچر دیئے اور اس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔انہی خدمات کے پیش نظر آپ کو قائداعظم نے سفیر اسلام کا لقب دیا۔

27/رمضان المبارک کو جب پاکستان معرض وجود میں آیا اس کے تین دن بعد کراچی میں سرکاری سطح پر جو نماز عید الفطر ادا کی گئی اور اس میں قائداعظم محمد علی جناح، لیاقت علی خان اور دوسری اہم سرکاری اور غیر سرکاری شخصیات نے شرکت کی اس کی امامت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ اس وقت پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کی دعوت پر آپ اپنے تبلیغی دورے کو مختصر کر کے پاکستان پہنچے تھے۔

مولانا ظہور الحسن درس رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشیں

مولانا ظہور الحسن درس رحمۃ اللہ علیہ 1940ء سے 1947ء تک آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن اور صوبائی مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے رکن رہے، صوبہ سندھ میں مسلم لیگ کو مقبول بنانے میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا اور کراچی کے بہت کم جلسے ایسے ہوں گے جہاں آپ قائداعظم کے ساتھ نہ ہوں۔ 12/اکتوبر 1946ء کو بزم سنیہ صوبہ سندھ جس کے آپ جنرل سیکرٹری تھے، کے زیر اہتمام عظیم الشان آل انڈیا سنی کانفرنس ہوئی جس میں مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی، مولانا عبدالحامد بدایونی، اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا اور واضح کیا کہ ہم ایسا پاکستان چاہتے ہیں جہاں اسلام کا بول بالا ہو۔

قیام پاکستان میں صوبوں کا کردار

قیام پاکستان کی جدوجہد میں برصغیر کے ہر علاقے کے مسلمانوں نے سرگرمی سے حصہ لیا چاہے وہ مسلم اکثریت والے صوبے تھے یا وہاں مسلمان اقلیت میں تھے۔ جب 14/اگست 1947ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس میں پانچ صوبے شامل تھے۔ مشرقی بنگال، پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان، ان تمام صوبوں کے عوام نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

مشرقی بنگال

انگریزوں اور ہندوؤں نے بنگال کے مسلمانوں کا شدید معاشرتی، اقتصادی استحصال کیا تھا یہی وجہ ہے کہ 1905ء میں بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا جس کے نتیجے میں مشرقی بنگال کے صوبے میں مسلمانوں کی اکثریت ہوگئی اور انہوں نے سکھ کا سانس لیا۔

ہندوؤں کو مسلمانوں کے لئے الگ حکومت کا قیام پسند نہ آیا کیونکہ وہ مسلمانوں کی معاشرتی اور اقتصادی ترقی نہیں چاہتے تھے ،اس لئے انہوں نے تقسیم بنگال کی مخالفت شروع کردی اور تقسیم بنگال کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا۔ ہندوؤں کے اس متعصبانہ رویہ نے مسلمانوں کو بیدار کردیا اس لئے وہ سیاسی طور پر منظم ہوگئے اور 30/ دسمبر 1906ء کو ڈھاکہ میں مسلم لیگ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

چنانچہ مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کی وہ قرارداد جو 1940ء میں مسلم لیگ کے اجلاس (لاہور) میں پیش کی گئی اور مسلمانوں کے لئے علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا گیا بنگال کے مسلم لیگی راہنما مولوی فضل الحق نے پیش کی۔

1946ء میں جب صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے تو مسلم لیگ بنگال نے 119 مسلم نشستوں میں سے 113 نشستیں جیت لیں۔ 1947ء میں جب سلہٹ کے مسلمانوں کی رائے معلوم کرنے کے لئے حکومت برطانیہ نے ریفرنڈم کرایا تو ضلع سلہٹ (آسام) کے مسلمانوں نے پاکستان میں شامل ہونے کے حق میں فیصلہ دیا۔

خواجہ ناظم الدین جو پاکستان کے گورنر جنرل اور وزیراعظم بھی رہے ،انہوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، حسین شہید سہروردی بنگال کے ایک اہم رہنما تھے جنہوں نے اپریل 1946ء میں دہلی میں مسلم لیگ کے منتخب ممبران کے کنونشن میں ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا کہ مشرق میں بنگال اور مغرب میں پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان پر مشتمل آزاد اور خودمختار ملک پاکستان بنانا چاہیے۔ بعد میں حسین شہید سہروردی کچھ عرصہ کے لئے پاکستان کے وزیراعظم بھی رہے۔

پنجاب

پنجاب کے مسلمانوں نے آزادی کی جدوجہد میں بھرپور کردار ادا کیا ابتداء میں کچھ مسلمانون نے اپنے ذاتی مفادات اور انگریزوں سے تعلقات کی وجہ سے مسلم لیگ سے دوری اختیار کی اور یونینسٹ پارٹی قائم کرکے قیام پاکستان کی مخالفت کی لیکن پنجاب کے عوام نے مطالبہ پاکستان کی بھرپور حمایت کی اس لئے

یونینسٹ پارٹی کے راہنماؤں کو اپنا انداز فکر تبدیل کرنا پڑا۔

1945,46ء کے انتخابات میں مسلم لیگ نے مطالبۂ پاکستان کی بنیاد پر شرکت کی اور پنجاب کے لئے مرکزی اسمبلی میں مخصوص نشستیں جیت لیں۔ صوبائی انتخابات میں مسلمانوں کی 86 نشستوں میں سے 75 نشستیں مسلم لیگ نے جیتیں بعد میں چار دوسرے ممبران بھی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور یوں مسلم لیگ پنجاب اسمبلی میں سب سے بڑی جماعت بن گئی۔

انگریز گورنر کی سازش اور تحریک سول نافرمانی

لیکن مسلم لیگ کی واضح اکثریت کے باوجود پنجاب کے انگریز گورنر نے مسلم لیگ کو وزارت بنانے کی دعوت دینے کی بجائے پنجاب کی یونینسٹ پارٹی اور کانگرس سے گٹھ جوڑ کر کے یونینسٹ پارٹی کی وزارت قائم کروادی۔ چونکہ اس وزارت کو عوام کی حمایت حاصل نہ تھی اس لئے مسلم لیگ نے اس کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک چلائی جس کے نتیجے میں اس حکومت کو جلد مستعفی ہونا پڑا۔

صوبہ پنجاب کی تقسیم

قیام پاکستان کے سلسلے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ صوبہ پنجاب کو پاکستان اور بھارت کے درمیان تقسیم کر دیا جائے اس مقصد کے لئے ایک انگریز جج سر سیرل ریڈکلف کی صدارت میں باؤنڈری کمیشن قائم کیا گیا جس نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور کانگرس سے ساز باز کر کے مسلمان اکثریت کے کچھ علاقے بھارت کے سپرد کر دیئے اس طرح پاکستان کو زرخیز علاقے سے محروم کر دیا گیا اور وہاں کی مسلم آبادی گھر بار چھوڑ کر پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئی۔

فسادات اور مسلمانوں کی شہادت

جب ہندوؤں اور سکھوں نے پاکستان قائم ہوتا دیکھا تو انہوں نے پنجاب کے بعض علاقوں

میں فسادات شروع کر دیئے جس میں لاکھوں مسلمان شہید اور زخمی ہوئے اس مشکل وقت میں پنجاب کے مسلمانون نے استقامت کا دامن نہ چھوڑا اور جو مسلمان مہاجرین ہندوستانی علاقوں سے پاکستان آئے انہیں فراخ دلی سے خوش آمدید کہا اور ہر ممکن طریقے سے ان کی مدد کر کے ثابت کر دیا کہ مسلمان ہمیشہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

تحریک پاکستان میں صوبہ سندھ کا کردار

سندھ کا علاقہ سب سے پہلے محمد بن قاسم کی فتح کے بعد اسلامی حکومت کا حصہ بنا اس وجہ سے اس صوبے کو باب الاسلام بھی کہا جاتا ہے۔ محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے جانشینوں کے عہد میں سندھ تقریباً تین صدیوں تک عباسی خلافت کا صوبہ رہا اس زمانے میں بڑے بڑے علماء وفضلاء پیدا ہوئے جنہوں نے سندھ کا نام پورے عالم اسلام میں روشن کیا۔

عباسیوں کے دور زوال میں سندھ میں مقامی حکمران قابض ہوگئے پھر سندھ سلاطین دہلی اور مغل حکمرانوں کے قبضہ میں رہا اور انگریزوں کے تسلط تک سندھ میں مسلمانوں کی حکومت قائم رہی انگریز دور میں سندھ کو صوبہ ممبئی کا حصہ بنایا گیا پھر مسلم لیگ کی مسلسل کوششوں کی وجہ سے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کے تحت سندھ کو ممبئی سے الگ کر کے علیحدہ صوبہ بنایا گیا جو مسلمان اکثریت کا صوبہ تھا۔

1938ء میں سندھ صوبائی مسلم لیگ نے اپنی کانفرنس میں ایک قرارداد منظور کی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں مسلمانوں کی علیحدہ مملکت قائم کی جائے۔ جب مارچ 1940ء میں لاہور میں قیام پاکستان کی قرارداد منظور ہوئی تو سندھ کے مسلمان راہنماؤں نے اسکی مکمل حمایت کی۔

سندھ کے ایک ممتاز راہنما سر عبداللہ ہارون نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ وہ مطالبہ جو سندھ مسلم لیگ نے 1938ء پیش کیا تھا اب قومی سطح پر مسلم لیگ کا مطالبہ بن کر ابھرا ہے۔ سندھ صوبہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح کا تعلق اسی صوبہ سے تھا۔ چنانچہ قائد اعظم نے سندھ کے کئی سرکردہ مسلمان

راہنماؤں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جن کی کوششوں سے سندھ میں مطالبہ پاکستان بہت تیزی سے مقبول ہوا۔

1943ء میں مسلم لیگ نے سندھ میں اپنی وزارت قائم کر لی اس طرح سندھ برصغیر میں وہ پہلا صوبہ تھا جہاں مسلم لیگ نے اپنی وزارت بنائی۔ دسمبر 1943ء میں سندھ کی صوبائی اسمبلی نے قیام پاکستان کی قرار داد منظور کر کے دوسرے صوبوں پر سبقت حاصل کر لی۔

فروری 1946ء کے صوبائی انتخابات کے بعد مسلم لیگ کے راہنما سر غلام حسین ہدایت اللہ کی قیادت میں وزارت قائم ہوئی لیکن کانگرس کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے اسمبلی کو برخاست کر کے دسمبر 1946ء میں نئے انتخابات کروائے گئے لیکن ان انتخابات میں مسلم لیگ نے تمام مسلم نشستیں جیت کر سیاسی حریفوں کے دانت کھٹے کر دیئے اور دوبارہ اپنی وزارت قائم کر لی۔

تقسیم برصغیر کے 3 جون 1947ء کے فیصلے کے مطابق صوبائی اسمبلی سندھ کا اجلاس ہوا جس کے کثرت رائے سے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔ (3 جون 1947ء کا فیصلہ آگے آرہا ہے۔)

شمال مغربی سرحدی صوبہ (صوبہ خیبر پختونخواہ)

صوبہ سرحد مسلمانوں کی اکثریت کا صوبہ تھا لیکن ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے نتیجے میں یہاں کانگرس کی حکومت قائم ہوئی کیونکہ سرحد میں مقبول سیاسی جماعت ''خدائی خدمت گار'' جماعت تھی اور وہ کانگرس کی حامی تھی۔ اس لئے مسلمانوں کی غالب اکثریت کو دیکھتے ہوئے 3 جون 1947ء کو ہونے والے فیصلے میں کہا گیا کہ اس علاقے کے مستقبل کا فیصلہ ریفرنڈم کے ذریعے کیا جائے گا۔

خدائی خدمت گار تحریک نے ریفرنڈم کا بائیکاٹ کیا کیونکہ ان کا مطالبہ تھا کہ انہیں آزاد رہنے یا ثقافتی طور پر اپنے سے بہت قریب افغانستان سے مل جانے کا حق دیا جائے۔ لیکن برطانوی حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا اور ان کے بائیکاٹ کے بعد مسلم لیگ نے ریفرنڈم جیت لیا۔ ریفرنڈم میں مسلم لیگ کے لئے خان عبدالقیوم

خان پیرامین الحسنات صاحب زکوڑی شریف اور پیر عبداللطیف صاحب مانکی شریف نے اہم خدمات انجام دیں۔

فروری 1947ء میں مسلم لیگ نے صوبہ سرحد کی کانگرس حکومت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک شروع کی صوبائی حکومت نے مسلم لیگ کے کارکنوں پر بہت سختی کی لیکن اس کے باوجود مسلم لیگ کی تحریک ختم نہ ہوسکی۔ 3 جون 1947ء کو حکومت برطانیہ نے مسلم لیگ کے مطالبۂ پاکستان کو تسلیم کرلیا اور اعلان کیا کہ صوبہ سرحد کے سیاسی مستقبل کا فیصلہ ریفرنڈم کے ذریعے کیا جائے گا اس اعلان کے بعد مسلم لیگ نے سول نافرمانی کی تحریک ختم کردی اور ریفرنڈم مہم کا آغاز کیا۔ مسلم لیگ نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ پاکستان میں شامل ہونے کے حق میں ووٹ دیں، دوسری طرف کانگرس اور اس کے حمایتیوں نے پاکستان کی سخت مخالفت کی اور آخری حربے کے طور پر آزاد پختونستان کا نعرہ لگایا۔ ریفرنڈم میں سرحد کے مسلمانوں نے بھاری اکثریت کے ساتھ پاکستان میں شامل ہونے کے حق میں ووٹ دیا اور اس طرح صوبہ سرحد پاکستان میں شامل ہوکر آزادی سے ہمکنار ہوا۔

صوبہ بلوچستان

برطانوی حکومت کے دور میں بلوچستان کو صوبے کا درجہ حاصل نہیں تھا اور اسے سیاسی اصلاحات سے ایک حد تک پیچھے رکھا گیا اس لئے بلوچستان معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی ترقی کے لحاظ سے کافی پس ماندہ رہا۔

1927ء میں مسلم راہنماؤں کی ''تجاویز دہلی'' اور قائداعظم کے چودہ نکات (1929ء) میں اس بات کا مطالبہ کیا گیا کہ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں دیگر صوبوں کی طرح سیاسی اصلاحات نافذ کی جائیں۔ دوسرے صوبوں کی نسبت بلوچستان میں سیاسی بیداری تاخیر سے پیدا ہوئی اس کی وجہ وہاں رابطے کا فقدان اور تعلیمی پسماندگی تھی۔

علامہ محمد اقبال، مولانا محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خان اور قائداعظم کے افکار نے بلوچستان کے پڑھے لکھے اور باخبر لوگوں کو متاثر کیا۔ چنانچہ 1939ء میں بلوچستان میں مسلم لیگ قائم ہوگئی، بلوچستان میں مسلم

لیگ کو فعال بنانے میں جن مسلمان راہنماؤں نے کردار ادا کیا ان میں قاضی محمد عیسیٰ کا نام سرفہرست ہے ان کے علاوہ نوب محمد خان جوگیزئی اور میر جعفر خان جمالی نے بھی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ بلوچستان مسلم لیگ نے قرارداد پاکستان کی حمایت کر کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنا ہم خیال بنایا۔

جب 1946ء میں مسلم لیگ نے ممبئی میں اپنے اجلاس میں راست اقدام کا فیصلہ کیا تو بلوچستان مسلم لیگ نے اس فیصلہ پر عمل کیا اور اپریل 1947ء میں کوئٹہ میں پاکستان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں بلوچستان مسلم لیگ نے حصول پاکستان کو مسلمانوں کا نصب العین قرار دیا اور اس کے مقصد کے حصول کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کا عزم کیا، 3 جون 1947ء کے اعلان میں بلوچستان کے بارے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ بلوچ قبائل کا شاہی جرگہ اور کوئٹہ شہر کی میونسپل کمیٹی کے منتخب ارکان فیصلہ کریں کہ بلوچستان بھارت میں شامل ہوگا یا پاکستان میں۔

کانگرس پارٹی کی کوشش تھی کہ فیصلہ بھارت کے حق میں ہو لیکن قاضی محمد عیسی، نواب محمد خان جوگیزئی، میر جعفر خان جمالی اور دیگر مسلم لیگی راہنماؤں کی انتھک کوششوں کی وجہ سے کانگرس کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا بلوچ راہنماؤں کے شاہی جرگہ اور کوئٹہ کی میونسپل کمیٹی نے متفقہ طور پر پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا اور اس طرح بلوچستان مملکت پاکستان کا حصہ بن گیا۔

3 جون 1947ء کا منصوبہ اور اس کے اہم نکات

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جب برصغیر کے کونے کونے سے پاکستان کے حق میں آواز بلند ہوئی تو حکومت نے برصغیر کی تقسیم کا فیصلہ کر لیا اور دو مملکتوں کے قیام کا اصولی موقف تسلیم کر کے حکومت نے تفاصیل طے کیں اور مختلف صوبوں اور ریاستوں کے مستقبل کے بارے میں لائحہ عمل مرتب کیا جو درج ذیل ہے۔

1......غیر مسلم اکثریتی صوبے

آسام، یوپی، مدراس، بمبئی (ممبئی) بہار اور اڑیسہ جیسے صوبے جہاں مسلمانوں کی تعداد غیر مسلموں کے مقابلے میں کم تھی، ہندوستان میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

2......صوبہ پنجاب

صوبہ پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ ہوا کہ مسلم اکثریتی علاقوں کو پاکستان اور غیر مسلم اکثریتی علاقوں کو ہندوستان میں شامل ہونا تھا مسلم اکثریتی علاقوں کا تعین کرنے کے لئے ایک کمیشن بنانے کا اعلان کیا گیا۔

3......صوبہ بنگال

صوبہ بنگال کے مستقبل کا فیصلہ بھی پنجاب کے انداز میں کیا گیا مسلم اکثریتی علاقے مشرقی بنگال اور مسلم اقلیتی علاقے مغربی بنگال نامی صوبے میں شامل ہونا تھا۔ مشرقی بنگال کو پاکستان میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

4......صوبہ سندھ

صوبہ سندھ کے ممبران اسمبلی کو حق دیا گیا کہ وہ پاکستان یا ہندوستان میں سے جس ملک سے اپنے صوبہ کو وابستہ کرنا چاہیں کرلیں۔

5......بلوچستان

بلوچستان کو ابھی مکمل طور پر صوبائی درجہ نہیں ملا تھا لہذا طے پایا کہ وہاں شاہی جرگہ بلایا جائے نیز کوئٹہ کی میونسپل کمیٹی کی رائے لی جائے گی اور ان کی مرضی کے مطابق مستقبل کا فیصلہ ہوگا۔

6......سلہٹ

آسام کا ضلع سلہٹ مسلم اکثریتی تھا اور وہاں کے عوام نے مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا تھا جون 1947ء کے منصوبے میں طے پایا کہ ایک ریفرنڈم کے ذریعے وہاں کے عوام کو موقع دیا جائے گا کہ وہ ہندوستان یا پاکستان میں سے کسی ایک کے ساتھ ملنے کا فیصلہ خود کرلیں۔

7......صوبہ سرحد

شمال مغربی سرحدی صوبہ کے عوام کو ایک ریفرنڈم کے ذریعے فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا کہ وہ پاکستان یا ہندوستان میں سے کسی ایک کا حصہ بن جائیں۔

8......ریاستیں

برصغیر میں 635 ریاستیں تھیں جہاں نواب اور راجے حکومت کررہے تھے داخلی طور پر بااختیار تھے لیکن انہیں خارجی اقتدارِ اعلیٰ حاصل نہیں تھا ہر ریاست کو حق دیا گیا کہ وہ دونوں ممالک میں سے جس سے چاہیں الحاق کرلیں ایسا کرتے وقت ہر ریاست اپنی جغرافیائی حیثیت اور مخصوص حالات کو پیشِ نظر رکھے گی۔

3 جون 1947ء کے منصوبے پر عمل

3 جون 1947ء کے منصوبے کے مطابق غیر مسلم اکثریتی صوبے ہندوستان کا حصہ بن گئے۔ سلہٹ میں ریفرنڈم ہوا تو عوام کی بھاری اکثریت نے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا تو ضلع سلہٹ کو مشرقی پاکستان سے ملحق کردیا گیا۔ سندھ اسمبلی کے ارکان کی بڑی اکثریت نے پاکستان کے ساتھ شرکت کے حق میں ووٹ دیا۔

اسی طرح صوبہ سرحد کے عوام نے ریفرنڈم میں پاکستان کے حق میں رائے دی، پنجاب اور بنگال دونوں صوبوں کو تقسیم کرنے کا فیصلہ ہوا تھا اس مقصد کے لئے ایک انگریز وکیل سر ریڈکلف کو ثالث مقرر کیا گیا اور اس کے ساتھ مسلم لیگ اور کانگرس کے دو دو نمائندے بھی مقرر کئے گئے۔ ثالثی حد بندی کمیشن نے پنجاب

اور بنگال دونوں صوبوں کو تقسیم کر دیا سر ریڈ کلف نے بد دیانتی سے کام لیتے ہوئے کانگریس راہنماؤں کے اشاروں پر ایسے فیصلے دیئے کہ بعض مسلم اکثریتی علاقوں سے پاکستان کو محروم کر دیا۔ چونکہ اسے ثالث تسلیم کیا جا چکا تھا اس لئے قائداعظم نے ریڈکلف ایوارڈ کے فیصلے کو پوری طرح مان لیا۔

ریاستوں میں سے بہت بڑی تعداد نے ازخود دونوں میں سے کسی ایک ملک سے الحاق کر لیا، ریاست جموں وکشمیر، ریاست حیدر آباد دکن، ریاست جونا گڑھ، منگرول اور ریاست مناوادر کا فیصلہ نہ ہو سکا۔ انڈیا نے بعد ازاں فوج کشی کر کے ان ریاستوں پر قبضہ کر لیا۔ ریاست جموں وکشمیر کے علاوہ باقی ریاستوں میں مسلمان اقلیت میں تھے اس لئے پاکستان نے صرف مسلم اکثریتی ریاست جموں وکشمیر کے حوالے سے عوامی حقوق کا سوال اٹھایا۔ پاکستان کا موقف ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ ریاست کے عوام کے حق خود ارادیت کا احترام ہونا چاہیے اور ان کی مرضی سے ریاست کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کیا جائے۔

قانون آزادیٔ ہند

حکومتِ برطانیہ نے 18 / جولائی 1947ء کو برصغیر کو دو ملکوں میں تقسیم کرنے کے لئے قانون آزادیٔ ہند منظور کیا، یہ قانون 3 / جون 1947ء کے منصوبہ کو پیشِ نظر رکھ کر تیار کیا گیا، حکومت نے اعلان کیا تھا کہ جون 1948ء تک برصغیر کو آزادی دے دی جائے گی لیکن جلدی میں فیصلے کئے گئے۔ 3 / جون 1947ء کا منصوبہ تیار ہوا اور فوری طور پر قانون تشکیل پا گیا جس کی رُو سے پاکستان اور ہندوستان دو ملک دنیا کے نقشہ پر اُبھرے۔

یومِ آزادی

14 / اگست 1947ء کو پاکستان اور 15 / اگست 1947ء کو ہندوستان میں آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔ یاد رہے کہ 14 / اگست 1947ء لیلۃ القدر کی رات تھی جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، قائداعظم جیسے مخلص اور بے لوث راہنماؤں اور علماء و مشائخ اہلسنت کی کوششوں سے علامہ اقبال کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا اور بے شمار مخالفتوں کے باوجود 14 / اگست 1947ء کو دنیا کے نقشے پر ایک عظیم نظریاتی مملکت اُبھر کر سامنے آئی۔

اہم بات

واضح رہے کہ...... قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان کی بنیاد لاالٰہ الا اللہ پر رکھی تھی تو جب تک لاالٰہ الا اللہ رہے گا ان شاءاللہ تب تک پاکستان بھی قائم رہے گا۔

☆☆☆................☆☆☆................☆☆☆

سوالات

سوال نمبر1......قرارداد لاہور کب اور کہاں پیش کی گئی اور اس کا مقصد کیا تھا؟

سوال نمبر2......ان علماء کرام کے نام بتایئے جنہوں نے قرارداد لاہور کے موقعہ پر شرکت کی۔

سوال نمبر3......1945ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی کی تفصیل بتائیں۔

سوال نمبر4......1946ء میں برطانوی وزراء نے برصغیر کے آئندہ آئین کے لئے کیا تجاویز پیش کیں اور ان کو مسترد کیوں کیا گیا؟

سوال نمبر5......مسلم لیگ کی حمایت میں علماء ومشائخ کے کردار کی وضاحت کریں۔

سوال نمبر6......آل انڈیا سنی کانفرنس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

سوال نمبر7......تحریک پاکستان میں حصہ لینے والے علماء کرام میں سے چند ایک کے نام لکھیں۔

سوال نمبر8......حضرت پیر سید جماعت علی شاہ اور سفیر اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمہما اللہ نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا۔اس کی تفصیل بتائیں۔

سوال نمبر9......وہ کون سے عالم دین تھے جن کی امامت میں قائداعظم اور لیاقت علی خان نے پاکستان میں پہلی عید الفطر کی نماز ادا کی۔؟

سوال نمبر10......قیام پاکستان کے سلسلے میں صوبوں کے کردار پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالیں۔

سوال نمبر11......3/ جون 1947ء کے منصوبے کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں اس میں کیا تفصیل طے کی گئی۔

سوال نمبر12......3/ جون 1947ء کے منصوبے پر عمل کی صورت کیا بنی؟

سوال نمبر13......قانون آزادئ ہند کیا ہے؟ اس کے مطابق تقسیم ہند کی کونسی تاریخ طے ہوئی؟

سوال نمبر14......پاکستان کی آزادی کس سن، کس مہینے اور کس تاریخ کو ہوئی اور اس وقت کونسی مبارک رات تھی؟

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

چوتھا باب......

پاکستان

کی ریاست اور حکومت

پہلا گورنر جنرل اور وزیر اعظم

14/اگست 1947ء کو قائد اعظم نے پاکستان کے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا اور لیاقت علی خان وزیر اعظم مقرر ہوئے ،نوزائیدہ مملکت کا دستوری ڈھانچہ تیار نہیں تھا اس لئے 1935ء کے ایکٹ میں مناسب تبدیلیاں کر کے اس کے تحت ملک کا نظام چلایا گیا قائد اعظم محمد علی جناح 13 ماہ گورنر جنرل رہے اور اس مدت میں آپ نے اپنی خداداد بصیرت اور قائدانہ صلاحیتوں سے اہم قومی معاملات کو سلجھایا جس سے پاکستان اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکا۔

آزادی کے بعد جو مشکلات پیدا ہوئیں قائد اعظم ایسی قد آور شخصیت نے ان کو احسن طریقہ سے سلجھایا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ابتدائی مشکلات

اللہ کے فضل وکرم سے اسلامی جمہوریہ پاکستان 14 /اگست 1947ء کو وجود میں آ گیا لیکن کانگرس نے پاکستان کے قیام کو دل سے کبھی قبول نہ کیا۔لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور سر ریڈکلف نے کانگرسی راہنماؤں کو یہ کہہ کر راضی کر لیا کہ کمزور پاکستان بعد میں ہندوستان میں ضم کیا جا سکے گا لیکن قائد اعظم کی عظیم قیادت میں پاکستانیوں نے مشکل حالات کے باوجود اپنی آزادی کے تحفظ کا بھرپور عزم کیا۔انہوں نے حالات کا بہادری سے مقابلہ کیا اور رفتہ رفتہ مسائل پر قابو پا لیا اور قوم نے مثالی جذبوں ،محنت اور دیانت کا زبردست مظاہرہ کیا۔ہندو اکثریت کے صوبوں سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمان خاندانوں پر جو مشکلات گزریں وہ ظلم کی اندوہ ناک داستان ہے۔اور صبر،استقامت اور قربانیوں کی لاثانی مثال بھی ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ تمام تر مشکلات اور مخالفتوں کے باوجود پاکستان بنا اور قائم ودائم ہے اور ان شاء اللہ رہے گا۔مملکت خداداد کے ابتدائی سالوں میں جن مسائل کا قوم کو سامنا کرنا پڑا وہ درج ذیل ہیں۔

1......ریڈکلف ایوارڈ کی ناانصافیاں

3/ جون 1947ء کے منصوبہ کے تحت طے پایا تھا کہ پنجاب اور بنگال کے صوبوں کو مسلم اور غیر مسلم اکثریتی علاقوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ مسلم اکثریتی علاقے پاکستان اور باقی علاقے ہندوستان کا حصہ بنیں گے۔ علاقوں کی حد بندی کے لئے ایک کمیشن بنانے اور اُس کو ثالث قبول کرنے پر اتفاق رائے ہوا۔ ایک برطانوی ماہر قانون سر ریڈکلف کو یہ ذمہ داری سونپی گئی۔ سر ریڈکلف نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے دباؤ میں آ کر غیر منصفانہ تقسیم کی اور مسلم اکثریت کے بعض تسلیم شدہ علاقوں کو ایک سازش کے تحت ہندوستان میں شامل کر دیا۔ آبادی کے مطابق طے پانے والے نقشے اور اُس پر کھینچی گئی لکیر کو بدل دیا گیا۔ اس امر کا اعتراف ریڈکلف کے پرائیویٹ سیکرٹری نے بھی کیا اور اب تو یہ ایک تاریخی حقیقت مانی جا چکی ہے کہ ناانصافی کرتے ہوئے بعض اہم علاقوں سے پاکستان کو محروم کر دیا گیا۔ ضلع گورداسپور کی تین تحصیلیں گورداسپور، پٹھان کوٹ اور بٹالہ کے علاوہ ضلع فیروز پور کی تحصیل زیرہ اور بعض دوسرے علاقے ہندوستان کو سونپ دیئے گئے۔ گورداسپور کے علاقوں کو ہندوستان میں شامل کرنے سے ریاست جموں وکشمیر تک کا راستہ ہندوستان کو دے دیا گیا۔

سر ریڈکلف کے ایوارڈ سے نہ صرف مسلمانوں کو اُن کے علاقوں اور حقوق سے محروم کیا گیا بلکہ دونوں قوموں کے درمیان مستقل مخالفت کا بیج بو دیا گیا۔ آج مسئلہ کشمیر موجود ہے اور دونوں ملک اب تک 1948ء، 1965ء اور 1971ء کی تین بڑی جنگیں لڑ چکے ہیں۔

2......انتظامی مشکلات

پاکستان کے علاقوں میں سرکاری ملازمتوں پر فائز غیر مسلم بڑی تعداد میں ہندوستان چلے گئے۔ دفاتر خالی ہو گئے۔ دفاتر میں فرنیچر، سٹیشنری، ٹائپ رائٹروں وغیرہ کی کمی تھی۔ اکثر دفاتر نے کھلے آسمان کے نیچے کام کا آغاز کیا۔ ہندو ہندوستان جاتے ہوئے دفتری ریکارڈ تباہ کر گئے۔ اسکی وجہ سے دفاتر میں کام کرنے میں بڑی دشواریاں پیش آئیں۔

3......مہاجرین کی آمد

قیام پاکستان کے بعد بھارت میں رہنے والے مسلمانوں نے اپنے نئے وطن میں آنے کا فیصلہ کیا۔ لاکھوں خاندان اپنا سب کچھ چھوڑ کر پاکستان کی طرف روانہ ہوئے۔ جو مسلمان بھارت میں رہنا چاہتے تھے انہیں ہندوؤں اور سکھوں نے قتل وغارت کا نشانہ بنایا۔ بچے کھچے خاندانوں کو مجبوراً پاکستان کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ دوران ہجرت لاکھوں افراد حملوں میں شہید ہوئے۔ یہ بے گھر، لٹے پٹے پریشان حال مسلمان پاکستان آئے تو اُنہیں عارضی کیمپوں میں رکھا گیا۔ اُن کی خوراک، رہائش، ادویات اور دیگر ضروریات کی فراہمی کے لئے حکومت پاکستان نے تیزی سے منصوبہ بندی کی۔ مقامی عوام نے اپنے مسلمان بھائیوں کو خوش آمدید کہا۔ حکومت اور عوام کی مشترکہ کوششوں سے مہاجرین کی ضروریات پوری کی گئیں۔ تعداد اتنی زیادہ تھی کہ کیمپوں میں گنجائش نہ رہی۔ لوگوں کو جہاں سر چھپانے کو جگہ ملتی ڈیرے ڈال دیتے۔ مہاجرین کی بحالی ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ دنیا میں مہاجرین کی اتنی بڑی تعداد کا واقعہ کہیں رونما نہیں ہوا تھا۔ ہجرت کے دوران ایسے واقعات بھی ہوئے کہ مسلمانوں کی قتل وغارت میں بھارتی فوج بھی ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ شامل تھی۔

4......اثاثوں کی تقسیم

برصغیر کی تقسیم کے بعد اثاثوں کی پاکستان اور بھارت میں متناسب تقسیم انصاف کا تقاضا تھا لیکن یہاں بھی بھارتی حکمرانوں نے ناانصافی سے کام لیا۔ وہ حیلے بہانے سے پاکستان کو اُس کا حصہ دینے سے گریز کرتے رہے۔ وہ پاکستان کی معیشت کو تباہ کرنے کے لئے ہر ممکن حربے استعمال کر رہے تھے۔ انہوں نے پاکستان کے حصے کے اثاثے روک لیے۔ متحدہ برصغیر کے ''ریزرو بنک'' میں تقسیم کے وقت چار بلین روپے جمع تھے۔ یہ رقم دونوں ممالک میں بانٹی جانی تھی۔ تناسب کے لحاظ سے پاکستان کا حصہ 750 ملین روپے تھا، یہ حصہ دینے پر بھارت آمادہ نہیں تھا۔ پاکستان کی طرف سے مسلسل مطالبے اور بین الاقوامی سطح پر اپنی ساکھ قائم رکھنے کی مجبوری کی وجہ سے بھارت نے ایک قسط میں 200 ملین روپے دیئے اور باقی رقم کو روک لیا گیا۔

بھارتی وزیر پٹیل نے پاکستان کو کہا کہ وہ کشمیر پر بھارت کا حق تسلیم کر لے تو ساری رقم ادا کر دی جائے گی۔ پاکستان نے سودے بازی نہ کی۔ اُدھر گاندھی کو بین الاقوامی برادری میں شرمندہ ہونے کا خوف تھا۔ اُس نے ساری رقم پاکستان کو ادا کرنے کو کہا۔ مجبوراً 500 ملین روپے کی ایک قسط پاکستان کے حوالے کی گئی۔ بقایا 50 ملین روپے ابھی تک بھارت کے ذمے واجب الادا ہیں۔ اس حوالے سے نومبر 1947ء میں دہلی میں دونوں ممالک کے نمائندوں کی میٹنگ بھی ہوئی جس میں معاہدہ ہوا اور دونوں ممالک نے معاہدے کی توثیق بھی کر دی لیکن معاہدے پر عمل درآمد ابھی تک نہیں ہو سکا۔

5.....فوج اور فوجی اثاثوں کی تقسیم

یہ ضروری تھا کہ برصغیر کی تقسیم کے بعد فوجی اثاثوں کو دونوں نئے ممالک میں تناسب کے مطابق تقسیم کر دیا جاتا لیکن اس معاملے میں بھی انصاف سے کام نہ لیا گیا۔ بھارت پاکستان کو کمزور رکھنا چاہتا تھا تاکہ وہ بھارت کا حصہ بننے پر مجبور ہو جائے۔ تقسیم سے پہلے متحدہ ہندوستان کا کمانڈر چاہتا تھا کہ افواج کو بانٹا نہ جائے اور انہیں ایک ہی کمانڈ کے تحت رکھا جائے۔ مسلم لیگ نے اُس کے موقف کو تسلیم نہ کیا اور اصرار کیا کہ فوجی وسائل اور اثاثے دونوں ممالک میں بانٹ دیئے جائیں۔ حکومت برطانیہ کو یہ مطالبہ ماننا پڑا کہ بھارت اور پاکستان میں تمام فوجی اثاثے 64 فیصد اور 36 فیصد کے تناسب سے تقسیم کر دیئے جائیں۔ متحدہ بھارت میں 16 آرڈیننس فیکٹریاں کام کر رہی تھیں اور اُن میں سے ایک بھی ایسی نہیں تھی جسے پاکستان کو ملنے والے علاقوں میں بنایا گیا ہو۔ بھارتی کابینہ آرڈیننس فیکٹری تو کیا اسکی مشینری کا کوئی پرزہ بھی پاکستان منتقل کرنے پر آمادہ نہیں تھی۔ کافی تکرار کے بعد طے پایا کہ آرڈیننس فیکٹریوں کے حوالے سے پاکستان کو 60 ملین روپے دیئے جائیں گے تاکہ وہ اپنی آرڈیننس فیکٹری قائم کر سکے۔ عام فوجی اثاثوں کی تقسیم کا جو فارمولا بھی بنایا گیا حکومت ہند نے اُسے مسترد کر دیا۔ تنگ آ کر انگریز کمانڈر انچیف نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ جس سے حالات مزید پیچیدہ ہو گئے۔ یوں پاکستان کو اپنا جائز حصہ لینے سے محروم کر دیا گیا۔ جہاں تک افواج کا تعلق تھا ہر فوجی کو اختیار دیا گیا کہ وہ دونوں ملکوں میں سے جس ملک کی فوج کا حصہ بننا چاہے، بن جائے۔ ظاہر ہے کہ مسلمان فوجیوں نے پاکستان سے وابستگی کا اظہار کیا۔

6......دریائی پانی کا مسئلہ

تقسیم برصغیر نے دریاؤں کے قدرتی بہاؤ پر اثر ڈالا۔ بین الاقوامی قانون کے مطابق دریا کا قدرتی راستہ برقرار رکھا جاتا ہے اور جن دو یا زیادہ ممالک سے دریا گزرتا ہے وہ اس کے پانی سے مستفید ہوتے ہیں۔ کوئی ملک دریا کا رخ بدل کر کسی دوسرے ملک کو آبی وسیلہ سے محروم نہیں کر سکتا۔ برصغیر میں اس حوالے سے بھی بحران پیدا ہوا۔ پنجاب اور سندھ کو دریائے سندھ اور اس کے معاون دریا جہلم، چناب، راوی، ستلج اور بیاس سیراب کرتے آ رہے ہیں۔ پنجاب دو حصوں میں منقسم ہوا تو دریاؤں کی بھی تقسیم عمل میں آ گئی۔ راوی، ستلج اور بیاس بھارت کی سرزمین سے گزر کر پاکستان میں داخل ہوتے ہیں۔ بھارت سے انصاف کی توقع نہیں تھی۔ اُس نے اپریل 1948ء میں مغربی پنجاب کو آنے والے پانی کا راستہ روک لیا۔ یہ قدم پنجاب اور سندھ کی معیشت کو تباہ کرنے کے مترادف تھا۔ کیونکہ ان علاقوں میں فصلوں کی آبیاری کا یقینی ذریعہ دریا ہی ہیں۔ بارشیں بہت کم ہوتی ہیں۔ بھارت کی طرف سے پانی کی بندش قحط سالی کا باعث بن سکتی تھی۔ پاکستان کی زراعت کا دارومدار مکمل طور پر دریائی پانی پر ہے۔ ایک بڑی زیادتی ریڈکلف کی سربراہی میں بننے والے حد بندی کمیشن نے کی۔ اُس نے سرحد کا تعین کرتے وقت اکثر ہیڈ ورکس مسلم اکثریتی علاقوں میں ہونے کے باوجود بھارت کے حوالے کر دیئے۔ یہ سازش پاکستانی زراعت اور معیشت کی تباہی کا سبب بن سکتی تھی۔ بھارت نے دریائے ستلج پر ڈیم بنانے کا فیصلہ کیا تو پاکستان نے سخت احتجاج کیا۔ اگر بند بنتا تو تباہی اور قحط کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس لئے عالمی برادری کو اپنے مسئلہ سے آگاہ کیا گیا۔

عالمی بینک نے صورت حال کا جائزہ لے کر پاکستان کی مدد کا اعلان کیا۔ کثیر رقوم مختص کی گئیں اور کافی غور و فکر کے بعد عالمی بینک کی مدد سے دونوں ممالک میں ایک معاہدہ ''سندھ طاس'' طے پا گیا۔ تین دریاؤں (راوی، ستلج اور بیاس) پر بھارت کا حق مان لیا گیا اور دوسرے تین دریا (سندھ، جہلم اور چناب) پاکستان کو سونپ دیئے گئے۔ منگلا اور تربیلا دو بڑے ڈیم اور سات لنک کینال بنائے جانے کا منصوبہ بنا۔ سندھ طاس منصوبہ کی بدولت دریائی پانی کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو گیا اور حکومت پاکستان کی فکر دور ہوئی۔

7......ریاستوں کا تنازعہ

انگریزوں کے دور حکومت میں 635 ریاستیں تھیں جہاں نواب یا راجے داخلی طور پر حکمران تھے۔ ان پر کنٹرول برطانوی حکومت کو حاصل تھا۔ ریاستوں میں برصغیر کی کل آبادی کا ایک چوتھائی رہائش پذیر تھا اور ایک تہائی علاقے پر یہ ریاستیں مشتمل تھیں۔ آزادی کی منزل قریب آئی تو ریاستوں کے مستقبل کے بارے میں بھی سوچا جانے لگا۔ کابینہ مشن پلان کے حوالے سے ریاستوں کے حکمرانوں کو کہا گیا کہ وہ مستقبل میں اپنی حیثیت اور مفادات کے تحفظ کے لئے دستور سازی کے عمل میں شریک ہوں۔ حکمرانوں کو کابینہ مشن نے یہ بھی تلقین کی کہ وہ فیصلہ کرتے وقت اپنے عوام کی پسند اور مذہبی رشتوں کا دھیان رکھیں۔

حکومت برطانیہ نے 20 فروری 1947ء کو انڈیا اور انڈین ریاستوں پر سے اپنا کنٹرول اٹھا لینے کا اعلان کیا۔ اسی اعلان کے تحت ریاستوں نے ہندوستان یا پاکستان سے وابستہ ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ صرف درج ذیل ریاستوں کی طرف سے کوئی قدم فوری طور پر نہ اٹھایا گیا۔ ان ریاستوں پر بھارتی فوج نے فوج کشی کر کے قبضہ کر لیا۔

الف......ریاست حیدر آباد دکن

اس ریاست کا حکمران ''نظام حیدر آباد دکن'' مسلمان تھا جبکہ عوام کی اکثریت کا تعلق ہندو ازم سے تھا نظام عوام میں ہر دلعزیز تھا۔ ریاست کی معاشی حالت بہت اچھی تھی۔ نظام مسلمان ہونے کے ناطے چاہتا تھا کہ پاکستان سے الحاق کر لے لیکن بھارتی حکومت نے سخت دباؤ ڈالا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے بھارت کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے نظام کو مجبور کیا کہ وہ اپنی ریاست کی جغرافیائی حیثیت کو دیکھتے ہوئے بھارت سے الحاق کرے۔ نظام اس پر رضامند نہ ہوا۔ وہ آزاد اور خود مختار ریاست کے قیام کے بارے میں سوچنے لگا۔ وہ بھارت سے الحاق کی دستاویز پر دستخط کرنے کو آمادہ نہیں تھا۔ نظام نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو ایک درخواست بھارتی رویہ کے حوالے سے بھیجی۔ ابھی معاملہ زیر غور ہی تھا۔ کہ 11 ستمبر 1948ء کو بھارتی فوج نے دکن پر حملہ کر دیا۔ 17 ستمبر 1948ء کو نظام کی فوج نے ہتھیار ڈال دیئے اور بھارت نے ریاست پر قبضہ کر لیا۔

ب......جونا گڑھ

جونا گڑھ کا نواب مسلمان تھا لیکن آبادی کی اکثریت غیر مسلم تھی ۔یہ ریاست کراچی سے 480 کلومیٹر دور تھی ۔آبادی سات لاکھ کے لگ بھگ تھی ۔نواب نے پاکستان سے الحاق کا اعلان کردیا۔بھارت کے گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن نے الحاق کوتسلیم نہ کرنے اور جونا گڑھ کو بھارت کا ایک حصہ ثابت کرنے کے حق میں دلائل دیئے۔پاکستان نے نواب جونا گڑھ کے الحاق کے اعلان کوقبول کرتے ہوئے ایک خط جاری کردیا جس کی نقل گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن کوبھی بھیجی گئی ۔بھارت نے پاکستان کی توثیق کو اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت سے تعبیر کیا۔جونا گڑھ کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا اور خوراک و دیگر ضروریات ریاست کے اندر جانے کی اجازت نہ دی گئی۔اور بھارتی فوج نے جونا گڑھ میں داخل ہوکر اس کے دارالحکومت پر قبضہ کرلیا۔نواب نے یہ صورت دیکھی تو ہجرت کر کے پاکستان آ گیا۔نواب نے ایک درخواست اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو بھیجی لیکن کوئی ردّعمل نہ ہوا۔پاکستان بھی اقوام متحدہ میں جونا گڑھ کے تنازعہ کو لے گیا لیکن یہ معاملہ ابھی تک اقوام متحدہ کے پاس بغیر کسی فیصلے کے پڑا ہے۔

ج......مناوادر

جونا گڑھ کے قریب ایک اور ریاست مناوادر کے مسلمان حکمران نے بھی پاکستان سے الحاق کرنے کا اعلان کیا۔جونا گڑھ کے ساتھ ساتھ بھارتی فوج نے مناوادر پر بھی حملہ کیا اور اسے زبردستی اپنے قبضے میں لے لیا۔مناوادر اور جونا گڑھ کی ریاستوں پر فوج کشی کے احکامات پر گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن نے دستخط کئے تھے۔

د......ریاست جموں وکشمیر

ریاست جموں وکشمیر پاکستان کے شمال میں برصغیر کی ریاستوں میں علاقے کے اعتبار سے سب سے بڑی ریاست تھی ۔اس ریاست کی سرحدیں چین، تبت، افغانستان اور پاکستان سے ملتی ہیں ۔1941ء کی مردم

شماری کے مطابق ریاست کی کل آبادی چالیس لاکھ کے قریب تھی۔ آبادی کا بہت بڑا حصہ مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ برطانوی حکومت نے اس ریاست کو ایک ڈوگرہ راجہ گلاب سنگھ کے پاس صرف 75 لاکھ میں فروخت کر دیا تھا۔ ڈوگرہ راجہ گلاب سنگھ اور اس کے جانشینوں نے اپنی مسلم رعایا پر ظلم و جبر کے پہاڑ توڑے۔ معمولی جرائم کی پاداش میں مسلمانوں کو کڑی سزائیں دی جاتیں۔ تنگ آ کر 1930ء میں کشمیری مسلمانوں نے ڈوگرہ راج کے خلاف آزادی کی تحریک شروع کر دی لیکن برطانوی حکومت کی مدد کے ساتھ راجہ نے عوامی تحریک کو سختی سے کچل دیا۔

ریاست جموں و کشمیر جغرافیائی، ثقافتی اور مذہبی اعتبار سے پاکستان کے بہت قریب رہی۔ پاکستان کو سیراب کرنے والے اکثر دریا کشمیر سے نکلتے ہیں۔ 1947ء میں کشمیری عوام چاہتے تھے کہ راجہ پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کرے لیکن راجہ اس پر آمادہ نہ ہوا۔ عوام نے محسوس کیا کہ راجہ ان کے جذبوں کے مطابق الحاق نہیں کرنا چاہتا تو انہوں نے ایک بڑی تحریک شروع کر دی۔ راجہ نے سختی سے کام لیا اور لاکھوں افراد ترکِ وطن پر مجبور ہوئے۔ سوا دو لاکھ سے زیادہ مسلمان شہید کر دیئے گئے۔ تحریک دبائی نہ جا سکی اور راجہ نے بھارتی حکومت سے مدد کی درخواست کی۔ بھارت نے اپنی افواج ریاست میں اتار دیں اور ساتھ ہی دباؤ ڈالا کہ راجہ بھارت سے ریاست کے الحاق کی دستاویز پر دستخط کر دے۔ راجہ ایسا کرنے سے گریز کرتا رہا۔ بھارتی حکومت نے ایک جعلی دستاویز تیار کی اور اعلان کر دیا کہ راجہ نے ریاست کو بھارت میں شامل کرنے کی درخواست کی ہے جسے بھارتی حکومت نے مان لیا ہے۔

کشمیری عوام راجہ کے خلاف تحریک چلا رہے تھے۔ اب انہوں نے باقاعدہ ہتھیار اٹھا لیے۔ سابقہ کشمیری فوجی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی قیادت کرنے لگے۔ رضا کاروں کے جتھے آزادی کے لئے بھارتی فوج اور راجہ کے دستوں کے خلاف جہاد میں شامل ہوئے تو دیکھتے ہی دیکھتے بہت سا علاقہ راجہ کے قبضے سے نکل گیا۔ حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام کی پوری پوری اخلاقی اور مالی امداد تحریک آزادی کشمیر کو حاصل ہوئی تو آزادی کے لئے لڑنے والوں کا پلہ بھاری ہونے لگا۔ بھارت نے حالات کا رخ دیکھا تو اقوام متحدہ کا دروازہ جا کھٹکھٹایا۔

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے دو قراردادیں منظور کیں اور دونوں ممالک کو جنگ بند کرنے کی تلقین کی۔ حد بندی کیے جانے کا فیصلہ بھی کیا۔ اقوام متحدہ نے واضح طور پر کہہ دیا کہ کشمیری عوام کی رائے معلوم کی جائے گی۔ اُن کی مرضی کے مطابق کشمیر کا الحاق بھارت یا پاکستان سے ہو جائے گا۔ پاکستان اور کشمیری مجاہدین نے اپنی برتر فوجی پوزیشن کے باوجود قراردادوں کا احترام کرتے ہوئے جنگ بندی پر آمادگی ظاہر کر دی۔ استصواب رائے کرانے کا اعلان تو اقوام متحدہ نے کر دیا لیکن مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اب تک کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ 1965ء اور 1971ء میں دو جنگیں ہوئیں لیکن کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ پچھلے کئی سالوں سے کشمیری مجاہدین ہتھیار اٹھائے آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں۔ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر موجود ہے لیکن وہ کوئی بھی موثر قدم اٹھانے سے گریزاں ہے۔

آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان

کسی بھی ملک کا نظام چلانے کے لئے قوانین کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ قوانین کی موجودگی میں ہی ان مقاصد کا حصول ممکن ہو سکتا ہے۔ جس کے لئے ملک حاصل کیا گیا ہوتا ہے۔ قوانین کسی بھی ملک کا انتظام چلانے کے لئے بنیادی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

آئین کیا ہوتا ہے؟

بنیادی اصولوں کا وہ مجموعہ جس کے مطابق ریاست کا نظم و نسق چلایا جاتا ہے۔ ریاست کا آئین یا دستور کہلاتا ہے۔ آئین ریاست کا بنیادی اور اعلیٰ ترین قانون ہوتا ہے۔ جس کے بغیر ریاست کا تصور بھی ناممکن ہے۔ ہر ریاست کے حالات، ضروریات اور تقاضے مختلف ہوتے ہیں لہٰذا مختلف ریاستوں کے آئین بھی مختلف نوعیت کے بنے ہوتے ہیں۔ یہ تحریری بھی ہو سکتا ہے اور غیر تحریری بھی۔

آئین کی ضرورت و اہمیت

کسی بھی ریاست میں آئین کی ضرورت و اہمیت کو مندرجہ ذیل نکات سے بیان کیا جا سکتا ہے۔

1......آئین ریاست کا بنیادی اور اعلیٰ قانون ہوتا ہے۔

2......آئین قوانین اور رسوم کا آئینہ دار و مجموعہ ہوتا ہے۔

3......آئین برتر قانون ہوتا ہے، ریاست کا کوئی فرد اور ادارہ آئین سے بالاتر نہیں ہوتا۔

4......آئین کی خلاف ورزی سنگین جرم ہے۔

5......ہر حکومت پر آئین کی وفاداری اور پاسداری لازمی ہوتی ہے۔

6......ہر حکومت آئینی حدود کے اندر رہ کر اپنے فرائض ادا کرتی ہے۔

7......آئین ہر ریاست میں حکومت کے بنیادی مقاصد اور ترجیحات کا تعین کرتا ہے۔

8......آئین عوامی احساسات اور جذبات کا مظہر ہوتا ہے۔

9......ریاست کے تمام قوانین اور پالیسیاں ملکی آئین کی روشنی میں تیار ہوتی ہیں۔

10......آئین کی غیر موجودگی ریاست کے اندر انتشار اور بدنظمی کا باعث بنتی ہے۔

11......حکومت کے تین اہم اداروں مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ کے اختیارات و فرائض کا تعین آئین کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔

12......آئین کی موجودگی کسی بھی حکومتی ادارے کی اجارہ داری اور من مانی کو روکتی ہے۔

13......آئین واضح طور پر افراد کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔

14......آئین معاشرے کی مذہبی اور ثقافتی اقدار کی حفاظت کرتا ہے۔

قراردادِ مقاصد......آئین پاکستان کی بنیاد

12 / مارچ 1949ء کو اس وقت کے وزیراعظم نواب زادہ لیاقت علی خاں نے قانون ساز ادارے میں ایک قرارداد پیش کی جس میں ان نکات کی نشاندہی کی گئی جن کو بنیاد بنا کر ملک کے مستقبل کا دستور بنایا جائے گا۔ قومی اسمبلی نے اس قرارداد کو اکثریت سے منظور کرلیا۔ اس قرارداد کو عرف عام میں ''قرارداد مقاصد'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کیونکہ اس قرارداد میں ان مقاصد یا نکات کی وضاحت کی گئی جن کی بنیاد پر ملک کے لئے دستور بنایا جانا تھا۔ قرارداد مقاصد کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں۔

1......اللہ تعالیٰ کی حاکمیت

اس قرارداد میں اس بات کی وضاحت کردی گئی کہ ساری کائنات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور سارا اقتدار اسی کو حاصل ہے۔ اقتدار مسلمانوں کے پاس اللہ کی امانت ہے اور اس اقتدار کو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر استعمال کیا جائے گا جو کہ عوام کے منتخب نمائندے استعمال کریں گے۔

2......اسلامی اقدار کی پابندی

قرارداد مقاصد میں اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ پاکستان میں اسلامی اقدار مثلاً جمہوریت، آزادی، رواداری اور معاشرتی انصاف کو فروغ دیا جائے گا۔

3......اسلامی طرز زندگی

مسلمانوں کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق گزارنے کے لئے بہتر اور مناسب ماحول فراہم کیا جائے گا۔

4......اقلیتوں کا تحفظ

پاکستان میں رہنے والے تمام غیر مسلم شہریوں کو اپنے مذاہب اور عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کا مکمل تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

5......بنیادی حقوق کی فراہمی

تمام شہریوں کو کسی نسلی، معاشرتی، معاشی و مذہبی تعصب کے بغیر تمام شہری حقوق فراہم کئے جائیں گے۔

6......وفاقی نظام حکومت

قرارداد مقاصد میں وضاحت کردی گئی کہ پاکستان کا نظام وفاقی جمہوری ہوگا جو کہ عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے چلایا جائے گا۔

7......پسماندہ علاقوں کی ترقی

قرارداد مقاصد میں اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں گے اور انہیں ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لایا جائے گا۔

8......عدلیہ کی آزادی

قرارداد مقاصد میں اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ عدلیہ اپنے کاموں میں بالکل آزاد ہوگی اور بغیر کسی دباؤ کے کام کرے گی۔

9......اُردو قومی زبان

اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ ملک کی قومی زبان اردو ہوگی۔

قراردادِ مقاصد کی اہمیت

قراردادِ مقاصد کی منظوری کے بعد پورے ملک میں خوشی واطمینان کی لہر دوڑ گئی۔لوگوں کو اس بات کا احساس ہوگیا کہ اب دستور بنانے کا کام لوگوں کی خواہشات اور مرضی کے مطابق پورا ہو سکے گا۔

1......قراردادِ مقاصد کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس قرارداد کی منظوری کے بعد ملک میں دستور بنانے کے کام کا آغاز کردیا گیا۔اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی جسے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کا نام دیا گیا۔

2......قراردادِ مقاصد کی منظوری کے بعد دستور سازی کی راہ میں حائل رکاوٹیں دور ہو گئیں۔

3......قراردادِ مقاصد نے دستور بنانے کے لئے بنیادی اصولوں کی نشاندہی کر دی۔

4......قراردادِ مقاصد پاکستان میں بننے والے تمام دساتیر میں بطور ابتدائیہ شامل کی گئی اور 1973ء کے آئین میں 1985ء میں ترمیم کر کے اسے باقاعدہ آئین کا حصہ بنا دیا گیا۔

پاکستان میں دستور سازی کے مراحل

قراردادِ مقاصد کی منظوری کے بعد اس بات کا یقین ہوگیا کہ ملک کا دستور کن بنیادوں پر بنایا جائے گا اور اس مقصد کے لئے وفاقی اسمبلی کے ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بھی قائم کر دی گئی ،مگر آزادی کے فوراً بعد ہی پاکستان ایسے بے شمار مسائل کا شکار ہوگیا کہ دستور سازی پر بھر پور توجہ نہ دی جاسکی۔سیاسی عدم استحکام اور نا اہل قیادت کی وجہ سے حکومتیں تیزی سے تبدیل ہونے لگیں۔گورنر جنرل غلام محمد نے ان حالات کے پیش نظر وفاقی اسمبلی 24/ اکتوبر 1954ء کو توڑ دی اور نئی اسمبلی کے قیام کا اعلان کیا۔دستور سازی کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں ایک اہم رکاوٹ یہ بھی تھی کہ ملک کا مغربی حصہ چار صوبوں اور مشرقی حصہ ایک صوبے پر مشتمل تھا اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں کو ملا کر ایک صوبہ بنا دیا گیا اور اُسے وَن یونٹ

کا کام دیا گیا۔ ون یونٹ کے قیام اور وفاقی اسمبلی کے انتخابات کے بعد دستور سازی کا کام کافی حد تک آسان ہو گیا تھا۔

نومنتخب وزیر اعظم چوہدری محمد علی نے دستور سازی کے کام کی طرف پوری توجہ دی اور اسے مکمل کیا۔ اور وفاقی اسمبلی نے نئے آئین کی منظوری دے دی۔

1956ء کے آئین کی اہم خصوصیات

پاکستان کا پہلا آئین 23/مارچ 1956ء کو ملک میں نافذ کیا گیا۔ اس آئین کی اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا۔

(2) ملک میں وفاقی پارلیمانی نظام حکومت قائم کیا گیا۔

(3) آئین میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، اختیارات کا عوامی نمائندوں کے ذریعے استعمال، قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنے کا ماحول اور اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی دینے کا اعلان کیا گیا۔

(4) آئین میں اس بات کی نشاندہی کر دی گئی کہ شہریوں کو بہتر زندگی بسر کرنے اور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے لئے مکمل شہری حقوق فراہم کیے جائیں گے۔

(5) اس بات کی ضمانت فراہم کی گئی کہ عدلیہ اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے تمام دباؤ سے آزاد ہو گی۔ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کو ملازمت کا تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

(6) 1956ء کے دستور کے مطابق اردو اور بنگالی دونوں کو قومی زبانیں قرار دیا گیا۔

(7) 1956ء کے آئین کو تحریری شکل میں تیار کیا گیا تھا۔

آئین (1956ء) کی منسوخی

1956ء کا آئین نو سال کی انتھک محنت اور کوششوں کے بعد منظور ہوا تھا مگر پاکستان کے مخصوص حالات اور سیاست دانوں کی باہمی چپقلش، جمہوری اداروں میں فوج اور بیوروکریسی کی بے جا مداخلت، اعلیٰ

قیادت کے فقدان اور گورنر جنرل کی حکومتی معاملات میں بے جا من مانی نے آئین کو زیادہ دیر تک چلنے نہ دیا۔ 1956ء کا یہ آئین دو سال اور سات ماہ تک نافذ رہا جس کے بعد اکتوبر 1958ء میں پاکستان آرمی کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خاں نے ملک کی جمہوری حکومت کو برطرف کر کے فوجی حکومت قائم کردی اور تمام اختیارات خود سنبھال لئے۔ جنرل محمد ایوب خان نے 1956ء کا آئین منسوخ کر دیا۔ تمام وفاقی وصوبائی اسمبلیاں ختم کر دیں اور خود صدر پاکستان اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا عہدہ سنبھال لیا۔

1962ء کے آئین کا نفاذ اور خصوصیات

صدر جنرل محمد ایوب خان نے ملک کے لئے نیا آئین بنانے کے لئے ایک دستوری کمیشن قائم کیا۔ کمیشن نے اپنی سفارشات 1961ء میں صدر کو پیش کیں۔ صدر نے ان سفارشات میں سے اپنی مرضی کی ترامیم کے بعد پاکستان کے لئے ایک نیا آئین تیار کیا جسے 8 جون 1962ء کو نافذ کیا گیا۔

خصوصیات

(1) 1962ء کا آئین تحریری تھا جو کہ ۲۵۰ دفعات اور 5 گوشواروں پر مشتمل تھا۔

(2) 1962ء کا آئین وفاقی نوعیت کا تھا، دستور میں پاکستان کے دونوں حصوں کو برابر نمائندگی دی گئی۔

(3) 1962ء کے دستور کے تحت ملک میں صدارتی طرز حکومت رائج کیا گیا۔

(4) 1962ء کے دستور میں کئی اسلامی دفعات شامل کی گئیں مثلاً اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، اقتدار اللہ کی امانت اور اس کا عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے استعمال، پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان اور سربراہ ریاست کے لئے مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔

(5) عوام کو بہتر زندگی گزارنے اور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے لئے کئی حقوق دیئے گئے جن کو شہریوں کے بنیادی حقوق کہتے ہیں۔

(6) 1962ء کے آئین میں اُردو اور بنگالی دونوں کو پاکستان کی قومی زبانیں قرار دیا گیا۔

1962ء کے آئین کی ناکامی

صدر جنرل محمد ایوب خان نے قریباً 10 سال حکومت کی اور ان کے دور میں کئی اصلاحات نافذ ہوئیں اور ملک نے صنعتی میدان میں کافی ترقی کی لیکن جنرل محمد ایوب خان کی حکومت آمرانہ ہونے کی وجہ سے اس کے خلاف عوام نے زبردست تحریک چلائی اور حالات ان کے کنٹرول سے باہر ہونے لگے۔ آئین کی رُو سے تمام اختیارات صدر پاکستان کے پاس تھے۔ ان حالات کے پیش نظر ایک دفعہ پھر ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا گیا۔ 25/ مارچ 1969ء کو جنرل آغا محمد یحییٰ خان نے حکومت سنبھالی اور 1962ء کا آئین ختم کر دیا۔

جنرل یحییٰ خان کا دور حکومت

جنرل یحییٰ خان کا دور حکومت پاکستان کی دستوری تاریخ میں بڑا مختصر تھا مگر اُس دور میں پاکستان کی دستوری و سیاسی تاریخ میں اہم واقعات رونما ہوئے۔ پاکستان کے پہلے عوامی انتخابات 1970ء میں ہوئے اور ان انتخابات میں مشرقی پاکستان میں مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ اور مغربی پاکستان سے ذوالفقار علی بھٹو کی جماعت پیپلز پارٹی نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اقتدار کی ہوس اور سیاست دانوں کی باہمی عداوتیں اور جنرل یحییٰ خان کی اقتدار سے چمٹے رہنے کی خواہش نے مشرقی پاکستان کے لوگوں میں احساس محرومی کو مزید ہوا دی جو آخر کار دسمبر 1971ء میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا باعث بنی اور بنگلہ دیش کے نام سے ایک نیا ملک دنیا کے نقشے پر قائم ہوا۔

پاکستان کو اپنی آزادی کے دن سے ہی بے شمار مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مسائل میں ایک مسئلہ یہ تھا کہ پاکستان دو حصوں یعنی مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان پر مشتمل تھا اور ان دونوں کے درمیان براہ راست زمینی رابطہ نہیں تھا۔ دوسرا یہ کہ مغربی پاکستان چار صوبوں پر مشتمل تھا جبکہ مشرقی پاکستان صرف ایک صوبہ پر مشتمل تھا۔ مگر آبادی کے لحاظ سے یہ صوبہ اکثریت میں تھا۔ دونوں حصوں میں بولی جانے والی زبانیں بھی مختلف تھیں۔ اس کے علاوہ زندگی کے دیگر معاملات میں بھی دونوں حصوں میں بسنے والے لوگوں کا نقطہ نظر ایک دوسرے سے کافی مختلف تھا۔

جب جنرل محمد یحییٰ خان نے 1969ء میں حکومت سنبھالی تو اس نے اعلان کیا کہ ملک میں عام انتخابات کروائے جائیں گے اور اکثریتی جماعت کو حکومت بنانے کی آزادی ہوگی۔ ملک کے پہلے عام انتخابات 7 دسمبر 1970ء کو ہوئے۔ ان انتخابات کے نتیجے میں مشرقی پاکستان سے شیخ مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ نے زبردست کامیابی حاصل کی مگر مغربی پاکستان سے اُسے کوئی بھی سیٹ نہ مل سکی۔ یہی صورت حال مغربی پاکستان کی سیاسی جماعتوں کی تھی۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے مغربی پاکستان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔

انتخابات کے بعد اقتدار کی جنگ نے ایک نئی صورت حال اختیار کر لی، شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنے چھ نکات پر مبنی منشور کی بنیاد پر حکومت کے قیام کا اعلان کیا جبکہ پیپلز پارٹی نے اس کی بھرپور مخالفت کی۔ جنرل محمد یحییٰ خان کی اقتدار سے چمٹے رہنے کی خواہش نے حالات کو مزید خراب کر دیا۔ اسی دوران شیخ مجیب الرحمٰن نے ریاستی معاملات میں عدم تعاون کی تحریک کا اعلان کر دیا۔ جگہ جگہ قتل وغارت، عدم تعاون، ٹیکسوں کی ادائیگی سے انکار، ہڑتالیں، عدالتوں کا بائیکاٹ اور ملازمین کا کام پر نہ جانا آئے دن کا معمول بن گیا۔

حالات پر قابو پانے کے لئے جنرل ٹکا خان کو مشرقی پاکستان کا گورنر مقرر کیا گیا مگر حالات قابو سے باہر ہوتے گئے۔ اسی دوران شیخ مجیب الرحمٰن نے متوازی حکومت قائم کر لی۔ شیخ مجیب الرحمٰن نے انتخابات کے نتائج اور عوامی حمایت کی فضا کو دیکھتے ہوئے چھ نکات کی منظوری کے بغیر تعاون سے انکار کر دیا۔ ہندوستان کی بھرپور حمایت اور امداد کے تحت شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنے چھ نکات میں مزید سخت شرائط کا اعلان کر دیا۔

23/ مارچ 1971ء کو شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنے گھر پر بنگلہ دیش کا پرچم لہرا دیا۔ ان حالات میں شیخ مجیب الرحمٰن کی گرفتاری نے حالات کو مزید خراب کر دیا۔ خانہ جنگی اپنے عروج پر پہنچ گئی اور ہندوستان مکمل طور پر عوامی لیگ کی حمایت کر رہا تھا اور اپنے غنڈوں کو مشرقی پاکستان بھیج رہا تھا جو مکتی باہنی کے کارکنوں سے مل کر پاکستانی فوجیوں اور عام شہریوں کو قتل کروا رہے تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں مشرقی پاکستانیوں نے بھارت کی طرف ہجرت شروع کر دی۔ ہندوستان کی حکومت نے مہاجرین کی مدد کا بہانہ بنا کر مشرقی پاکستان پر حملہ کر دیا۔

زمینی رابطہ کٹ جانے اور مقامی لوگوں کے عدم تعاون کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں فوری اور مؤثر

کارروائی نہ ہو سکی اور ہماری افواج کو مجبوراً ہتھیار ڈالنا پڑے۔ بھارت آخرکار اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور مشرقی پاکستان 16 دسمبر 1971ء کو ایک الگ وطن بنگلہ دیش کے نام سے دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور اُس کی وجوہات

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی وجوہات کا مختصر جائزہ مندرجہ ذیل عوامل سے لیا جا سکتا ہے۔

1......نااہل ملکی قیادت

قائداعظم کی وفات کے بعد ملک میں کوئی ایسا رہنما نہ تھا جس پر تمام پاکستانیوں کا اتفاق رائے ہوتا۔ قیادت کے فقدان نے مشرقی پاکستان کے لوگوں میں احساس محرومی کو مزید ہوا دی۔

2......تجارت و ملازمت پر ہندوؤں کے اثرات

مشرقی پاکستان میں تجارت و سرکاری ملازمتوں پر کافی تعداد میں ہندو چھائے ہوئے تھے اور وہ ایک خاص منصوبہ کے تحت لوگوں کے اندر علیحدگی کے جذبات کو ابھار رہے تھے۔

3......معاشی پسماندگی

مشرقی پاکستان معاشی لحاظ سے پسماندہ علاقہ تھا۔ کسی بھی حکومت نے اس علاقہ کی معاشی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے خاطر خواہ اقدامات نہ کئے۔

4......ہندو اساتذہ کا کردار

مشرقی پاکستان میں تعلیم کا شعبہ پوری طرح ہندوؤں کے کنٹرول میں تھا۔ انہوں نے بنگالیوں کو پاکستان کے خلاف پوری طرح تیار کیا اور ان کے جذبات کو ابھارا۔

5......زبان کا مسئلہ

زبان کا مسئلہ اگرچہ 1956ء اور 1962ء کے دستور میں حل ہو گیا تھا مگر مشرقی پاکستان کے لوگوں کے اندر زبان کے حوالے سے ایک احساس محرومی پیدا ہو چکا تھا جو ان اقدامات کے باوجود بھی ختم نہ کیا جا سکا۔

6......بھارت کی بے جا مداخلت

بھارت کی مشرقی پاکستان کے معاملات میں بے جا مداخلت نے بھی حالات کو خراب کیا۔ بھارت نے مکتی باہنی کے کارکنوں کو تربیت اور امداد دینے کے علاوہ علیحدگی پسند رجحانات کی بھی سرپرستی کی۔

7......شیخ مجیب الرحمٰن کے چھ نکات (1966ء)

مشرقی پاکستان کی جماعت عوامی لیگ کے سربراہ شیخ مجیب الرحمٰن نے فروری 1966ء میں اپنے مشہور چھ نکات پیش کیے جو کہ بعد ازاں 1971ء میں پاک بھارت جنگ اور سقوط ڈھاکہ کا سبب بنے۔ یہ چھ نکات درج ذیل تھے:

(1) قرارداد لاہور کی بنیاد پر پاکستان میں وفاقی پارلیمانی نظام تشکیل دیا جائے۔ قومی اسمبلی کا انتخاب بالغ رائے دہی کی بنیاد پر کیا جائے۔

(2) دفاع اور امور خارجہ کے محکمے وفاق کے پاس ہوں جبکہ دیگر تمام محکمے صوبوں کو دیئے جائیں۔

(3) مغربی اور مشرقی پاکستان کیلئے الگ کرنسیوں کا اجراء کیا جائے۔

(4) صوبوں کو ٹیکس عائد کرنے کے اختیارات دیئے جائیں۔

(5) صوبائی حکومتوں کو بیرونی ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات قائم کرنے اور سمجھوتے کرنے کا اختیار دیا جائے ہر صوبے کے زرمبادلہ کے ذخائر الگ ہوں۔

(6) صوبائی حکومتوں کو اپنی ملیشیا یا نیم فوجی فورس رکھنے کا اختیار دیا جائے۔

8......1970ء کے انتخابات

1970ء کے عام انتخابات نے حالات کو ایک نئی کروٹ دی اور مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ کی

مکمل کامیابی کے بعد لوگوں نے ایک نئے انداز سے سوچنا شروع کردیا۔

9.....1973ء کا آئین

بنگلہ دیش کے قیام کے بعد جنرل یحییٰ خان نے باقی ماندہ مغربی پاکستان میں اقتدار پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ ذوالفقار علی بھٹو کے سپرد کردیا کیونکہ اس جماعت کو 1970ء کے انتخابات میں مغربی پاکستان میں اکثریت حاصل ہوئی تھی۔اس طرح ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کی تاریخ میں پہلے سول مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے عہدہ سنبھالا۔ملک کا نظام چلانے کے لئے ایک عبوری آئین 1972ء میں بنایا گیا اور مستقبل کے آئین کے لئے نومنتخب قومی اسمبلی کے 25 ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں اُن تمام سیاسی جماعتوں کے نمائندے شامل تھے جن کی قومی اسمبلی میں نمائندگی تھی۔کمیٹی نے اپنی سفارشات مسودہ کی شکل میں 31/دسمبر1972ء کو قومی اسمبلی میں پیش کیں۔قومی اسمبلی نے ان سفارشات اور آئینی مسودہ کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد اسے 10/اپریل1973ء کو منظور کرلیا۔پاکستان کا پہلا متفقہ آئین جسے تمام سیاسی جماعتوں کی حمایت وتائید حاصل تھی۔14/اگست1973ء کو نافذ کیا گیا جو کہ اب تک مختلف ترامیم اور تبدیلیوں کے ساتھ ملک میں رائج ہے۔

1973ء کے آئین کی خصوصیات

1973ء کے آئین کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔

(2) 1973ء کا آئین تحریری شکل میں ہے جو کہ 280 دفعات پر مشتمل ہے۔

(3) 1973ء کے آئین کے تحت ملک میں وفاقی پارلیمانی نظام حکومت رائج کیا گیا۔

(4) 1973ء کے آئین کے تحت قانون ساز ادارے کے دو ایوان رکھے گئے ،جن کو قومی اسمبلی اور سینٹ کا نام دیا گیا۔

(5) آئین کے تحت عدلیہ کی آزادی کی مکمل ضمانت فراہم کی گئی۔

(6) آئین میں اس بات کی وضاحت کردی گئی کہ قانون کی نظر میں تمام شہری برابر ہیں۔

(7) آئین میں شہریوں کو بنیادی حقوق کی فراہمی کا مکمل تحفظ فراہم کیا گیا۔

(8) آئین کے تحت اُردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا گیا۔

نوٹ......1973ء کے آئین کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اس میں مختلف مکاتب فکر کے جید علماء بالخصوص علامہ شاہ احمد نورانی، مفتی محمود اور مولانا عبدالحق (والد مولانا سمیع الحق) کی کاوشیں اور تائید شامل ہے۔

1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات

1......اللہ تعالیٰ کی حاکمیت

آئین میں اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ تمام کائنات کی مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور عوامی نمائندے اختیارات کو اللہ کی امانت سمجھتے ہوئے استعمال کریں گے۔

2......ملک کا نام

1973ء کے آئین کے تحت ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا جو کہ پاکستان کی ایک اسلامی رفاہی مملکت کے طور پر نشاندہی کرتا ہے۔

3......مسلمان کی تعریف

آئین کے تحت مسلمان وہ ہے جو......

الف......اللہ تعالیٰ کی وحدت پر یقین رکھتا ہو۔

ب......حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی مانتا ہو۔

ج......آسمانی کتابوں اور قیامت پر یقین رکھتا ہو۔

4......صدر اور وزیر اعظم کا مسلمان ہونا

1973ء کے آئین کے تحت پاکستان کے سربراہ ریاست یعنی صدر اور سربراہ حکومت وزیر اعظم کے لئے ضروری قرار دیا گیا کہ وہ مسلمان ہو۔

5......سرکاری مذہب

1973ء کے آئین میں اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔

6......اسلامی قوانین کا نفاذ

آئین میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی کہ ملک کا قانونی ڈھانچہ اسلام کے بنیادی اصولوں کے مطابق ہوگا۔

7......لازمی دینی و عربی تعلیم

آئین میں حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ مسلمانوں کے لئے دینی تعلیم کے لئے خصوصی اقدامات کرے۔

8......اسلامی اقدار کا فروغ

آئین میں اس بات کی بھی وضاحت کی گئی کہ اسلام کی بنیادی اقدار یعنی جمہوریت ، انصاف ،رواداری، آزادی اور مساوات کو ملک میں رائج کیا جائے گا۔

9......زکوٰۃ اور عُشر کا نظام

آئین میں واضح کر دیا گیا کہ مسلمانوں کے لئے زکوٰۃ اور عشر کا اسلامی نظام رائج کیا جائے گا۔

10......اسلامی ممالک سے تعلقات

آئین میں اس بات کا عہد کیا گیا کہ اسلامی ممالک سے خصوصی تعلقات اور مسلمانوں کو قریب لانے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں گے۔

11......اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام

ملک میں اسلامی معاشرہ کے قیام اور قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کے لئے ایک کونسل کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ جس کا نام اسلامی نظریاتی کونسل رکھا گیا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء کی دفعہ 228 میں "اسلامی کونسل (Islamic Council) تشکیل دینے کا حکم دیا گیا ہے اور دستور ہذا کی دفعہ 230 میں اسلامی کونسل کے کارہائے منصبی بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ:

الف......پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں سے ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا، جن سے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر لحاظ سے اسلام کے ان اصولوں اور تصورات کے مطابق ڈھالنے کی ترغیب اور امداد ملے، جن کا قرآن پاک اور سنت میں تعین کیا گیا ہے۔

ب......کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو کسی ایسے سوال کے بارے میں مشورہ دینا، جس میں کونسل سے اس بابت رجوع کیا گیا ہو کہ آیا کوئی مجوزہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں؟

ج......ایسی تدابیر کی جن سے نافذ العمل قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، نیز ان مراحل کی جن سے گزر کر محولہ تدابیر کا نفاذ عمل میں لانا چاہیے، سفارش کرنا۔

د......پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کی رہنمائی کے لئے اسلام کے ایسے احکام کی ایک موزوں شکل تدوین کرنا جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جا سکے۔

12......وفاقی شرعی عدالت

دستور ہذا کے باب سوم (الف) میں وفاقی شرعی عدالت (Federal Shariat Court) تشکیل دینے کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔

دستور ہذا کی دفعہ 203 (د) میں وفاقی شرعی عدالت کے اختیارات، اختیاراتِ سماعت اور کارہائے منصبی بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

1......عدالت یا تو خود اپنی تحریک پر، یا پاکستان کے کسی شہری یا وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کی درخواست پر اس سوال کا جائزہ لے سکے گی کہ آیا کوئی قانون یا قانون کا کوئی حکم ان اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں۔ جس طرح کہ قرآن پاک اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے، جن کا حوالہ بعد ازیں اسلامی احکام کے طور پر دیا گیا ہے۔

الف......جبکہ عدالت شق (1) کے تحت کسی قانون یا قانون کے کسی حکم کا جائزہ لینا شروع کرے اور ایسا قانون یا قانون کا حکم اسلامی احکام کے منافی معلوم ہو تو عدالت ایسے قانون کی صورت میں جو وفاقی فہرست قانون سازی یا مشترکہ فہرست قانون سازی میں شامل معاملے سے متعلق ہو، وفاقی حکومت کو یا ایسے معاملے سے متعلق جو اِن فہرستوں میں سے کسی ایک میں تھی، شامل ہو، صوبائی حکومت کو ایک نوٹس دینے کا حکم دے گی جس میں ان خاص احکام کی صراحت کی جائے گی جو اسے بایں طور منافی معلوم ہوں اور مذکورہ حکومت کو اپنا نقطہ نظر عدالت کے سامنے پیش کرنے کے لئے مناسب موقع دے گی۔

2......اگر عدالت فیصلہ کرے کہ کوئی قانون یا قانون کا کوئی حکم اسلامی احکام کے منافی ہے تو وہ اپنے فیصلے میں بحسب ذیل بیان کرے گی:

الف......اس کے مذکورہ رائے قائم کرنے کی وجوہ

ب......جس حد تک وہ قانون یا حکم بایں طور پر منافی ہے۔ اور اس تاریخ کی صراحت کرے گی جس پر وہ فیصلہ موثر ہوگا۔

3......اگر عدالت کی طرف سے کوئی قانون یا قانون کا کوئی حکم اسلامی احکام کے منافی قرار دیا جائے تو:

الف......وفاقی فہرست قانون سازی یا مشترکہ فہرست قانون سازی میں شامل کسی امر کے سلسلے میں کسی قانون کی صورت میں صدر یا کسی ایسے امر کے سلسلے میں جو اِن فہرستوں میں سے کسی میں بھی شامل نہ ہو کسی قانون کی صورت میں گورنر، اس قانون میں ترمیم کرنے کے لئے اقدام کرے گا تا کہ مذکورہ قانون یا حکم کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے اور

ب......مذکورہ قانون یا حکم اس حد تک جس حد تک اسے بایں طور پر منافی قرار دے دیا جائے اس تاریخ سے جب عدالت کا فیصلہ اثر پذیر ہو، موثر نہیں رہے گا۔

13......اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ

آئین کے تحت پاکستان میں بسنے والی تمام اقلیتوں کو مکمل تحفظ اور حقوق فراہم کرنے کی ضمانت دی گئی۔

ریاستی حکمت عملی کے اہم اصول

ریاستی حکمت عملی کے اصول سے مراد وہ اہم ذمہ داریاں ہیں، جن کو پورا کرنا اوران پر عمل درآمد کروانا ہر حکومت کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ ریاست کے اہم مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جو پالیسیاں وضع کی جائیں وہ مخصوص اصولوں پر قائم ہونی چاہییں۔ پاکستان میں ریاستی حکمت عملی کے اہم اصول مندرجہ ذیل ہیں:

1......ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ملک میں بسنے والے مسلمانوں کو انفرادی و اجتماعی طور پر اپنی زندگیاں اسلام کے بنیادی قوانین کے مطابق گزارنے کے لئے مناسب و ضروری اقدامات و سہولتیں فراہم کرے۔

2......ریاست کی ذمہ داری ہے کہ قرآن کی تعلیم کو لازمی قرار دے اور قرآن مجید کی غلطیوں سے پاک طباعت کا مناسب بندوبست کرے۔

3......ملک میں اسلام کا لافانی ضابطہ اخلاق رائج کرے اور لوگوں کو اس حوالے سے ضروری معلومات فراہم کرے۔

4......ملک میں اسلامی نظام زکوٰۃ اور اوقاف کے متعلق امور کا مناسب بندوبست کرے۔

5......ملک میں پسماندہ طبقات اور علاقوں کی ترقی کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔

6......ملک میں علاقائی، نسلی، صوبائی اور قبائلی تعصبات کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

7......ملک کی ترقی کے لئے عورتوں کو زندگی کے ہر شعبے میں شریک کیا جائے لیکن ایک حد کے اندر اور اُن کو ترقی کے مساوی مواقع فراہم کئے جائیں۔

8......ملک کے اندر رہنے والی اقلیتوں کو ضروری تحفظ اور ترقی کے مواقع فراہم کئے جائیں۔

9......اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات کو فروغ دیتے ہوئے اتحاد عالم اسلامی کے لئے راہ ہموار کی جائے۔

1977ء سے 2008ء تک دستوری مراحل

☆......1977ء کے تحت ملک میں دوسرے عام انتخابات ہوئے، جس میں پاکستان پیپلز پارٹی کو کامیابی ملی۔ حزب اختلاف کی سیاسی جماعتوں نے حکومت پر دھاندلی کا الزام لگایا اور تحریک چلانے کا اعلان کیا۔ حزب اختلاف کی تحریک نے تھوڑے عرصہ میں ہی ملک گیر ہنگاموں کی شکل اختیار کر لی اور حالات حکومت وقت کے کنٹرول سے باہر ہونے لگے۔

☆......حالات کو دیکھتے ہوئے بری فوج کے سربراہ جنرل محمد ضیاء الحق نے 5/ جولائی 1977ء کو ملک میں مارشل لاء لگا دیا۔ قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کو ختم کر دیا گیا۔ 1973ء کے آئین کے بیشتر حصے کو معطل کر دیا گیا مارشل لا دور حکومت میں تمام سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی گئی اور 1981ء میں ایک عبوری آئین نافذ کر دیا گیا۔

☆......دسمبر 1981ء میں صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے ایک نامزد مجلس شوریٰ (قومی اسمبلی) کا اعلان کیا جو فروری 1985ء تک قائم رہی۔

☆......فروری 1985ء میں ملک میں عام انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر کرائے گئے اور 1973ء کے آئین میں ضروری ترامیم کے بعد اس کو بحال کر دیا گیا۔ ان ترامیم کے تحت صدر کے اختیارات میں زبردست اضافہ کر دیا گیا۔

☆......23 مارچ 1985ء کو محمد خان جونیجو ملک کے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ اور 30 دسمبر 1985ء کو ملک سے مارشل لاء اٹھا لیا گیا۔

☆......صرف تین سال اور دو ماہ بعد 29 مئی 1988ء کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے محمد خاں جونیجو کی حکومت کو برطرف کر دیا اور قومی اسمبلیاں توڑ دیں۔

☆......17 اگست 1988ء کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق ایک فضائی حادثے میں ہلاک ہوئے اور سینٹ کے چیئرمین غلام اسحاق خان صدر بنے، جنہوں نے نومبر 1988ء میں انتخابات کا اعلان کیا۔ ان انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی قومی اسمبلی میں سب سے بڑی پارٹی کے طور پر سامنے آئی اور پاکستان پیپلز پارٹی کی

چیئرپرسن بے نظیر بھٹو نے وزارتِ عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا۔

☆......اگست 1990ء میں صدر غلام اسحاق خان نے محترمہ بینظیر بھٹو کی حکومت کو برطرف کر دیا اور اکتوبر 1990ء میں دوبارہ انتخابات کا اعلان کیا۔

☆......اکتوبر 1990ء کے انتخابات میں اسلامی جمہوری اتحاد کو کامیابی ملی اور محمد نواز شریف ملک کے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ یہ حکومت بھی اپنی مدت پوری نہ کر سکی اور ایک دفعہ پھر بلخ شیر مزاری اور پھر معین قریشی نگران وزیر اعظم نامزد کیے گئے۔

☆......16/اکتوبر 1993ء کو ملک میں دوبارہ انتخابات ہوئے اور ایک دفعہ پھر محترمہ بے نظیر بھٹو ملک کی وزیر اعظم منتخب ہوئیں جبکہ صدر پاکستان کے عہدہ پر فاروق احمد خان لغاری منتخب ہوئے۔ 5/نومبر 1996ء کو صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کو برطرف کر دیا۔ اور ملک معراج خالد عبوری وزیر اعظم مقرر ہوئے اور ملک میں نئے انتخابات کا اعلان کیا گیا۔

☆......فروری 1997ء کے انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ نے نمایاں کامیابی حاصل کی اور محمد نواز شریف دوسری بار ملک کے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔

☆......12/اکتوبر 1999ء کو بری فوج کے سربراہ جنرل پرویز مشرف نے محمد نواز شریف کی حکومت کو ختم کر کے اقتدار سنبھال لیا۔ آئین کو معطل کر دیا گیا اور ایک عبوری آئین (PCO) کا اعلان کیا گیا۔

☆......جنرل پرویز مشرف نے اپریل 2002ء میں منعقد ایک ریفرنڈم کے بعد صدر پاکستان کا عہدہ سنبھال لیا۔

☆......صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے ملک میں نئے عام انتخابات کروانے کا اعلان کیا۔ 10/اکتوبر 2002ء کو ملک میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے، جس کے نتیجے میں میر ظفر اللہ خان جمالی ملک کے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ اور قومی اسمبلی کے انتخابات کے بعد فروری 2003ء میں سینٹ کے انتخابات بھی مکمل ہوئے۔

☆......جون 2004ء میں میر ظفر اللہ خاں جمالی کے استعفے کے بعد چوہدری شجاعت حسین نے دو ماہ کے لئے وزارت عظمیٰ کا قلمدان سنبھالا پھر شوکت عزیز کو آئندہ کا وزیر اعظم نامزد کیا گیا۔ اگست 2004ء میں

شوکت عزیز ملک کے وزیر اعظم بنے۔

☆......15/نومبر 2007ء کو قومی اسمبلی اپنی پانچ سالہ مدت پوری کر کے تحلیل ہوئی۔ اور میاں محمد سومرو نگران وزیر اعظم مقرر ہوئے 29/نومبر 2007ء کو جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف نے سویلین صدر کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔

☆......18 فروری 2008ء کے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) نے نمایاں کامیابی حاصل کی اور سید یوسف رضا گیلانی پاکستان کے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔

☆......پھر 22 جون 2012ء تا 25 مارچ 2013ء راجہ پرویز اشرف وزیر اعظم اور 5 جون 2013ء سے ڈاکٹر نواز شریف پاکستان کے وزیر اعظم ہیں۔

☆......18/اگست 2008ء کو صدر پاکستان جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف مستعفی ہوئے اور سینٹ کے چیئر مین میاں سومرو نے قائم مقام صدر کا عہدہ سنبھالا۔

☆......ستمبر 2008ء کو جناب آصف علی زرداری نے صدر پاکستان کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔

☆......8 ستمبر 2013ء کو وہ ریٹائر ہوئے اور جناب ممنون حسین نے صدر پاکستان کی حیثیت سے 9 ستمبر 2013ء کو حلف اٹھایا۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

سوالات

سوال نمبر 1...... پاکستان کے پہلے گورنر جنرل اور پہلے وزیر اعظم کا نام بتائیں۔

سوال نمبر 2...... ابتداء میں جب آئین مرتب نہیں تھا تو کس ایکٹ پر عمل کیا گیا؟

سوال نمبر 3...... آزادی کے بعد ابتدائی مشکلات کون کونسی پیش آئیں۔؟

سوال نمبر 4...... مختصر جوابات دیں۔

☆...... مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی تین وجوہات تحریر کریں۔

☆...... آئین سے کیا مراد ہے؟

☆...... 1956ء کا آئین کب اور کس نے منسوخ کیا؟

☆...... قرارداد مقاصد کی اہمیت واضح کریں۔

☆...... محمد خاں جونیجو کی حکومت کو کب اور کس نے برطرف کیا؟

☆...... 1973ء کے آئین میں مسلمان کی کیا تعریف بیان کی گئی ہے؟

☆...... ریاستی حکمت عملی کے پانچ اصول بیان کریں۔

☆...... 1962ء کے آئین کی چار اسلامی دفعات تحریر کریں۔

☆...... اللہ تعالیٰ کی "حاکمیت" سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر 5...... قرارداد مقاصد کے اہم نکات بیان کیجئے۔

سوال نمبر 6...... 1956ء اور 1962ء کے آئین کی خصوصیات تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 7...... 1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات کا جائزہ لیجئے۔

سوال نمبر 8...... اسلامی نظریاتی کونسل کے مقاصد پر نوٹ لکھیں۔

سوال نمبر 9...... وفاقی شرعی عدالت کا قیام کن مقاصد کے تحت عمل میں لایا گیا؟

سوال نمبر 10...... ریاستی حکمت عملی کے اہم نکات کی وضاحت کیجئے۔

سوال نمبر 11...... مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی وجوہات بیان کیجئے۔

سوال نمبر 12...... پاکستان میں 1977ء کے بعد دستوری ارتقا کے مختلف مراحل کا جائزہ لیجئے۔

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

پانچواں باب......

پاکستان

ایک دفاعی مملکت

ریاست آزاد جموں وکشمیر

☆......مختصر تعارف

متحدہ ہندوستان میں ریاست کشمیر شاہی ریاستوں میں سب سے بڑی ریاست تھی ۔اس کا رقبہ 222,773 مربع کلومیٹر تھا۔اس میں درج ذیل علاقے شامل تھے۔

(1) صوبہ جموں (2)صوبہ کشمیر (3) گلگت (4) لداخ

اگست 1947ء میں متحدہ ہندوستان کی تقسیم کے وقت ریاست کے ہندو راجہ نے اس مسلم اکثریتی ریاست کا غیر قانونی طور پر بھارت سے الحاق کر دیا۔جموں وکشمیر کے عوام نے اس کے خلاف آزادی کی جنگ لڑی جس میں پاکستانی قبائلیوں نے بھرپور ساتھ دیا۔24/اکتوبر 1947ء کو ریاست کا بہت حصہ بھارت کی افواج سے آزاد کروانے کے بعد آزاد ریاست کا اعلان کر دیا گیا۔

اس وقت ریاست کا علاقہ لداخ چین کے قبضہ میں ہے جبکہ گلگت ایجنسی کو ذوالفقار علی بھٹو (سابق وزیراعظم پاکستان) نے شمالی علاقہ جات قرار دے کر پاکستان میں ضم کر دیا۔جموں وکشمیر کا کچھ حصہ بھارت کے زیر تسلط ہے جبکہ آزاد جموں وکشمیر پاکستان کے زیر انتظام ریاست ہے۔

☆......آزاد جموں وکشمیر

دارالحکومت...... مظفر آباد

محل وقوع...... ریاست 33 N To 36N عرض بلد اور 73E To75E طول بلد میں واقع ہے۔

رقبہ ...... 13,297 مربع کلومیٹر (5,134 مربع میل)

انتظامی تقسیم...... ریاست 3ڈویژنز، 10اضلاع، 19ٹاؤنز اور 182یونین کونسلوں میں تقسیم ہے۔اضلاع کے نام یہ ہیں(بریکٹس میں اضلاع کے صدر مقام دیئے گئے ہیں)

نمبر شمار	ضلع	صدر مقام
1	مظفر آباد	(مظفر آباد)
2	نیلم	(اٹھ مقام)
3	پونچھ	(راولاکوٹ)
4	کوٹلی	(کوٹلی)
5	میر پور	(میر پور)
6	بھمبر	(بھمبر)
7	باغ	(باغ)
8	سدھنائی	(پلندری)
9	حویلی	(فارورڈ کہوٹہ)
10	ہٹیاں	(ہٹیاں والا)

آزاد کشمیر کے ڈویژن

نمبر شمار	ڈویژن	اضلاع
1	مظفر آباد	مظفر آباد، ہٹیاں، نیلم
2	پونچھ	پونچھ، حویلی، باغ، سدھنائی
3	میر پور	بھمبر، کوٹلی، میر پور

آبادی ...... 2009ء کے تخمینہ کے مطابق ریاست کی آبادی تقریباً46لاکھ ہے۔1981ء کے مردم شماری کے مطابق ریاست کی آبادی1,982,456 تھی جس میں1,032,859مرد اور949,597خواتین تھیں۔

فی مربع کلومیٹر آبادی	343افراد
سالانہ شرح پیدائش	%2.7
دیہاتی آبادی کی شرح	%90
شہری آبادی کی شرح	%10
شرح خواندگی	%62

زبانیں	کشمیری (سرکاری) پہاڑی، پوٹھوہاری، گوجری، ہندکو، کوہستانی، میرپوری، پنجابی، پشتو
سرکاری زبان	اُردو
نسلی اقوام	منگول، آرئین (ARYANS)، ایرانی، ترک اور عرب النسل۔
آب وہوا	سالانہ 100 تا 155 سینٹی میٹر بارش ہوتی ہے۔ جون، جولائی سے ستمبر تک مون سون کی بارشیں اور دسمبر تا مارچ بھی بارش کا موسم رہتا ہے۔
معیشت	زراعت۔
قابل کاشت رقبہ	204,922 ہیکٹرز۔
قابل کاشت رقبہ	%14.6
اہم زرعی فصلیں	گندم، جوار، باجرہ، چاول، مکئی، اناج، سیب، انار، امرود، انگور۔
صنعت	عمارتی لکڑی، ہینڈی کرافٹس، ٹیکسٹائل، بناسپتی گھی، ہلکا انجینئرنگ کا سامان۔
سیاحت	آزاد کشمیر سیاحت کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ سالانہ 7 لاکھ پاکستانی اور غیر ملکی سیاح یہاں آتے ہیں۔
اہم سیاحتی مقامات	لیپا وادی، دیرکوٹ، راولاکوٹ، بانجوسا، پلندری، گڑھی دوپٹہ، چناری، چکوٹھی، چیکار، لون باگلہ شدھنجلی، وادی نیلم۔

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

شمالی علاقہ جات (گلگت ..... بلتستان)

دارالحکومت	......	گلگت
رقبہ	......	72,496 مربع کلومیٹر (28 ہزار مربع میل)
آبادی	......	18 لاکھ (تقریباً)
گنجان آبادی	......	20.7 افراد فی مربع کلومیٹر
زبانیں	......	اُردو، پشتو، شینا، انگلش، بلتی، واخی، بروشسکی، ڈوماکی، کھجونا، کھوار
موجودہ حیثیت	......	پاکستانی حکومت کے زیر اہتمام غیر خود مختار علاقہ
قیام	......	یکم جولائی 1970ء
مجلس قانون ساز	......	ناردرن ایریا لیجسلیٹو اسمبلی (29/ارکان)
سرحدیں	......	افغانستان (شمال)، چین (شمال مشرق) آزاد کشمیر (جنوب) مقبوضہ کشمیر (جنوب مشرق)
ڈویژن	......	2 (گلگت، بلتستان)
ڈسٹرکٹ	......	7 (گھانچے، سکردو (بلتستان)، استور، دیامیر، غذر، گلگت، ہنزہ نگر (گلگت)
آرمی یونٹ	......	ناردرن لائٹ انفنٹری
کھیلیں	......	پولو، کرکٹ، والی بال، کبڈی

☆ ..... شمالی علاقہ جات میں 8 ہزار میٹر سے بلند 5 اور 7 ہزار میٹر سے بلند پچاس پہاڑی چوٹیاں ہیں۔

☆ ..... یہاں پائے جانے والے دنیا کے دو بلند ترین پہاڑ کے ٹو (ماؤنٹ گڈون آسٹن) اور نانگا پربت ہیں۔

☆ ..... شمالی علاقہ جات میں دنیا کے بلند ترین پہاڑی سلسلے پائے جاتے ہیں جن میں قراقرم اور مغربی ہمالیاتی پہاڑی سلسلے نمایاں ہیں۔

☆ ..... شمالی علاقہ جات میں سکردو اور گلگت کوہ پیمائی کے شوقین مہم جوؤں کے دو بڑے مراکز ہیں۔

☆ ..... شمالی علاقہ جات میں دنیا کے تین طویل ترین گلیشیرز بیافو، بالتورو اور باتورا پائے جاتے ہیں۔

☆......چینی حکومت کے تعاون سے مکمل ہونے والی ''شاہراہ قراقرم'' کی تعمیر 1978ء میں مکمل ہوئی۔

☆......دنیا کا سب سے بلند بین الاقوامی سرحدی راستہ ''خنجراب پاس'' 4,693 میٹر (15,397 فٹ) بلند ہے۔

☆......لفظ ''شمالی علاقہ جات'' سب سے پہلے اقوام متحدہ نے استعمال کیا۔ اِس سے اقوام متحدہ کی مراد ''کشمیر کے شمالی علاقہ جات'' تھی۔

☆......یٰسین، شمالی علاقہ جات سے تعلق رکھنے والے فوجی اہلکار لانس نائیک لالک جان شہید کو 1999ء میں معرکہ کارگل میں بے مثال جرأت کا مظاہرہ کرنے پر پاکستان کا سب سے بڑا فوجی اعزاز ''نشانِ حیدر'' عطا کیا گیا۔

☆......10 نومبر 2009ء کو وزیراعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی نے سکردو اور گلگت کو بگ سٹی قرار دیا۔

پاکستان کے اہم ادارے

پاکستان کے اہم ادارے یہ ہیں:

(1) افواج پاکستان (2) ایف آئی اے (3) سٹیٹ بینک آف پاکستان
(4) پاکستان ایٹمی توانائی کیمپس (5) سپارکو (6) پی آئی اے
(7) پاکستان ریلویز (8) پاکستان براڈ کاسٹنگ (9) پاکستان ٹیلی ویژن
(10) واپڈا (11) پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن (12) پاکستان سٹیل ملز۔

افواجِ پاکستان

☆ پاکستان کی مسلح افواج دنیا کی چھٹی بڑی فوج شمار ہوتی ہیں۔

☆ پاکستان کی مسلح افواج کے تین بڑے ادارے آرمی، ائرفورس اور نیوی ہیں۔ ان کے علاوہ سرحدوں کی نگرانی اور داخلی سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے متعدد پیرا ملٹری فورسز بھی قائم ہیں۔

☆ 2009ء تک اقوام متحدہ کی امن فورسز میں سب سے بڑا حصہ پاکستان کا تھا جس کے 10,700 سے زائد

فوجی دنیا کے مختلف ممالک اور متنازعہ علاقوں میں قیامِ امن کے لئے ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔

☆ کامرہ میں 28 مئی 2010ء کو پہلے جے ایف 17 تھنڈر ایوانکس کی باضابطہ تیاری کا افتتاح ہوا۔

☆ پاک فضائیہ نے 11 جون 2010ء کو اپنے لڑاکا طیاروں پر رات کو دور تک دیکھنے والا نظام DB110 نصب کیا جو رات کو کئی کلومیٹر کا ڈیٹا جمع کرسکتا اور تصاویر لے سکتا ہے۔

میراج طیاروں میں دورانِ پرواز ری فیولنگ کے لئے کام شروع کیا گیا جبکہ طیارہ "فیلکو" اَپ گریڈ کردیا گیا۔

مسلح افواج کی تقسیم

(1) بری (آرمی)　(2) بحری (نیوی)　(3) فضائیہ (ائیرفورس)

صدر دفاتر...... (1) بری (راولپنڈی)　(2) بحریہ (اسلام آباد)　(3) فضائیہ (پشاور)

سپریم کمانڈر...... صدر پاکستان۔

مسلح افواج کے اعلیٰ ترین عہدے اور شعبے

بری افواج (آرمی)	چیف آف دی آرمی سٹاف۔
بحری فوج (نیوی)	چیف آف دی نیول سٹاف۔
فضائیہ (ائیرفورس)	چیف آف دی ائر سٹاف۔

سب سے بڑی چھاؤنی ...... کھاریاں

سب سے بڑا فوجی فارم ...... اوکاڑہ

پاکستان آرمی کے انتظامی شعبے ...... (1) شعبہ آرمز　(2) شعبہ سروسز

آرمز کے شعبے ...... (1) آرمرڈ کور (2) آرٹلری کور (3) انجینئرز کور (4) انفنٹری کور (5) سگنلز کور

سروسز کے شعبے ...... (1) آرمی سروسز کور (2) آرمی آرڈیننس کور (3) الیکٹریکل اینڈ مکینیکل کور

(4) آرمی میڈیکل کور (5) آرمی ڈینٹل کور (6) آرمی ایجوکیشن کور

(7) آرمی کلرکس کور (8) ریمونٹ ویٹرنری اور فارمز کور۔

مشہور رجمنٹس ...... (1) پنجاب رجمنٹ (2) بلوچ رجمنٹ (3) فرنٹیئر رجمنٹ

(4) آزاد کشمیر رجمنٹ (5) سندھ رجمنٹ۔

آرمی ہیڈکوارٹر کے شعبے ...... (1) ایڈجوٹنٹ جنرل برانچ (2) جنرل سٹاف برانچ (3) کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ (4) ماسٹر جنرل آف آرڈیننس برانچ (5) انجینئر انچیف برانچ (6) ملٹری سیکرٹری برانچ۔

پاکستانی فوج کے کمیشنڈ آفیسرز اور اُن کے نشانات

نمبر شمار	عہدہ	نشانات
1	سیکنڈ لیفٹیننٹ	ایک ستارہ
2	لیفٹیننٹ	دو ستارے
3	کیپٹن	تین ستارے
4	میجر	چاند
5	لیفٹیننٹ کرنل	چاند اور ستارہ
6	بریگیڈیئر	چاند اور تین ستارے
7	میجر جنرل	چاند نما تلواریں اور ایک ستارہ
8	لیفٹیننٹ جنرل	چاند نما تلواریں اور چاند
9	جنرل	چاند نما تلواریں، چاند اور ایک ستارہ

دفاعی لحاظ سے فوج کی تقسیم

1...... سیکشن

سیکشن 8 سے 12 / افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔ غیر کمیشن یافتہ اعلیٰ افسران کا کمانڈر رہتا ہے۔ تین یا چار

سیکشنز کی ایک پلاٹون ہوتی ہے۔

2......پلاٹون

اس میں 25 سے 35 افراد ہوتے ہیں۔ جونیئر افسران کا کمانڈر ہوتا ہے۔ عام طور پر تین سے چار پلاٹونز کی ایک کمپنی ہوتی ہے۔

3......کمپنی

اس میں 80 سے 120 تک افراد شامل ہوتے ہیں کپتان یا میجر کمپنی کا کمانڈر ہوتا ہے بٹالین میں 4 سے 6 تک کمپنیاں ہوتی ہیں۔

4......بٹالین

بٹالین 400 سے 800 افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ لیفٹیننٹ کرنل ان کا کمانڈر ہوتا ہے۔ یہ انفنٹری کی بنیادی یونٹ ہوتی ہے۔

5......انفنٹری

انفنٹری بری افواج کی بنیادی مشترکہ فوج ہوتی ہے۔ اس میں بٹالین اور رجمنٹ متحد ہوتی ہیں۔

6......بریگیڈ

اس میں 4,000 سے 5,000 ہزار تک افراد شامل ہوتے ہیں۔

7......ڈویژن

اس میں 12,000 سے 20,000 ہزار تک افراد شامل ہوتے ہیں۔ میجر جنرل ڈویژن کا انچارج ہوتا ہے۔ عموماً تین ڈویژنز کی ایک کور ہوتی ہے۔

8......کورز

اس میں عموماً تین ڈویژن ہوتے ہیں اور آرمی عموماً تین کورز پر مشتمل ہوتی ہے۔

9......آرمی

اس کا کمانڈر سینئر جنرل ہوتا ہے۔

مسلح افواج کے عہدے

نمبر شمار	آرمی	ائیر فورس	نیوی
1	سیکنڈ لیفٹیننٹ	پائلٹ آفیسر	مڈشپ مین آفیسر
2	لیفٹیننٹ	فلائنگ آفیسر	سب لیفٹیننٹ
3	کیپٹن	فلائٹ لیفٹیننٹ	لیفٹیننٹ
4	میجر	سکواڈرن لیڈر	لیفٹیننٹ کمانڈر
5	لیفٹیننٹ کرنل	ونگ کمانڈر	کمانڈر
6	کرنل	گروپ کیپٹن	کیپٹن
7	بریگیڈیئر	ائرکموڈور	کموڈور
8	میجر جنرل	ائر وائس مارشل	ریئر ایڈمرل
9	لیفٹیننٹ جنرل	ائر مارشل	وائس ایڈمرل
10	جنرل	ائیر چیف مارشل	ایڈمرل
11	فیلڈ مارشل	مارشل آف ائرفورس	ایڈمرل آف دی فلیٹ

فوجی اعزازات حاصل کرنے والوں کے نام

نمبر شمار	نام شہداء	عہدہ	فوج کا نام	اعزاز
1	محمد سرور شہید	کیپٹن	بری	نشان حیدر
2	محمد طفیل شہید	میجر	بری	نشان حیدر
3	عزیز بھٹی شہید	میجر	بری	نشان حیدر

4	راشد منہاس شہید	پائلٹ افسر	فضائیہ	نشانِ حیدر
5	محمد اکرم شہید	میجر	بری	نشانِ حیدر
6	شبیر شریف شہید	میجر	بری	نشانِ حیدر
7	سوار محمد حسین شہید	لانس نائیک	بری	نشانِ حیدر
8	محمد لالک جان شہید	لانس نائیک	بری	نشانِ حیدر
9	محمد محفوظ شہید	لانس نائیک	بری	نشانِ حیدر
10	کرنل شیر خان شہید	کیپٹن	بری	نشانِ حیدر
11	محمد یوسف شہید	صوبیدار	بری	ستارۂ جرأت
12	حبیب احمد	لیفٹیننٹ کرنل	بری	ستارۂ جرأت

نشانِ حیدر وصول کرنے والے سپوت

نمبر شمار	نام شہداء	سالِ پیدائش	تاریخ شہادت	نشانِ حیدر ملا
1	کیپٹن محمد سرور شہید	1910ء	27 جولائی 1948ء	27 اکتوبر 1959ء
2	میجر محمد طفیل شہید	1914ء	7/ اگست 1958ء	7 نومبر 1959ء
3	میجر راجہ عزیز بھٹی شہید	1928ء	10 ستمبر 1965ء	23 مارچ 1966ء
4	پائلٹ آفیسر راشد منہاس شہید	1951ء	20 اگست 1971ء	29 اگست 1971ء
5	میجر محمد اکرم شہید	1938ء	1971ء	24 دسمبر 1971ء
6	میجر شبیر شریف شہید	1943ء	6/ دسمبر 1971ء	7 جنوری 1972ء
7	سور محمد حسین شہید	1949ء	10 دسمبر 1971	17 جنوری 1972ء
8	لانس نائیک محمد محفوظ شہید	1944ء	17 دسمبر 1971ء	15/ اپریل 1972ء
9	حوالدار محمد لالک جان شہید	1967ء	7 جولائی 1999ء	14/ اگست 1999ء
10	کیپٹن کرنل شیر خان شہید	1970ء	5 جولائی 1999ء	14/ اگست 1999ء

ہلالِ کشمیر

1	نائیک سیف لی جنجوعہ شہید	......	1948ء	1948ء

نوٹ......حکومت آزاد کشمیر کی طرف سے عطا کیا گیا "ہلال کشمیر" پاکستان کے سب سے بڑے فوجی اعزاز "نشانِ حیدر" کے مساوی ہے۔

پاکستان کے اعزازات

1956ء میں جب پاکستان ایک جمہوری مملکت بنا تو اس وقت موجودہ عسکری ایوارڈ سسٹم کا اعلان کیا گیا۔ اور 16 مارچ 1957ء کو حیدر جرأت اور بسالت جیسے عسکری اعزازات سرکاری طور پر متعارف کروائے گئے۔ خدمت، امتیاز اور شجاعت جیسے اعزازات سول اور عسکری دونوں شعبوں میں دیئے جاتے ہیں۔ عسکری اعزازات عموماً چار مختلف شعبوں میں دیئے جاتے ہیں۔ یہ اعزازات نشان، ہلال، ستارہ اور تمغہ ہیں۔

نشانِ حیدر

یہ سب سے بڑا فوجی اعزاز ہے۔ یہ سخت خطرناک حالات میں ہمت اور بہادری کا مظاہرہ کرنے پر دیا جاتا ہے۔ یہ میڈل زندہ (غازی) اور شہید فوجیوں کو دیا جاتا ہے۔ اگرچہ پاکستان کے نشانِ حیدر وصول کرنے والے دس فوجیوں کو بعد از شہادت ہی یہ اعزاز دیا گیا ہے۔

ستارۂ جرأت

یہ دوسرا بڑا فوجی اعزاز اُن فوجیوں کو دیا جاتا ہے جو فرض کی ادائیگی کے دوران ہمت، حوصلہ اور فرض شناسی کی مثالیں قائم کرتے ہیں۔ یہ اعزاز تین شعبوں میں دیا جاتا ہے۔ (1) ہلال (2) ستارہ اور (3) تمغہ۔

4......نشانِ قائداعظم
5......نشانِ خدمت
6......ہلال پاکستان
7......ہلال شجاعت
8......ہلال امتیاز
9......ہلال قائداعظم
10......ہلال خدمت
11......ستارۂ پاکستان
12......ستارۂ شجاعت

13......ستارۂ امتیاز
14......صدارتی ایوارڈ برائے حسن کارکردگی۔
15......ستارۂ قائداعظم
16......ستارۂ خدمت
17......تمغۂ پاکستان
18......تمغۂ شجاعت
19......تمغۂ امتیاز
20......تمغۂ قائداعظم
21......تمغۂ خدمت

پاکستان کے فوجی اعزازات

1......نشانِ حیدر
2......ہلالِ جرأت
3......ستارۂ جرأت
4......تمغۂ جرأت
5......ستارۂ بسالت
6......تمغۂ بسالت
7......نشانِ امتیاز
8......ہلالِ امتیاز
9......ستارۂ امتیاز
10......تمغۂ امتیاز
11......تمغۂ خدمت

پاکستان کے میزائل

نام میزائل	دوسرا نام	رینج	پے لوڈ	موجودہ حالت	تعداد
حتف اول	......	80 تا 100 کلومیٹر	500 کلوگرام	فوج کے حوالے	50 سے زائد
ابدالی اول	حتف دوم	180 کلومیٹر	500 کلوگرام	فوج کے حوالے	نامعلوم
غزنوی اول	حتف سوم	290 کلومیٹر	500 کلوگرام	تیاری کے مرحلے میں	34 تا 80
شاہین اول	حتف چہارم	750 کلومیٹر	750 کلوگرام	فوج کے حوالے	50
غوری اول	حتف پنجم	1500 کلومیٹر	700 تا 1000 کلوگرام	فوج کے حوالے	50
غوری دوم	حتف پنجم اے	2400 کلومیٹر	1500 کلوگرام	زیر استعمال	200
شاہین دوم	حتف ششم	2500 کلومیٹر	1000 کلوگرام سے زائد	زیر استعمال	50
غوری سوم	حتف ہفتم	3500 کلومیٹر	1000 کلوگرام سے زائد	تیاری کے مرحلے میں	......
بابر	حتف ہشتم	500 کلومیٹر	500 کلوگرام	کروز میزائل ہے جس کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔	
رعد	......	350 کلومیٹر	ہر قسم کے وار ہیڈز	ہوا میں مار کرنے والا کروز میزائل تجربہ کیا جا چکا ہے۔	

پولیس کے عہدے

1......کینٹبل (FC)

2......لانس نائیک (LHC)

3......حوالدار (HC)

4......اسسٹنٹ سب انسپکٹر (A.S.I)

5......سب انسپکٹر (S.I)

6......انسپکٹر (S.P)

7......ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ (ASP)

8......سپرنٹنڈنٹ (S.P)

9......سینئر سپرنٹنڈنٹ (SSP)

10......ڈپٹی انسپکٹر جنرل (DIG)

11......انسپکٹر جنرل (IG)۔

نوٹ: (1)......D.P.O (ضلعی پولیس آفیسر) بالعموم سی ایس پی (CSP) آفیسر ہوتا ہے جو ضلعی معاملات کو کنٹرول کرتا ہے۔

(2)......ڈی سی او (ڈسٹرکٹ کوارڈی نیشن آفیسر) ضلعی انتظامیہ کا سربراہ ہوتا ہے۔

(3)......کمشنر۔ ڈویژنل سطح کے سربراہ کو کہتے ہیں جو بالعموم پولیس فورس کا کوئی سینئر عہدیدار ہوتا ہے

(4)......ایس ایچ او۔ تھانے کا سربراہ ہوتا ہے جو عام طور پر انسپکٹر عہدے کا ہوتا ہے۔

پاکستان کی انتظامی تقسیم

سیاسی طور پر پاکستان چار صوبوں (پنجاب، سندھ، خیبر پختونخواہ اور بلوچستان) قبائلی علاقوں اور اسلام آباد کے وفاقی علاقے پر مشتمل ہے۔ صوبوں کو ڈویژنوں، اضلاع اور سب ڈویژنوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر ملک میں 28 کمشنریاں اور 114 اضلاع ہیں۔

نمبر شمار	صوبہ	ڈویژن	اضلاع
1	پنجاب	9	36
2	سندھ	5	21

3	خیبر پختونخواہ	8	26
4	بلوچستان	6	30
5	اسلام آباد	----	1
ٹوٹل	پاکستان	28	114

(1) مئی 2005ء کو ننکانہ کو ضلع کا درجہ دیا گیا۔

(2) 3 نومبر 2008ء کو ساہیوال کو پنجاب کے نویں ڈویژن کا درجہ دیا گیا۔

(3) 26 جنوری 2009ء کو چنیوٹ کو پنجاب کے 36 ویں ضلع کا درجہ دیا گیا جبکہ اس ضلع کا افتتاح یکم جولائی 2009ء کو کیا گیا۔

صوبہ پنجاب کے ڈویژن اور اضلاع

نمبر شمار	ڈویژن	اضلاع	کل اضلاع
1	لاہور	لاہور، قصور، شیخوپورہ، ننکانہ	4
2	راولپنڈی	راولپنڈی، اٹک، جہلم، چکوال	4
3	فیصل آباد	فیصل آباد، جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، چنیوٹ	4
4	سرگودھا	سرگودھا، میانوالی، خوشاب، بھکر	4
5	گوجرانوالہ	گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گجرات، نارووال، منڈی بہاؤالدین، حافظ آباد	6
6	ملتان	ملتان، وہاڑی، خانیوال، لودھراں	4
7	بہاولپور	بہاولپور، [illegible]، رحیم یار خاں	3
8	ڈی جی خان	ڈی جی خان، راجن پور، لیہ، مظفر گڑھ	4
9	ساہیوال	ساہیوال، پاکپتن، اوکاڑہ	3
	ٹوٹل		36

صوبہ سندھ کے ڈویژن اور اضلاع

نمبر شمار	ڈویژن	اضلاع	کل اضلاع
1	کراچی	کراچی ویسٹ، کراچی ایسٹ، کراچی ساؤتھ، کراچی سنٹرل، ملیر	5
2	سکھر	سکھر، خیر پور، نواب شاہ، گھوٹکی، نوشہرو فیروز	5
3	حیدرآباد	حیدرآباد، دادو، ٹھٹھہ، بدین	4
4	لاڑکانہ	لاڑکانہ، جیکب آباد، شکار پور	3
5	میر پور	میر پور خاص، تھر، سانگھڑ، عمرکوٹ	4
	ٹوٹل		21

صوبہ خیبر پختونخواہ کے ڈویژن اور اضلاع

نمبر شمار	ڈویژن	اضلاع	کل اضلاع
1	پشاور	پشاور، نوشہرہ	2
2	کوہاٹ	کوہاٹ، کرک، ہنگو	3
3	ڈی آئی خان	ڈیرہ اسماعیل خان، ٹانک، کلاچی	3
4	مالاکنڈ	مالاکنڈ، سوات، چترال، بونیر، شانگلہ، اپردیر، لوئر دیر	7
5	ہزارہ	ہزارہ، ایبٹ آباد، ہری پور	3
6	مردان	مردان، چارسدہ، صوابی	3
7	بنوں	بنوں، لکی مروت	2
8	مانسہرہ	مانسہرہ، کوہستان، بٹگرام	3
	ٹوٹل		26

صوبہ بلوچستان کے ڈویژن اور اضلاع

نمبر شمار	ڈویژن	اضلاع	کل اضلاع
1	کوئٹہ	کوئٹہ، پشین، چاغی، قلعہ عبداللہ نوشکی	5
2	قلات	قلات، خضدار، لسبیلہ، خاران، مستونگ، آواران، واشک	7
3	سبی	سبی، ڈیرہ بگٹی، کوہلو، زیارت، ہرنائی	5
4	مکران	کیچ، گوادر، پنجگور	3
5	ژوب	ژوب، لورالائی، بارکھان، قلعہ سیف اللہ، شیرانی، موسیٰ خیل	6
6	نصیر آباد	کچھی، جھل مگسی، جعفر آباد، نصیر آباد	4
	ٹوٹل		30

فاٹا

نمبر شمار	قبائلی علاقوں کے نام	رقبہ
1	پشاور کا قبائلی علاقہ	261 مربع کلومیٹر
2	کوہاٹ کا قبائلی علاقہ	446 مربع کلومیٹر
3	ڈی آئی خان کا قبائلی علاقہ	3229 مربع کلومیٹر
4	بنوں کا قبائلی علاقہ	877 مربع کلومیٹر
5	باجوڑ ایجنسی	1290 مربع کلومیٹر

6	کرم ایجنسی	3380مربع کلومیٹر
7	مہمند ایجنسی	2296مربع کلومیٹر
8	خیبر ایجنسی	2776مربع کلومیٹر
9	شمالی وزیرستان ایجنسی	4707مربع کلومیٹر
10	جنوبی وزیرستان ایجنسی	6620مربع کلومیٹر
11	اورکزئی ایجنسی	1538مربع کلومیٹر

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

سوالات

سوال نمبر1......ریاست کشمیر کا رقبہ کتنا تھا اور اس میں کون کون سے علاقے شامل تھے۔؟

سوال نمبر2......آزاد جموں و کشمیر کا کل رقبہ کتنا ہے اور اس کی انتظامی تنظیم کی تفصیل کیا ہے۔؟

سوال نمبر3......آزاد جموں کشمیر کی کل کتنے اور کون کون سے اضلاع ہیں اور دارالحکومت کون سا شہر ہے۔؟

سوال نمبر4......آزاد جموں و کشمیر کے اہم سیاحتی مقام کون کون سے ہیں۔

سوال نمبر5......شمالی علاقہ جات سے کیا مراد ہے؟ اور ان کے دارالحکومت کا نام بتائیں۔

سوال نمبر6......شمالی علاقہ جات کا رقبہ اور آبادی بتائیں۔

سوال نمبر7......شمالی علاقہ جات میں دنیا کے طویل ترین گلیشیئر پائے جاتے ہیں ان کے نام بتائیں اور شاہراہ کی تعمیر کب مکمل ہوئی؟

سوال نمبر8......وہ کون سا فوجی اہلکار ہے جسے 1999ء میں کارگل میں بے مثال جرأت پر فوجی اعزاز نشانِ حیدر دیا گیا۔؟

سوال نمبر9......پاکستان کے اہم اداروں کے نام بتائیں۔؟

سوال نمبر10......مسلح افواج تین حصوں پر تقسیم ہے ان کے نام بتائیں۔؟

سوال نمبر11......دفاعی لحاظ سے فوج کی تقسیم پر روشنی ڈالیں۔

سوال نمبر12......پاکستانی فوج کے کمیشنڈ آفیسرز کے عہدے اور نشانات ذکر کریں۔

سوال نمبر13......آرمی، ائرفورس اور نیوی کے سب سے بڑے عہدے کا نام بتائیں۔

سوال نمبر14......پاکستان کے فوجی اعزازات کون کون سے ہیں؟

سوال نمبر15......پولیس کے عہدوں کے نام بتائیں۔

سوال نمبر16......ڈی پی او اور ڈی سی او، کی وضاحت کریں۔

سوال نمبر17......صوبہ پنجاب کے کتنے اور کون کون سے ڈویژن ہیں۔؟

سوال نمبر18......قبائلی علاقوں میں سے چند ایک کے نام لکھیں۔

سوال نمبر19......ڈویژن کے اضلاع کون کون سے ہیں؟

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

چھٹا باب......

پاکستان

کے وسائل اور تنظیم سازی

معلوماتِ پاکستان

سرکاری نام...... اسلامی جمہوریہ پاکستان

لفظ پاکستان اصل میں دو الفاظ "پاک" اور "ستان" کا مرکب ہے یعنی "پاک لوگوں کی جگہ"۔

رقبہ ...... 796096 مربع کلومیٹر......(310401 مربع میل)

(اس رقبہ میں شمالی علاقہ جات اور آزاد ریاست جموں و کشمیر کا رقبہ شامل نہیں ہے)

محل وقوع...... 24^{o}N to 37^{o}N عرض بلد اور 61^{o}E to 75.5^{o}E طول بلد کے درمیان واقع ہے۔

سرحدیں...... پاکستان کی سرحدیں 6,774 کلومیٹر (4,209 میل) طویل ہیں۔

پاک چین سرحد...... 523 کلومیٹر (325 میل)

پاکستان کے شمال اور شمال مشرق (گلگت بلتستان) میں چین کا صوبہ سنکیانگ (Sinkiang) ہے۔

پاک بھارت سرحد...... مشرق میں پاکستان کی سرحد بھارتی صوبوں پنجاب اور راجستھان سے ملتی ہے جو ریڈ کلف لائن کہلاتی ہے۔ یہ 2,912 کلومیٹر (1,809 میل) طویل ہے۔

پاک افغان سرحد...... افغانستان کے ساتھ مغرب اور شمال میں سرحد ملتی ہے جو ڈیورنڈ لائن کہلاتی ہے۔ یہ سرحد 2,430 کلومیٹر (1,510 میل) طویل ہے۔

شمال مغرب میں افغانستان کی محض 20 میل چوڑی ایک پٹی جو واخان (wakhan) کہلاتی ہے پاکستان کو تاجکستان اور دیگر وسطی ایشیا کی ریاستوں (یہ مسلم ریاستیں 1991ء میں سوویت یونین ٹوٹنے سے آزاد ہوئی تھیں) کو جدا کرتی ہے۔

پاک ایران سرحد...... جنوب مغرب میں پاکستان کی سرحد (پاکستانی صوبہ بلوچستان اور ایرانی صوبہ بلوچستان) ایران سے ملتی ہے۔ یہ سرحد 909 کلومیٹر (565 میل) طویل ہے

پاک مقبوضہ کشمیر سرحد...... یہ سرحد لائن آف کنٹرول LOC کہلاتی ہے جو آزاد کشمیر کو بھارت کے زیر تسلط ریاست جموں و کشمیر کے علاقہ سے جدا کرتی ہے۔

ساحلی لمبائی...... 1,046 کلومیٹر (650 میل)

بحری حدود...... پاکستان بحیرۂ عرب کے ساتھ جو بحر ہند کا ایک حصہ ہے، جنوب میں ساحل رکھتا ہے۔ پاکستان کی بحری حدود 200 میل تک ہیں۔ 6 مئی 2009ء کو اقوام متحدہ نے پاکستان کی بین الاقوامی بحری حدود 200 میل کو 350 ناٹیکل میل تک بڑھانے کی منظوری دے دی۔

پہاڑی سلسلے...... ہمالیہ، قراقرم، کوہ ہندوکش۔

پہاڑی چوٹیاں اور ان کی بلندی......

کے ٹو (گڈون آسٹن)	=28,250فٹ
نانگا پربت	=26,660فٹ
گیشر بروم I	=26,470فٹ
براڈ پیک	=26,400فٹ
گیشر بروم II	=26,360فٹ
Disteghil sar	=25,858فٹ
میشر بروم	=25,660فٹ
راکاپوشی	=25,551فٹ
Kanjut sar	=25,461فٹ
ترچ میر	=25,230فٹ
Skyang kangri	=24,750فٹ
Sia kangri	=24,350فٹ
Haramosh Peak	=24,270فٹ
Istoro Nal	=24,240فٹ
Baltoro Kangri	=39,990فٹ
Nunkun	=23,410فٹ

صحرا......	**تھر** وادیٔ سندھ کے جنوب میں، بھارتی صوبہ راجپوتانہ میں کچھ حصہ ہے۔
	چولستان بہاولپور اور بہاولنگر میں واقع ہے۔ لال سہانرا کا معروف پارک یہاں واقع ہے۔
پہاڑی درّے	درّہ خیبر، درّہ بولان، درّہ لواری، درّہ شندور، درّہ بابوسر، درّہ خنجراب (درّہ خنجراب کو دنیا کی چھت بھی کہا جاتا ہے۔ یہ درّہ، پاکستان اور چین کو آپس میں ملاتا ہے۔)
برفانی تودے	سیاچن، بالتورو، چوگولنگما، ہسپر، ہتورا، پسو۔
جھیلیں	ھالیجی (کراچی کے نزدیک) **کینجھر** (ٹھٹھہ کے نزدیک) راول (پنڈی کے نزدیک) راہوند (وادیٔ سوات)، سیف الملوک، لالوسر (وادی کاغان) ہنہ (کوئٹہ) ہامون مشخیل، نوشکی (بلوچستان) فنڈر، ہینڈرپ، ست پارا (گلگت بلتستان)
آتش فشاں پہاڑ	کوہ تفتان (بلوچستان) Active یعنی فعال آتش فشاں پہاڑ ہے۔ سطح سمندر سے 13 ہزار فٹ بلند ہے۔
صوبہ جات	1......پنجاب۔ 2......سندھ۔ 3......خیبر پختونخواہ۔ 4......بلوچستان۔
وفاقی علاقہ جات	1......ریاست آزاد جموں وکشمیر۔ 2......فاٹا (FATA) قبائلی علاقے۔ 3......شمالی علاقہ جات (گلگت بلتستان) 4......اسلام آباد۔
ڈویژن	28
اضلاع	114
دارالحکومت	اسلام آباد (1998ء کی مردم شماری کے مطابق 799000 آبادی)
آبادی	17 کروڑ 72 لاکھ (2010ء)

آبادی میں صوبوں کا حصہ

(پنجاب 56%، سندھ 23%، خیبر پختونخواہ 13%، بلوچستان 7.5%،
فاٹا 2%، اسلام آباد 1%۔)

پاکستان کے قدرتی وسائل

پاکستان کے قدرتی وسائل کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مٹی

زمین کی سطح پر مختلف قسم کا باریک چٹانی مواد موجود ہے جو نباتات اور پودوں کی پرورش میں مدد دیتا ہے اسے مٹی کہتے ہیں۔اس کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

1......دریائے سندھ کے میدان کی مٹی

دریائے سندھ کا زرعی میدان دریائے سندھ اوراس کے معاون دریاؤں کی لائی ہوئی مٹی سے بنا ہے۔ہزاروں سال سے یہ دریا مٹی کی تہیں بچھا رہے ہیں ۔اس مٹی میں کیلشیم کاربونیٹ کی مقدار زیادہ اورنامیاتی مادے کم ہیں۔یہاں کی مٹی کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(i)......بانگڑ مٹی

یہ مٹی دریائے سندھ کے میدان کے کافی حصہ پر پھیلی ہوئی ہے جس میں پنجاب کا بیشتر علاقہ پشاور،مردان ،بنوں اور کچھی کا میدان شامل ہے جبکہ صوبہ سندھ کا بڑا علاقہ اس میں شامل ہے ۔کھادوں اورآبپاشی کے نظام کے تحت بعض علاقے بہت اچھی پیداوار دے رہے ہیں ۔یہ مٹی عام طور پر دریاؤں کی موجودہ گزرگاہوں سے دور پائی جاتی ہے۔

(ii)......کھادر مٹی

یہ مٹی زیادہ تر دریاؤں کی موجودہ گزرگاہوں کے قریب پائی جاتی ہے ۔اس مٹی کا کچھ حصہ ہرسال

سیلاب کے زیر اثر آ جاتا ہے جس سے مٹی کی نئی تہہ اس کے اوپر بچھ جاتی ہے۔اس مٹی میں نامیاتی اجزاء اور نمکیات کم ہیں۔

(iii)......ڈیلٹائی مٹی

یہ دریائے سندھ کے ڈیلٹا کی مٹی ہے۔اس میں جنوبی ساحلی علاقے شامل ہیں۔چکنی مٹی زیادہ ملتی ہے جو سیلابی حالت میں نشوونما پاتی ہے۔اس مٹی میں زیادہ تر چاول کی کاشت ہوتی ہے۔

2......پہاڑی مٹی

مٹی کی یہ قسم زیادہ تر پاکستان کے شمالی اور مغربی بلند پہاڑی علاقوں میں پائی جاتی ہے۔شمالی پہاڑی علاقے کی مٹی میں نامیاتی اجزاء زیادہ مقدار میں ہیں کیونکہ آب وہوا مرطوب قسم کی ہے۔مغربی پہاڑی علاقے کی مٹی میں کیلشیم کاربونیٹ کی مقدار زیادہ اور نامیاتی اجزاء کم مقدار میں ہیں کیونکہ اس علاقے کی آب وہوا قدرے خشک ہے۔سطح مرتفع پوٹھوار کے علاقے کی مٹی میں چونے کے اجزاء زیادہ ہیں۔زیادہ پانی سے اس مٹی کی زرخیزی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

3......ریتلی صحرائی مٹی

مٹی کی یہ قسم پاکستان میں صوبہ بلوچستان کے مغربی علاقوں ، چولستان اور تھر کے صحرائی علاقوں میں پائی جاتی ہے۔اس مٹی میں ریت کے ذرات زمین کی تہوں میں ملتے ہیں۔اس مٹی میں کیلشیم کاربونیٹ پایا جاتا ہے۔یہ مٹی ہوا کے عمل سے تہہ نشین ہوئی ہے۔صحرائی اور نیم صحرائی قسم کی آب وہوا مٹی پر اثر انداز ہوتی ہے جس سے معاشی سرگرمیاں بہت کم ہیں۔

جنگلات

پاکستان کی آب وہوا میں فرق کی وجہ سے یہاں درج ذیل مختلف اقسام کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔

1......پاکستان کے کچھ شمالی اور شمال مغربی علاقوں میں اوسطاً بارش دوسرے علاقوں کی نسبت زیادہ

ہوتی ہے۔ یہاں سدا بہار جنگلات پائے جاتے ہیں جن میں دیودار، کیل، پڑتل اور صنوبر کے درخت زیادہ اہم ہیں۔ ان درختوں سے اعلیٰ قسم کی عمارتی لکڑی حاصل ہوتی ہے۔ ان علاقوں میں شاہ بلوط، اخروٹ اور کاٹھ کے درخت بھی پیدا ہوتے ہیں۔ یہ علاقے مری، ایبٹ آباد، مانسہرہ، چترال، سوات اور دیر پر مشتمل ہیں۔

2...... پہاڑی دامنی علاقوں میں زیادہ تر پھلاہی، کاہو، جنڈ، بیر، توت اور سنبل کے درخت ملتے ہیں ان علاقوں میں پشاور، مردان، کوہاٹ، اٹک، راولپنڈی، جہلم اور گجرات کے اضلاع شامل ہیں۔

3...... صوبہ بلوچستان میں کوئٹہ اور قلات ڈویژن میں زیادہ تر خاردار جھاڑیوں کے علاوہ مازو، چلغوزہ، توت اور پاپلر کے درخت پائے جاتے ہیں۔

4...... میدانی علاقوں کی دریائی وادیوں میں کچھ جنگلات موجود ہیں۔ جن میں شیشم، پاپلر، شہتوت، سنبل، جامن، دھریک اور سفیدے وغیرہ کے درخت ملتے ہیں۔ ان علاقوں میں چھانگا مانگا، چیچہ وطنی، خانیوال، ٹوبہ ٹیک سنگھ، بورے والا، رکھ غلاماں تھل، شورکوٹ، بہاولپور، تونسہ، سکھر، کوٹری اور گدو شامل ہیں۔

معدنیات

پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار معدنی وسائل سے نوازا ہے۔ صنعتی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ان وسائل کی منصوبہ بندی کی جائے اور ترقی کے لئے بھرپور توجہ دی جائے۔ پاکستان میں معدنی وسائل کے وسیع ذخائر دستیاب ہیں لیکن کافی عرصہ سے ان ذخائر سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ جس کی بڑی وجہ تربیت یافتہ افراد کی کمی، مالی مجبوریاں اور جدید ٹیکنالوجی کی عدم دستیابی جیسی مشکلات ہیں۔

1975ء میں معدنی ترقیاتی کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے علاوہ صوبائی سطح پر بھی کارپوریشنیں قائم کی گئی ہیں۔ ملک میں معدنیات کی ترقی کے لئے پٹرولیم اور قدرتی وسائل کی وزارت ذمہ دار ہے۔ یہ وزارت پانچ ذیلی ادارے بھی چلا رہی ہے جو وفاقی سطح پر معدنیات کی تلاش اور ترقی کا کام کر رہے ہیں۔

1...... جیولوجیکل سروے آف پاکستان 2...... جمسٹون (قیمتی پتھر) کارپوریشن آف پاکستان

3...... تیل اور گیس کی ترقیاتی کارپوریشن 4...... پاکستان منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن

5......وسائل کی ترقیاتی کارپوریشن

پاکستان کی اہم معدنیات درج ذیل ہیں:

1......کوئلہ

پاکستان میں کوئلہ کا زیادہ تر استعمال تھرمل بجلی پیدا کرنے، گھروں اور اینٹیں پکانے میں ہوتا ہے۔اس وقت پاکستان میں مندرجہ ذیل مقامات سے کوئلہ نکالا جاتا ہے۔

☆......صوبہ پنجاب میں کوہستان نمک کے علاقے میں زیادہ تر کوئلہ ڈنڈوت، پڈھ اور مکڑ وال کی کانوں سے حاصل ہوتا ہے۔صوبہ سرحد میں صرف ہنگو میں کوئلہ کے ذخائر ہیں۔

☆......بلوچستان میں خوست، شارگ، ڈیگاری، شیریں آب، مچھ بولان اور ہرنائی میں کوئلہ کی کان کنی ہورہی ہے۔

☆......سندھ میں کوئلہ کی کانیں تھر، جھمپیر، سارنگ اور لاکھڑا میں واقع ہیں۔

2......معدنی تیل

معدنی تیل پاکستان میں توانائی کا ایک اہم وسیلہ ہے۔معدنی تیل کے کنویں، کھوڑ، ڈھلیاں، جویا میر، بالکسر، کرسال، تُت، کوٹ، سارنگ اور میال میں واقع ہیں۔مزید تیل کے کنویں آدھی، قاضیاں (ضلع راولپنڈی) ڈھوڈک (ڈیرہ غازی خان) خضخیلی (ضلع بدین) اور ٹنڈو اللہ یار (حیدرآباد) میں دریافت ہوئے ہیں۔یہ ذخائر ملکی تیل کی ضروریات میں اہم کردار ادا کررہے ہیں۔اس وقت معدنی تیل کی چار ریفائنر پاکستان میں کام کررہی ہیں جو اٹک ریفائنری، پاکستان ریفائنری، نیشنل ریفائنری اور پاک عرب ریفائنری کے نام سے مشہور ہیں۔

3......قدرتی گیس

قدرتی گیس توانائی حاصل کرنے کا ایک سستا اور صاف ستھرا ذریعہ ہے۔پاکستان میں قدرتی گیس

1952ء میں سوئی کے مقام (ضلع بگٹی، صوبہ بلوچستان) سے دریافت ہوئی۔ یہ ذخیرہ دنیا کے بڑے ذخائر میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ گیس نہ صرف گھریلو بلکہ صنعتی ضروریات کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ پاکستان میں اس وقت قدرتی گیس کے مزید ذخائر ڈھوڈک، پیرکوہ، ڈھلیاں اور میال (پنجاب) اُچ، زن (بلوچستان) خیرپور، مزرانی، ساری، ہنڈی، کندکوٹ اور سارنگ (صوبہ سندھ) میں واقع ہیں۔

اس وقت قدرتی گیس پائپ لائنز کے ذریعے ملک کے مختلف علاقوں تک پہنچائی گئی ہے اور پاکستان کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں قدرتی گیس کی سہولت موجود ہے۔

4.....خام لوہا (دھاتی)

پاکستان میں خام لوہے کی پیداوار 1957ء میں شروع ہوئی۔ کئی مقامات سے خام لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں جن میں کالا باغ (ضلع میانوالی) کے ذخائر بہت بڑے ذخائر ہیں لیکن کوالٹی اچھی نہیں ہے۔ ڈومل نسار (چترال) کے ذخائر میں اچھی قسم کا خام لوہا دریافت ہوا ہے لیکن ذرائع آمد ورفت میں مشکلات کے باعث معاشی لحاظ سے منافع بخش نہیں ہے۔ اس کے علاوہ لنگریال اور چلغازی (ضلع چاغی) میں بھی خام لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔

5.....تانبا

تانبے کا استعمال بجلی کی اشیاء خصوصاً تاریں بنانے کے لئے کیا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم میں اس سے صرف سکّے اور برتن وغیرہ بنائے جاتے تھے۔ تانبے کے ذخائر صوبہ بلوچستان اور صوبہ سرحد کے بہت سے مقامات پر دریافت ہوئے ہیں۔ بلوچستان میں ضلع چاغی اور سینڈک اور بعض دیگر مقامات پر دریافت ہونے والے ذخائر نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

6.....کرومائیٹ (غیر دھاتی)

پاکستان میں کرومائیٹ کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں۔ کرومیم دھات کرومائیٹ سے حاصل ہوتی

ہے جو ہائی سپیڈ مشینوں اور فوٹو گرافی سے متعلقہ آلات بنانے میں کام آتی ہے۔ کرومائیٹ کے ذخائر مسلم باغ چاغی اور خاران (بلوچستان) میں دریافت ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ کرومائیٹ کے ذخائر صوبہ سرحد میں مالاکنڈ اور مہمند ایجنسی میں بھی واقع ہیں۔ پہلے کرومائیٹ کی تمام پیداوار برآمد کر دی جاتی تھی لیکن اب کراچی سٹیل مل میں کچھ استعمال ہوتی ہے۔

7......چٹانی نمک

پاکستان میں خوردنی نمک کے وسیع ذخائر کوہستان نمک میں ملتے ہیں۔ یہاں کھیوڑہ (ضلع جہلم) کے مقامات پر نمک کے سب سے بڑے ذخائر ہیں۔ اس کے علاوہ واڑچھا (ضلع خوشاب) کالاباغ (ضلع میانوالی) اور بہادر خیل (ضلع کرک) میں نمک کے وسیع ذخائر موجود ہیں نیز ماڑی پور (کراچی) لسبیلہ اور مکران کے ساحل کے قریب سے بھی نمک حاصل ہوتا ہے جو کھانے کے علاوہ کیمیائی صنعت میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

8......چونے کا پتھر

پاکستان میں چونے کا پتھر زیادہ تر شمالی اور مغربی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کے ذخائر داؤد خیل، واہ، روہڑی، حیدر آباد، سبی اور خضدار میں پائے جاتے ہیں جسے زیادہ تر سیمنٹ کی صنعت میں استعمال کیا جاتا ہے۔

9......جپسم

جپسم پاکستان میں زیادہ تر کوہستان نمک اور مغربی پہاڑی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کی کانیں کھیوڑہ، ڈنڈوٹ، داؤد خیل، روہڑی اور کوہاٹ میں ہیں۔ جپسم سیمنٹ کی صنعت، پلاسٹر آف پیرس، سلفیورک ایسڈ اور امونیم سلفیٹ بنانے کے کام آتا ہے۔

10......سنگِ مرمر

پاکستان میں مختلف اقسام کا سنگ مرمر پایا جاتا ہے جو مختلف رنگوں میں ملتا ہے۔ اس کے پیداواری

علاقے ملاگوری (خیبر ایجنسی) مردان، سوات، نوشہرہ، ہزارہ، چاغی اور گلگت ہیں۔ کالا اور سفید سنگ مرمر بہت بڑی مقدار میں کالا چٹا کی پہاڑیوں (ضلع اٹک) سے ملا ہے۔ اس کے علاوہ آزاد کشمیر میں ضلع مظفر آباد اور میر پور میں بھی سنگ مرمر دریافت ہوا ہے۔

11......گندھک

گندھک صوبہ بلوچستان کے ضلع چاغی میں کوہ سلطان اور ضلع کچھی کے مقام سے حاصل ہوتی ہے۔

12......چینی اور آتشی مٹی

چینی مٹی کی پیداوار کے لئے منگورہ (ضلع سوات) اور نگر پارکر (صوبہ سندھ) بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ آتشی مٹی کے ذخائر کوہستان نمک اور کالا چٹا کی پہاڑیوں سے ملے ہیں۔ اس سے اینٹیں بنائی جاتی ہیں جو فولاد پگھلانے والی بھٹیوں میں استعمال ہوتی ہیں۔

پاکستان کی اہم فصلیں

پاکستان میں زرعی پیداوار سال میں دو مرتبہ حاصل کی جاتی ہے جسے فصلوں کے موسم کہتے ہیں۔

1......فصلِ ربیع 2......فصلِ خریف

فصلِ ربیع کا موسم ستمبر سے اپریل تک رہتا ہے۔ جس میں زیادہ تر گندم اور تیل دار اجناس کی کاشت کی جاتی ہے جبکہ خریف کا موسم اپریل سے اکتوبر تک رہتا ہے، جس کی اہم فصلیں چاول، مکئی، کپاس، گنا، جوار اور باجرہ وغیرہ ہیں۔

اس کے علاوہ ہمارے ملک میں مختلف اقسام کی دالیں بھی پیدا کی جاتی ہیں۔ مثلاً مسور، مونگ، ماش کی دالیں، آلو پیاز اور مرچیں وغیرہ بھی پیدا ہوتی ہیں علاوہ ازیں پاکستان میں بہت سی قسموں کے پھل پیدا کئے جاتے ہیں۔ پھلوں میں ہمارا ملک بہت مشہور ہے۔ اہم پھل آم، سنگترہ، مالٹا، امرود، انگور، سیب، آلو بخارا، خوبانی کھجور اور آڑو وغیرہ ہیں۔

بنیادی جمہوریتیں

بنیادی جمہوریتوں کا پانچ منزلہ نظام حسب ذیل ترتیب سے سامنے آتا ہے:

1......یونین کونسل یا یونین کمیٹی یا ٹاؤن کمیٹی۔

2......تحصیل کونسل یا تھانہ کونسل

3......ڈسٹرکٹ کونسل

4......ڈویژنل کونسل

5......مشاورتی کونسل برائے صوبائی ترقی

اب ہر ایک کی تشکیل و فرائض ملاحظہ ہوں:

یونین کونسل یا ٹاؤن کمیٹی

تشکیل......یونین کونسل بنیادی جمہوریتوں کا سب سے ابتدائی ادارہ تھا۔اسے شہر میں یونین کمیٹی اور قصبات میں ٹاؤن کمیٹی کہتے تھے۔اس میں ایک ہزار افراد براہِ راست بالغ رائے دہی کی بنیاد پر اپنا ایک نمائندہ چن سکتے تھے۔ووٹر کی عمر 21 سال سے کم نہ ہونی چاہیے تھی پہلے غیر سرکاری نامزدگی میں منتخب ارکان اپنا چیئرمین خود منتخب کرتے تھے۔یونین کونسل یا ٹاؤن کمیٹی کا چیئرمین تحصیل کونسل یا میونسپل کمیٹی کا بلحاظ عہدہ ممبر متصور ہوتا تھا۔

اختیارات و فرائض......ادارہ کے اختیارات و فرائض میں درج ذیل امور شامل تھے:

اپنے علاقے میں روشنی اور صحت و صفائی کا انتظام کرنا۔مسافر خانوں وغیرہ کی تعمیر کرنا۔آب رسانی۔ سرکاری عمارات کی حفاظت۔پیدائش و اموات کا ریکارڈ رکھنا۔تعلیمی سہولتیں مہیا کرنا۔سیلاب زدگان اور دوسرے مصیبت کے ماروں اور بے سہارا لوگوں کی امداد، میلوں اور نمائشوں کا انتظام کرنا،ثقافت کو فروغ دینا۔

تحصیل کونسل یا تھانہ کونسل

مغربی پاکستان کی تحصیل میں تحصیل کونسل اور مشرقی پاکستان کے تھانہ میں تھانہ کونسل ہوتی تھی۔ اس کا چیئر مین سب ڈویژن آفیسر ہوتا تھا۔ غیر سرکاری نمائندے بھی نامزد کئے جاسکتے تھے جو عموماً منتخب ارکان کی تعداد کے نصف تک ہوسکتے ہیں۔ بلحاظ عہدہ کونسل کا چیئر مین تحصیل یا تھانہ کا رُکن متصور ہوتا۔

اختیارات وفرائض ......اس ادارہ کا کام شہروں کی یونین کمیٹیوں اور قصبوں کی ٹاؤن کمیٹیوں کے کام کی دیکھ بھال کرنا اوران کے درمیان گہرے تعاون کونشوونما دیتا تھا۔

ڈسٹرکٹ کونسل

قرار پایا تھا کہ: اس ادارہ میں سرکاری ارکان ہوں گے جنہیں حکومت نامزد کرے گی۔ غیر سرکاری ارکان بھی شامل ہوں گے۔ نامزد غیر سرکاری ارکان کی آدھی تعداد یونین کمیٹیوں، یونین کونسلوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کے چیئرمینوں پر مشتمل ہوگی۔ اس کونسل کا سربراہ ڈپٹی کمشنر ہوتا تھا۔

اختیارات وفرائض ......اس ادارہ کے اختیارات وفرائض یہ ہیں کہ سڑکوں اور تالابوں کی تعمیر، پرائمری سکولز کا قیام، لائبریریوں کا قیام صحت وصفائی کا انتظام، ہسپتالوں کا قیام، امراض کی روک تھام، آب رسانی، امداد باہمی کوفروغ دینا۔ مفادِعامہ کے کام وغیرہ۔

ڈویژنل کونسل

اس ادارہ کا سربراہ ڈویژنل کمیشن ہوتا تھا۔ جس کے تحت ضلع کی تمام یونین کونسلوں، یونین کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کے انتخاب کردہ چیئر مین ہوں گے۔ اس ادارہ میں سرکاری اور غیر سرکاری ارکان بھی نامزد کئے جاتے تھے۔ نامزد ارکان کی تعداد سرکاری ارکان کے مساوی ہوتی تھی۔

اختیارات وفرائض ......اس کونسل کے یہ اختیارات وفرائض تھے کہ ڈویژن کے مختلف محکموں کی جانچ پڑتال، مقامی کونسلوں، میونسپل کمیٹیوں اور کنٹونمنٹ بورڈ کے روابط بڑھانا، صوبہ میں اصلاحی سرگرمیوں کے لئے سفارشات پیش کرنا۔

خوبیاں

بنیادی جمہوریتوں کے نظام میں درج ذیل خوبیاں تھیں:

1......لوگوں میں اپنے نمائندے منتخب کرنے کا شعور پیدا ہوا۔

2......گلی محلہ میں پختہ نالیاں تعمیر ہوئیں۔

3......آب رسانی کا کام بہتر ہوا۔

4......صدر یا اسمبلی کے رکن منتخب کر کے لوگوں نے سیاسی شعور حاصل کیا۔

5......باہمی جھگڑے، گھریلو تنازعے اور صحت و صفائی کے نقائص کا سدباب کیا گیا۔

6......معاشرتی، معاشی اور سیاسی مشکلات کو حل کرنے میں مدد ملی۔

نقائص

اس نظام میں یہ نقائص درج ذیل نقائص تھے:

1......سرکاری مداخلت۔

2......نامزدگیوں کا طریقہ

3......اختیارات کا کم ہونا۔

انسدادی مہم، اصلاحی اقدامات اور ایبڈو کی پابندی

انقلابی حکومت نے ذخیرہ اندوزوں، سمگلروں اور دیگر ملک و ملت کے دشمن لوگوں کے خلاف انسدادی مہم بھی چلائی۔ کراچی کے مشہور سمگلر قاسم بھٹی اور اس کا سونا آج بھی زبانِ زد عام ہیں۔ رشوت خور افسروں کے خلاف مہم شروع ہوئی۔ دفاتر اور انتظامی محکموں میں کئی اصلاحی تبدیلیاں کی گئیں۔ سیاسی پارٹیوں پر ایبڈو کی پابندی لگا دی گئی اور وہ سیاست میں حصہ لینے سے روک دی گئیں۔

پارلیمنٹ (Parliament)

دستور پاکستان 1973ء کے مطابق پاکستان "پارلیمنٹ" (مجلس شوریٰ) دو ایوانوں پر مشتمل ہے:

1......ایوانِ زیریں (قومی اسمبلی) 2......ایوانِ بالا (سینٹ)

قومی اسمبلی (National Assembly)

1973ء کے دستورِ پاکستان کی دفعہ 51 کے مطابق، قومی اسمبلی دو سو سات مسلم ارکان پر مشتمل ہو گی جو بلاواسطہ اور آزادانہ ووٹ کے ذریعے قانون کے مطابق منتخب کئے جائیں گے۔

قومی اسمبلی کے امیدواروں کو ووٹ دینے والوں کے لئے پاکستان کا شہری ہونا ضروری ہے۔ ووٹروں کی عمر کم از کم اکیس سال مقرر ہے۔ ان کا نام انتخابی فہرست میں درج ہونا ضروری ہے۔ فاتر العقل اشخاص ووٹ دینے کے اہل نہیں ہیں۔

مسلم ارکان کے علاوہ مندرجہ ذیل دس اضافی نشستیں بھی قومی اسمبلی کے لئے مختص کی گئی ہیں:

عیسائی	......	4
ہندو اور جدولی ذاتوں سے متعلق اشخاص	......	4
سکھ، بدھ، پارسی اور دیگر غیر مسلم فرقے	......	1
قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص	......	1

دستور ہذا کی دفعہ 51(3) میں کہا گیا ہے کہ: قومی اسمبلی میں نشستیں سرکاری طور پر شائع شدہ گزشتہ آخری مردم شماری کے مطابق آبادی کی بنیاد پر ہر صوبے، وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات اور وفاقی دارالحکومت کے لئے متعین کی جائیں گی۔

قومی اسمبلی کی علاقہ وار نشستوں کی تعداد حسب ذیل ہے:

پنجاب	......	115
بلوچستان	......	11
سندھ	......	46
خیبر پختونخواہ	......	26
اسلام آباد	......	1
قبائلی علاقے	......	8
اقلیتی نشستیں	......	10

عام نشستوں کی تعداد 207 ہے جن میں غیر مسلموں کی 10 نشستیں ملا کر کل 217 نشستیں بنتی ہیں۔

نوٹ...... یہ تعداد گھٹتی بڑھتی ہے اس وقت یہ تعداد زیادہ ہے 2008ء کے انتخابات میں یہ تعداد 342 تھی۔

امیدواروں کی اہلیت

قومی اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لینے والے امیدوار کا مندرجہ ذیل شرائط پر اُترنا ضروری ہے:

1...... امیدوار کی عمر پچیس سال سے کم نہ ہو۔

2...... اس کا نام بطور ووٹر فہرست رائے دہندگان میں درج ہو۔

3...... وہ سرکاری ملازم نہ ہو، یا کسی سرکاری یا نیم سرکاری محکمے میں منافع بخش عہدے پر فائز نہ ہو۔

4...... سابقہ ملازم ہونے کی صورت میں اسے فارغ ہوئے دو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہو اور کسی بدعنوانی کی وجہ سے وہاں سے نکالا نہ گیا ہو۔

5...... وہ دیوالیہ نہ ہو۔

6...... وہ پارلیمنٹ کے کسی قانون کے تحت نااہل قرار نہ پایا ہو۔

7...... کسی اخلاقی جرم کی پاداش میں دو سال یا زیادہ عرصہ کا سزا یافتہ نہ ہو۔

8...... وہ کسی اخلاقی پستی پر مبنی جرم یا جھوٹی گواہی کے الزام میں سزا یافتہ نہ ہو۔

9...... وہ اسلامی تعلیمات سے بخوبی آگاہ ہو اور سمجھ دار، پارسا، امین اور دیانت دار اور اسلام سے منحرف شخص کے

طور پر مشہور نہ ہو۔

قومی اسمبلی کا انتخاب

قومی اسمبلی کے اراکین عوام کے منتخب شدہ نمائندے ہوتے ہیں۔دستور ہذا کی دفعہ 51(4) میں کہا گیا ہے کہ قومی اسمبلی کی محولہ نشستیں پُر کرنے کے لئے جداگانہ انتخاب کی بنیاد پر براہ راست اور آزادانہ ووٹ کے ذریعے امیدواروں کا انتخاب کیا جائے گا۔

قومی اسمبلی کی میعاد

دستور1973ء کے مطابق قومی اسمبلی تاوقتیکہ قبل از وقت توڑ نہ دی جائے اپنے پہلے اجلاس کے دن سے پانچ سال کی میعاد تک برقرار رہے گی اور اپنی میعاد کے اختتام پر ٹوٹ جائے گی۔

قومی اسمبلی کا سپیکر و ڈپٹی سپیکر

دستور پاکستان1973ء کی دفعہ 53 کے مطابق، کسی عام انتخاب کے بعد قومی اسمبلی اپنے پہلے اجلاس میں اپنے ارکان میں سے ایک سپیکر اور ایک ڈپٹی سپیکر کا انتخاب کرے گی اور جتنی بار بھی سپیکر یا ڈپٹی سپیکر کا عہدہ خالی ہو، اسمبلی کسی اور رکن کو سپیکر یا ڈپٹی سپیکر منتخب کرے گی۔

سینٹ (Senate)

ایوانِ بالا کا نام ''سینٹ'' (Senate) ہے۔دستورِ پاکستان1973ء میں سینٹ کے ارکان کی تعداد63 مقرر کی گئی تھی۔1985ء میں دستور میں ترمیم کر کے یہ تعداد87 کر دی گئی۔

نشستوں کی تقسیم حسبِ ذیل ہے:

1......ہر ایک صوبہ سے چودہ ارکان، جنہیں صوبائی اسمبلی کے ارکان منتخب کریں گے۔

2......آٹھ ارکان کا انتخاب قومی اسمبلی میں وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں سے منتخب ارکان کریں گے۔

3......تین ارکان وفاقی دارالحکومت سے منتخب ہوں گے۔جنہیں صدر اپنے فرمان کے ذریعے منتخب کرے گا۔

4......ہر صوبہ کی صوبائی اسمبلی کے ارکان پانچ ارکان کا انتخاب کریں گے، جو علماء یا ماہرین فن اور دیگر پیشہ وارانہ شعبوں کی نمائندگی کریں گے۔

سینٹ ایک مستقل ادارہ ہے، جسے صوبائی اسمبلیوں کی طرح ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے اراکین مندرجہ ذیل طریقے سے سبکدوش ہوتے رہتے ہیں اور ان کی جگہ نئے اراکین منتخب ہوتے رہتے ہیں۔

1......صوبوں کی نمائندگی کرنے والے 64 ارکان میں سے ہر صوبہ سے سات ارکان پہلے تین سال کے اختتام پر سبکدوش ہو جائیں گے اور اگلے تین سال کے بعد دوسرے سات ارکان سبکدوش ہوں گے۔

2......قبائلی علاقوں سے منتخب آٹھ ارکان میں سے چار پہلے تین سال کے بعد سبکدوش ہو جائیں گے جبکہ باقی چار اگلے تین سال کے بعد سبکدوش ہوں گے۔

3......وفاقی دارالحکومت سے منتخب تین اراکین میں سے ایک رکن پہلے تین سال کے بعد سبکدوش ہوگا جبکہ باقی دوسرے تین سال کے اختتام پر سبکدوش ہوں گے۔

4......علماء اور ماہرین فن کی نشستوں پر منتخب ہونے والے ارکان میں سے ہر صوبہ سے دو ارکان پہلے تین سال کے بعد سبکدوش ہوں گے جبکہ باقی تین اگلے تین سال مکمل ہونے پر سبکدوش ہوں گے۔

چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین

دستورِ پاکستان 1973ء کی دفعہ 60 کے مطابق، سینٹ کی باقاعدہ طور پر تشکیل ہو جانے کے بعد یہ اپنے پہلے اجلاس میں اور باستثنائے دیگر کارروائی اپنے ارکان میں سے ایک چیئرمین اور ایک ڈپٹی چیئرمین کا انتخاب کرے گی اور جتنی بار بھی چیئرمین یا ڈپٹی چیئرمین کا عہدہ خالی ہو سینٹ ایک اور رکن کو چیئرمین یا ڈپٹی چیئرمین (جیسی کہ صورت ہو) منتخب کرے گی۔

چیئرمین یا ڈپٹی چیئرمین کے عہدہ کی میعاد اس دن سے تین سال ہوگی جس دن سے اس نے اپنا عہدہ سنبھالا ہو۔

سینٹ اور ڈپٹی چیئرمین کا انتخاب خفیہ رائے شماری کے ذریعے عمل میں لایا جاتا ہے۔ سینٹ کے چیئرمین کو وہی اختیارات حاصل ہیں جو قومی اسمبلی کے سپیکر کو حاصل ہوتے ہیں۔ سینٹ سال میں کم از کم نوے دن کام کرنے کی پابند ہے۔

پاکستان کے حکمران

(1947ء سے تا حال)

گورنر جنرل

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ ابتداء	تا	تاریخ انتہاء
1	قائد اعظم محمد علی جناح	15 راگست 1947ء	//	11 ستمبر 1948ء
2	خواجہ ناظم الدین	14 ستمبر 1948ء	//	17 اکتوبر 1951ء
3	ملک غلام محمد	17 اکتوبر 1951ء	//	06 اکتوبر 1955ء
4	میجر جنرل سکندر علی مرزا	06 اکتوبر 1955ء	//	23 مارچ 1956ء

نوٹ: 23 مارچ 1956ء کے آئین کے نفاذ پر پاکستان کو جمہوریہ قرار دیا گیا، اس لئے گورنر جنرل کے بجائے صدر کو سربراہ مملکت بنایا گیا۔

صدور

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ ابتداء	تا	تاریخ انتہاء
1	میجر جنرل سکندر علی مرزا	23 مارچ 1956ء	//	27 راکتوبر 1958ء
2	فیلڈ مارشل محمد ایوب خان	27 اکتوبر 1958ء	//	25 مارچ 1969ء
3	جنرل آغا محمد یحییٰ خان	25 مارچ 1969ء	//	20 دسمبر 1971ء
4	ذوالفقار علی بھٹو	20 دسمبر 1971ء	//	13 اگست 1973ء
5	فضل الٰہی چودھری	13 اگست 1973ء	//	16 ستمبر 1978ء
6	جنرل محمد ضیاء الحق	16 ستمبر 1978ء	//	17 اگست 1988ء
7	غلام اسحاق خان	17 اگست 1988ء	//	18 جولائی 1993ء
8	وسیم سجاد (قائم مقام)	18 جولائی 1993ء	//	14 نومبر 1993ء

9	سردار فاروق احمد لغاری	14 نومبر 1993ء	//	2 دسمبر 1997ء
10	وسیم سجاد (قائم مقام)	2 دسمبر 1997ء	//	یکم جنوری 1998ء
11	جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ	یکم جنوری 1998ء	//	20 جون 2001ء
12	جنرل پرویز مشرف	20 جون 2001ء	//	18 اگست 2008ء
13	میاں محمد سومرو (قائم مقام)	18 اگست 2008ء	//	9 ستمبر 2008ء
14	آصف علی زرداری	9 ستمبر 2008ء	//	8 ستمبر 2013ء
15	ممنون حسین	9 ستمبر 2013ء	//	تا حال

16 نومبر 2002ء کو 1973ء کے آئین کی بحالی کے بعد جنرل مشرف نے آئین کے تحت دوبارہ حلف اٹھایا۔ 6 اکتوبر 2007ء کو دوسری پانچ سالہ مدت کے لئے منتخب ہوئے مگر سویلین صدر کی حیثیت سے 29 نومبر 2007ء کو حلف اٹھایا۔

نائب صدور

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ ابتداء	تا	تاریخ انتہاء
1	نور الامین	21 دسمبر 1971ء	//	14 اگست 1973ء

وزرائے اعظم

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ ابتداء	تا	تاریخ انتہاء
1	خان لیاقت علی خان	15 اگست 1947ء	//	16 اکتوبر 1951ء
2	خواجہ ناظم الدین	19 اکتوبر 1951ء	//	17 اپریل 1953ء
3	محمد علی بوگرہ	17 اپریل 1953ء	//	11 اگست 1955ء
4	چوہدری محمد علی	11 اگست 1955ء	//	12 ستمبر 1956ء
5	حسین شہید سہروردی	12 ستمبر 1956ء	//	18 اکتوبر 1957ء

6	ابراہیم اسماعیل چندریگر	18 اکتوبر 1957ء	″	16 دسمبر 1957ء
7	ملک فیروز خان نون	16 دسمبر 1957ء	تا	7 اکتوبر 1958ء
8	جنرل محمد ایوب خان	26 اکتوبر 1958ء	″	27 اکتوبر 1958ء
9	نورالامین (نامزد)	7 دسمبر 1971ء	″	20 دسمبر 1971ء
10	ذوالفقار علی بھٹو	14 اگست 1973ء	″	5 جولائی 1977ء
11	محمد خان جونیجو	23 مارچ 1985ء	″	29 مئی 1988ء
12	بے نظیر بھٹو	2 دسمبر 1988ء	″	6 اگست 1990ء
13	غلام مصطفیٰ جتوئی (نگران)	6 اگست 1990ء	″	6 نومبر 1990ء
14	میاں محمد نواز شریف	6 نومبر 1990ء اور 26 مئی	″ سے	18 اپریل 1993ء 18 جولائی 1993ء تک
15	بلخ شیر مزاری (نگران)	18 اپریل 1993ء	″	26 مئی 1993ء
16	معین احمد قریشی (نگران)	18 جولائی 1993ء	″	19 اکتوبر 1993ء
17	بے نظیر بھٹو	19 اکتوبر 1993ء	″	5 نومبر 1996ء
18	معراج خالد (نگران)	5 نومبر 1996ء	″	17 فروری 1997ء
19	میاں محمد نواز شریف	17 فروری 1997ء	″	12 اکتوبر 1999ء
20	میر ظفر اللہ خان جمالی	23 نومبر 2002ء	″	25 جون 2004ء
21	چوہدری شجاعت حسین (نگران)	26 جون 2004ء	″	28 اگست 2004ء
22	شوکت عزیز	29 اگست 2004ء	″	15 نومبر 2007ء
23	محمد میاں سومرو (نگران)	16 نومبر 2007ء	″	24 مارچ 2008ء
24	سید یوسف رضا گیلانی	25 مارچ 2008ء	″	26 اپریل 2012ء
25	راجہ پرویز اشرف	22 جون 2012ء	″	25 مارچ 2013ء
26	میر ہزار خان کھوسو (نگران)	25 مارچ 2013ء	″	5 جون 2013ء
27	ڈاکٹر نواز شریف	5 جون 2013ء	تا	حال

نوٹ......(1)......لیاقت علی خان کو اب تک تمام وزرائے اعظم میں سب سے زیادہ عرصہ (4 سال 2 ماہ) وزارتِ عظمٰی کے منصب پر فائز رہنے کا اعزاز حاصل ہے۔ وہ بطور وزیر اعظم قتل ہونے والے واحد پاکستانی حکمران ہیں۔

(2)......چندریگر کو سب سے کم عرصہ (ایک ماہ 28 دن) وزیر اعظم رہنے کا اعزاز حاصل ہے (جنرل ایوب خان صرف ایک دن کے لئے وزیر اعظم رہے۔)

(3)......بھٹو واحد پاکستانی حکمران ہیں جنہیں پھانسی کی سزا دی گئی۔

(4)......شوکت عزیز پہلی بار آئینی مدت پوری کرنے والی قومی اسمبلی کے وزیر اعظم رہے۔ اُن کا دورِ اقتدار تقریباً سوا تین برس رہا۔

(5)......محمد میاں سومرو چیئرمین سینٹ کے عہدے سے وقتی رخصت لے کر نگران وزیر اعظم بنے۔ اُن کی غیر موجودگی میں جان محمد جمالی چیئرمین سینٹ بنے۔ سومرو نگران وزرائے اعظم میں سب سے طویل عرصہ (سوا چار ماہ) نگران وزیر اعظم رہے۔

(6)......یوسف رضا گیلانی پاکستان پیپلز پارٹی کے تیسرے (ذوالفقار علی بھٹو اور بینظیر بھٹو کے بعد) وزیر اعظم بنے۔

مسلح افواج کے سربراہان

چیئرمین جائنٹ چیفس آف سٹاف

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ ابتداء	تا	تاریخ انتہاء
1	جنرل محمد شریف	یکم مارچ 1976ء	//	1978ء
2	ایڈمرل محمد شریف	1978ء	//	13 اپریل 1980ء
3	جنرل اقبال خان	13 اپریل 1980ء	//	22 مارچ 1984ء
4	جنرل رحیم الدین خان	22 مارچ 1984ء	//	29 مارچ 1987ء
5	جنرل اختر عبدالرحمان خان	29 مارچ 1987ء	//	17 اگست 1988ء

6	ایڈمرل افتخار احمد سروہی	10 نومبر 1988ء	〃	17 اگست 1991ء
7	جنرل شمیم عالم خان	17 اگست 1991ء	〃	9 نومبر 1994ء
8	ائیر چیف مارشل فاروق فیروز خان	10 نومبر 1994ء	〃	9 نومبر 1997ء
9	جنرل جہانگیر کرامت	9 نومبر 1997ء	〃	7 اکتوبر 1998ء
10	جنرل پرویز مشرف	7 اکتوبر 1998ء	〃	7 اکتوبر 2001ء
11	جنرل محمد عزیز خان	7 اکتوبر 2001ء	〃	6 اکتوبر 2004ء
12	جنرل احسان الحق	7 اکتوبر 2004ء	〃	7 اکتوبر 2007ء
13	جنرل طارق مجید	8 اکتوبر 2007ء	〃	7 اکتوبر 2010ء
14	جنرل خالد شمیم وائیں	8 اکتوبر 2010ء	〃	حال

بری فوج (کمانڈر انچیف)

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ ابتداء	تا	تاریخ انتہاء
1	جنرل سر فرینک میسروی	15 اگست 1947ء	〃	10 فروری 1948ء
2	جنرل سر ڈگلس ڈیوڈ گرینسی	11 فروری 1948ء	〃	16 جنوری 1951ء
3	جنرل محمد ایوب خان	17 جنوری 1951ء	〃	28 اکتوبر 1958ء
4	جنرل محمد موسیٰ خان	28 اکتوبر 1958ء	〃	17 ستمبر 1966ء
5	جنرل آغا محمد یحییٰ خان	17 ستمبر 1966ء	〃	20 دسمبر 1971ء
6	لیفٹیننٹ جنرل گل حسن خان	20 دسمبر 1971ء	〃	3 مارچ 1972ء

چیف آف سٹاف (کمانڈر انچیف)

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ ابتداء	تا	تاریخ انتہاء
7	جنرل ٹکا خان	3 مارچ 1972ء	〃	یکم مارچ 1976ء
8	جنرل محمد ضیاء الحق	یکم مارچ 1976ء	〃	17 اگست 1988ء

9	جنرل مرزا اسلم بیگ	17 اگست 1988ء	//	16 اگست 1991ء
10	جنرل آصف نواز جنجوعہ	16 اگست 1991ء	//	8 جنوری 1993ء
11	جنرل عبدالوحید کاکڑ	12 جنوری 1993ء	//	12 جنوری 1996ء
12	جنرل جہانگیر کرامت	12 جنوری 1996ء	//	7 اکتوبر 1998ء
13	جنرل پرویز مشرف	7 اکتوبر 1998ء	//	28 نومبر 2007ء
14	جنرل اشفاق پرویز کیانی	28 نومبر 2007ء	//	29 نومبر 2013ء
15	جنرل راحیل شریف	28 نومبر 2013	تا	حال

مشرف نے 46 سال فوج میں گزارے اور 9 سال چیف آف آرمی سٹاف کے عہدے پر تعینات رہے۔ 22 جولائی 2010ء کو وزیراعظم یوسف گیلانی نے ان کی مدت ملازمت میں 3 سال کی توسیع کردی۔

پاک بحریہ (کمانڈر انچیف)

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ ابتداء	تا	تاریخ انتہاء
1	وائس ایڈمرل گفرڈ جیمز ولفریڈ	14 اگست 1947ء	//	31 جنوری 1953ء
2	وائس ایڈمرل حاجی محمد صدیق چودھری	31 جنوری 1953ء	//	یکم مارچ 1959ء
3	وائس ایڈمرل افضل الرحمٰن خان	یکم مارچ 1959ء	//	20 اکتوبر 1966ء
4	وائس ایڈمرل سید محمد احسن	20 اکتوبر 1966ء	//	31 اگست 1969ء
5	وائس ایڈمرل مظفر حسن	یکم ستمبر 1969ء	//	22 دسمبر 1971ء
6	وائس ایڈمرل حسن حفیظ احمد	3 مارچ 1972ء	//	9 مارچ 1975ء

چیف آف نیول سٹاف

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ ابتداء	تا	تاریخ انتہاء
1	ایڈمرل محمد شریف	23 مارچ 1975ء	//	21 مارچ 1979ء
2	ایڈمرل کرامت رحمٰن نیازی	22 مارچ 1979ء	//	23 مارچ 1983ء

3	ایڈمرل طارق کمال خان	23 مارچ 1983ء	〃	9 اپریل 1986ء
4	ایڈمرل افتخار احمد سروہی	9 اپریل 1986ء	〃	9 نومبر 1988ء
5	ایڈمرل یستور الحق ملک	10 نومبر 1988ء	〃	8 نومبر 1991ء
6	ایڈمرل سعید ایم خان	9 نومبر 1991ء	〃	9 نومبر 1994ء
7	ایڈمرل منصور الحق	10 نومبر 1994ء	تا	یکم مئی 1997ء
8	فصیل بخاری	2 مئی 1997ء	〃	2 اکتوبر 1999ء
9	عبدالعزیز مرزا	2 اکتوبر 1999ء	〃	3 اکتوبر 2002ء
10	ایڈمرل شاہد کریم اللہ	3 اکتوبر 2002ء	〃	6 اکتوبر 2005ء
11	ایڈمرل ایم افضل طاہر	7 اکتوبر 2005ء	〃	6 اکتوبر 2008ء
12	ایڈمرل نعمان بشیر	7 اکتوبر 2008ء	〃	7 اکتوبر 2011ء
13	آصف سندھیلہ	7 اکتوبر 2011ء	〃	تا حال

پاک فضائیہ (کمانڈر انچیف)

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ ابتداء	تا	تاریخ انتہاء
1	ایئر وائس مارشل ایلن پیری کین	15 اگست 1947ء	〃	17 فروری 1949ء
2	ائر وائس مارشل آر ایل آر آچری	18 فروری 1949ء	〃	6 مئی 1951ء
3	ائر وائس مارشل ایل ڈبلیو کینن	7 مئی 1951ء	〃	19 جون 1955ء
4	ائر وائس مارشل اے ڈبلیو بی میکڈانلڈ	20 جون 1955ء	〃	22 جولائی 1957ء
5	ائر مارشل اصغر خان	23 جولائی 1957ء	〃	22 جولائی 1965ء
6	ائر مارشل محمد نور خان	23 جولائی 1965ء	〃	31 اگست 1969ء
7	ائر مارشل اے رحیم خان	یکم ستمبر 1969ء	〃	2 مارچ 1972ء

چیف آف ائر سٹاف

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ ابتداء	تا	تاریخ انتہاء
1	ائر مارشل ظفر احمد چودھری	3مارچ1972ء	〃	15اپریل1974ء
2	ائر چیف مارشل ذوالفقار علی خان	16اپریل1974ء	〃	22جولائی1978ء
3	ائر چیف مارشل ایم انور شمیم	23جولائی1978ء	〃	5مارچ1985ء
4	ائر چیف مارشل جمال احمد خان	6مارچ1985ء	〃	8مارچ1988ء
5	ائر چیف مارشل حکیم اللہ خان	9مارچ1988ء	〃	9مارچ1991ء
6	ائر چیف مارشل فاروق فیروز خان	9مارچ1991ء	〃	8نومبر1994ء
7	ائر چیف مارشل عباس خٹک	8نومبر1994ء	〃	7نومبر1997ء
8	ائر چیف مارشل پرویز مہدی قریشی	7نومبر1997ء	〃	20نومبر2000ء
9	ائر چیف مارشل مصحف علی میر	20نومبر2000ء	〃	20فروری2003ء
10	ائر چیف مارشل کلیم سعادت	18مارچ2003ء	〃	18مارچ2006ء
11	ائر چیف مارشل تنویر محمود احمد	18مارچ2006ء	〃	18مارچ2009ء
12	راؤ قمر سلیمان	18مارچ2009ء	〃	حال

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ ابتداء	تا	تاریخ انتہاء
1	فیلڈ مارشل محمد ایوب خان	7اکتوبر1958ء	〃	8جون1962ء
2	جنرل محمد یحییٰ خان	25مارچ1969ء	〃	20دسمبر1971ء
3	ذوالفقار علی بھٹو	20دسمبر1971ء	〃	21اپریل1972ء
4	جنرل محمد ضیاء الحق	5جولائی1977ء	〃	30دسمبر1985ء

چیف ایگزیکٹو

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ ابتداء	تا	تاریخ انتہاء
5	جنرل پرویز مشرف	14 اکتوبر 1999ء	//	19 جون 2001ء

جنرل پرویز مشرف نے 12 اکتوبر 1999ء کو وزیراعظم محمد نواز شریف کی حکومت ختم کر کے اقتدار پر قبضہ کیا تھا۔

سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحبان (1949ء تا حال)

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ ابتداء	تا	تاریخ انتہاء
1	مسٹر جسٹس میاں عبدالرشید	7 جون 1949ء	//	29 جون 1954ء
2	مسٹر جسٹس محمد منیر	29 جون 1954ء	//	2 مئی 1960ء
3	مسٹر جسٹس محمد شہاب الدین	3 مئی 1960ء	//	12 مئی 1960ء
4	مسٹر جسٹس اے آر کارنیلئس	13 مئی 1960ء	//	29 فروری 1968ء
5	مسٹر جسٹس ایس اے رحمان	یکم مارچ 1968ء	//	3 جون 1968ء
6	مسٹر جسٹس فضل اکبر	4 جون 1968ء	//	17 نومبر 1968ء
7	مسٹر جسٹس حمودالرحمان	18 نومبر 1968ء	//	31 اکتوبر 1975ء
8	مسٹر جسٹس محمد یعقوب علی خان	یکم نومبر 1975ء	//	22 ستمبر 1977ء
9	مسٹر جسٹس شیخ انوار الحق	23 ستمبر 1977ء	//	25 مارچ 1981ء
10	مسٹر جسٹس محمد حلیم	26 مارچ 1981ء	//	31 دسمبر 1989ء
11	مسٹر جسٹس ایم افضل ظلہ	یکم جنوری 1990ء	//	16 اپریل 1993ء
12	مسٹر جسٹس نسیم حسن شاہ	17 اپریل 1993ء	//	14 اپریل 1994ء
13	مسٹر جسٹس سعد سعود جان	15 اپریل 1994ء	//	5 جون 1994ء
14	مسٹر جسٹس سید سجاد علی شاہ	5 جون 1994ء	//	2 دسمبر 1997ء
15	مسٹر جسٹس اجمل میاں	3 دسمبر 1997ء	//	30 جون 1999ء

16	مسٹر جسٹس سعید الزمان صدیقی	یکم جولائی 1999ء	〃	26 جنوری 2000ء
17	مسٹر جسٹس ارشاد حسن خان	26 جنوری 2000ء	〃	6 جنوری 2002ء
18	مسٹر جسٹس بشیر جہانگیری	7 جنوری 2002ء	〃	31 جنوری 2002ء
19	مسٹر جسٹس شیخ ریاض احمد	یکم فروری 2002ء	〃	31 دسمبر 2003ء
20	مسٹر جسٹس ناظم حسین صدیقی	31 دسمبر 2003ء	تا	29 جون 2005ء
21	مسٹر جسٹس عبدالحمید ڈوگر	3 نومبر 2007ء	〃	21 مارچ 2009ء
22	مسٹر جسٹس افتخار محمد چوہدری	30 جون 2005ء	〃	11 دسمبر 2013ء
23	مسٹر جسٹس تصدق حسین جیلانی	13 دسمبر 2013ء	تا	حال

☆......فیڈرل کورٹ آف پاکستان 1949ء میں قائم کی گئی تھی۔ جبکہ 1956ء میں ملک کے پہلے آئین کی تشکیل کے ساتھ فیڈرل کورٹ آف پاکستان کی جگہ "سپریم کورٹ آف پاکستان" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ پہلے دونوں چیف جسٹس فیڈرل کورٹ کے تھے۔

☆......صدر پرویز مشرف نے 9 مارچ 2007ء کو جسٹس افتخار محمد چوہدری کے خلاف ریفرنس سپریم جوڈیشل کونسل میں بھیج کر انہیں غیر فعال کر دیا۔ پہلے جسٹس جاوید اقبال، پھر رانا بھگوان داس قائم مقام چیف جسٹس بنے۔ 20 جولائی 2007ء کو سپریم کورٹ نے چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کو بحال کر دیا۔ 3 نومبر 2007ء کو ملک میں ایمر جنسی نافذ کرتے ہوئے انہیں ان کے عہدے سے ہٹا دیا گیا۔ 16 مارچ 2009ء کو انہیں دوبارہ اپنے عہدے پر بحال کر دیا گیا۔

نوٹ......سپریم کورٹ کو اُردو میں "عدالت عظمیٰ" اور ہائی کورٹ کو "عدالت عالیہ" پکارا جاتا ہے۔

پاکستان کی عدالتیں

1......شریعت کورٹ
2......سپریم کورٹ
3......ہائی کورٹ
4......سیشن کورٹ
5......سول کورٹ
6......بینکنگ کورٹ
7......ڈرگ کورٹ
8......انسداد دہشت گردی عدالت

9......اینٹی کرپشن کورٹ 10......اینٹی نارکوٹیکس 11......انکم ٹیکس کورٹ
12......صارف کورٹ 13......لیبر کورٹ 14......بورڈ آف ریونیو
15......سپیشل مجسٹریٹ کورٹ 16......فیملی کورٹ

پاکستان میں اسلامی تحریکیں

عام طور پر مختلف تنظیمیں اپنے مطالبات کے لئے تحریکیں چلاتی رہتی ہیں اور مذہبی حوالے سے بھی غیر شرعی امور کے خلاف احتجاج ہوتا رہتا ہے لیکن مذہبی حوالے سے چار تحریکیں نہایت اہم ہیں۔

1......تحریک ختمِ نبوت 1953ء

مرزا غلام احمد قادیانی نے سرکار دو عالم ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کیا اور خود نبی ہونے کا دعویٰ کیا اس وجہ سے مرزا قادیانی اور اس کو ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد کافر ہیں۔

پاکستان بننے کے بعد ظفر اللہ مرزائی کو کلیدی عہدہ دیا گیا یعنی وزیر خارجہ بنایا گیا۔ اس لئے مسلمانانِ پاکستان نے ظفر اللہ کو برطرف کرنے اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے تحریک چلائی جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء شامل تھے۔ جنہوں نے حضرت علامہ ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ (اس وقت جامع مسجد وزیر خان لاہور کے خطیب) کی قیادت پر اتفاق کیا۔ اس وقت کی حکومت نے اقتدار کے زور پر تحریک میں شامل مسلمانوں پر بہت مظالم ڈھائے اور تین علماء کو پھانسی کی سزا کا حکم سنایا گیا جو بعد میں رہا کردیئے گئے ان میں مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا سید خلیل احمد قادری اور مولانا مودودی شامل تھے۔

2......تحریک ختم نبوت 1974ء

1974ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء سفر کے دوران ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو مرزائی غنڈوں نے ان پر حملہ کردیا جس سے مسلمانوں کی غیرت ایمانی جاگ اٹھی اور ملک بھر میں قادیانیوں مرزائیوں کے خلاف احتجاجی تحریک شروع ہوگئی چنانچہ علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی میں قرارداد پیش کی اور پھر تمام مکاتب فکر کے علما اور دیگر لوگوں نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ چنانچہ 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر مرزا قادیانی اور اس کے ماننے

والوں اور حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کا انکار کرنے والوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

اس تحریک کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری اور جنرل سیکرٹری علامہ سید محمود احمد رضوی تھے۔ چنانچہ اس بہت بڑی کامیابی کا سہرا تمام مکاتب فکر کے علماء کے ساتھ ساتھ اس وقت کے ممبران قومی اسمبلی اور وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے سر بجتا ہے۔

3......تحریک نفاذِ نظام مصطفیٰ

پاکستان کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ اس ملک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نظام (نظام مصطفیٰ) نافذ کیا جائے جو تمام مسائل کا حل ہے۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے 1977ء میں تمام مذہبی جماعتوں نے تحریک چلائی جو کامیاب نہ ہو سکی اور جنرل ضیاء الحق نے ملک میں مارشل لاء لگا دیا۔

4......تحریک ناموس رسالت

جب دشمنانِ اسلام نے ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کی ذات پاک کے حوالے سے گستاخانہ خاکے بنائے تو پورے ملک میں نفرت کی آگ بھڑک اٹھی اور زندگی کے تمام طبقات اور تمام مذہبی اور سیاسی جماعتیں میدان میں نکل آئیں اور دشمنان اسلام کو بتا دیا کہ:

"غیرت مسلم زندہ ہے" اور ہر طرف سے لبیک یارسول اللہ" کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

پاکستان کے مذہبی تہوار

چونکہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم کیا گیا اس لئے اس ملک کے باشندے مذہب سے والہانہ لگاؤ رکھتے ہیں اور غیر اسلامی تہوار مثلاً بسنت، ویلنٹائن اور دیگر ایسے تہواروں سے کنارہ کش رہتے ہیں جو شرم وحیاء کے خلاف ہیں۔ اس لئے یہاں کے مسلمان ایسے تہوار مناتے ہیں جس کا شریعت اسلامیہ سے تعلق ہے وہ تہوار درج ذیل ہیں:

۱......عید الفطر ماہِ رمضان المبارک کے بعد یکم شوال المکرم کو عید الفطر منائی جاتی ہے۔

۲......عید الاضحیٰ یہ عید، حج کے بعد 10 ذوالحجہ کو منائی جاتی ہے اور مسلمان اپنے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔

۳......عید میلادُ النبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی ولادت (پیدائش) کی خوشی میں ربیع الاول شریف کے مہینے میں دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرح پاکستانی مسلمان بھی جشن عید میلاد النبی مناتے ہیں عمارتوں پر چراغاں ہوتا ہے، بازار سجائے جاتے، جلوس نکالے جاتے ہیں اور سرکار دو عالم ﷺ کے فضائل اور سیرت پاک کے تذکرے کے لئے محافل کا اہتمام ہوتا ہے۔

۴......بزرگانِ دین کے عرس ہوتے ہیں جن میں ان بزرگانِ دین کی تعلیمات پر تقاریر ہوتی ہیں اس کے علاوہ قرآن خوانی اور نعت خوانی اور ذکر کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں اور زائرین کو لنگر پیش کیا جاتا ہے۔

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

سوالات

سوال نمبر 1......پاکستان کا سرکاری نام اور کل رقبہ بتائیں نیز پاکستان کا دار الحکومت کون سا شہر ہے۔؟

سوال نمبر 2......پاکستان کی سرحدوں کے نام بتائیں۔

سوال نمبر 3......پاکستان کے پہاڑی سلسلے اور چند چوٹیوں کے نام مع بلندی ذکر کریں۔

سوال نمبر 4......پنجاب کے کتنے صوبے ہیں ان کے نام بتائیں۔

سوال نمبر 5......پاکستان کے قدرتی وسائل پر مختصر مگر جامع مضمون لکھیں۔

سوال نمبر 6......بنیادی جمہوریتوں کی تفصیل ذکر کریں۔

سوال نمبر 7......پارلیمنٹ سے کیا مراد ہے؟ اور اس کے دو ایوانوں کی تفصیل ذکر کریں۔

سوال نمبر 8......پاکستان کے پہلے گورنر جنرل اور پہلے صدر کا نام لکھیں۔

سوال نمبر 9......آج تک کُل کتنے صدور آ چکے ہیں اور موجودہ صدر کا نام لکھیں۔

سوال نمبر 10......پاکستان کے پہلے اور آخری وزیر اعظم کا نام لکھیں۔

سوال نمبر 11......آج کل پاکستان کا چیف آف آرمی سٹاف کون ہے؟ اور ان کی تقرری کب ہوئی ان سے پچھلے چیف آف آرمی سٹاف کا نام کیا ہے؟

سوال نمبر 12......پاکستان میں کون کون چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر رہا۔ نام بتائیں۔

سوال نمبر 13......سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کُل کتنی تعداد میں رہ چکے ہیں؟ پہلے اور موجودہ چیف جسٹس کا نام بتائیں۔

سوال نمبر 14......پاکستانی عدالتوں کے نام بتائیں اور سب سے بڑی عدالت کو کیا کہا جاتا ہے؟

سوال نمبر 15......پاکستان میں بڑی اسلامی تحریکوں کی تعداد اور نام بتائیں۔

معروضی سوالات

1...... برصغیر میں محمد بن قاسم کی آمد کس سال ہوئی؟
712ھ　722ھ　750ھ

2...... اسلامی حکومت کی بنیاد کس نے رکھی؟
سلطان محمد غوری　محمود غزنوی سلطان　قطب الدین ایبک

3...... کس حکمران کی وفات کے بعد اسلامی حکومت کمزور ہوئی؟
شاہ جہان　جہانگیر　اورنگزیب عالمگیر

4...... نادر شاہ نے برصغیر پر کب حملہ کیا؟
1748ء　1760ء　1775ء

5...... برصغیر میں اسلامی حکومت کے زوال پذیر ہوتے وقت کس مذہبی راہنما نے مسلمانوں کی راہنمائی کی؟
شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ　مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ　امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

6...... انگریز نے کس سال میں تمام بڑی ریاستوں کو فتح کر لیا تھا۔
1840ء　1857ء　1880ء

7...... جنگ آزادی کے بعد انگریز کتنے سال برصغیر پر حکمران رہے؟
80 سال　90 سال　100 سال

8...... جنگ آزادی میں سب سے زیادہ قربانی کس نے دی؟
علامہ فضل حق خیر آبادی　سید احمد بریلوی　مولانا امام بخش صہبائی

9...... جزیرہ انڈیمان (کالا پانی) میں کس شخصیت کو قید کیا گیا؟
شاہ ولی اللہ　علامہ فضل حق خیر آبادی　شاہ عبدالعزیز دہلوی

10...... دو قومی نظریہ کے خلاف کس نے سازش کی ابتداء کی؟
مغلیہ بادشاہ اکبر　شاہجہان　جہانگیر

11...... امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کی پیدائش کب ہوئی؟
1856ء　1857ء　1860ء

12...... تحریک خلافت کا آغاز کس سن میں ہوا؟
1919ء　1922ء　1930ء

13...... تحریک خلافت کس کے خلاف تھی؟
ہندو　سکھ　انگریز

14...... وہ کون سے عالم دین ہیں جنہوں نے ۱۹۳۱ء میں تقسیم ہند کی تجویز پیش کی؟
علامہ محدث کچھوچھوی　مولانا اشرف علی تھانوی　مولانا نعیم الدین مراد آبادی

15...... ڈاکٹر علامہ اقبال نے تقسیم ہند کی تجویز کب پیش کی؟

1925ء 1930ء 1935ء

16...... "انڈین نیشنل کانگرس" کا قیام کب عمل میں لایا گیا؟

1870ء 1885ء 1890ء

17...... آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام کب عمل میں آیا؟

1904ء 1906ء 1910ء

18...... قائداعظم محمد علی جناح کب مسلم لیگ میں شامل ہوئے؟

1910ء 1913ء 1917ء

19...... 1929ء میں قائداعظم نے کتنے نکات پیش کیے؟

9 10 14

20...... برطانوی حکومت نے نیا آئین کب پیش کیا؟

1920ء 1925ء 1930ء

21...... یوم نجات کب منایا گیا؟

1925ء 1930ء 1935ء

22...... قراردادِ پاکستان کس شہر میں منظور کی گئی؟

کراچی پشاور لاہور

23...... کس تنظیم کے علماء کرام نے قراردادِ پاکستان کے موقع پر شرکت کی؟

جمعیت علماء ہند آل انڈیا سنی کانفرنس اہل حدیث

24...... قراردادِ پاکستان کس سن میں پاس کی گئی؟

1939ء 1941ء 1943ء

25...... تحریک پاکستان میں جماعتی طور پر کن علماء نے بھرپور حصہ لیا؟

علماء دیوبند بریلوی علماء ندوۃ العلماء

26...... آل انڈیا کانفرنس کی بنیاد کس سال رکھی گئی؟

1922ء 1925ء 1930ء

27...... آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں کس سال منعقد ہوئی؟

1942ء 1944ء 1946ء

28...... قیام پاکستان کے بعد سب سے پہلی عید الفطر کی نماز قائداعظم اور دیگر مسلم لیگی راہنماؤں نے کس کی امامت میں ادا کی؟

مولانا عبدالحامد بدایونی مولانا عبدالعلیم صدیقی مولانا شبیر احمد عثمانی

29...... مولوی فضل حق کا تعلق کس علاقہ سے تھا؟

حیدر آباد کراچی بنگال

30...... کس صوبہ کے بارے میں فیصلہ کیا گیا کہ شاہی جرگہ جو فیصلہ کرے پاکستان سے الحاق کا یا ہندوستان سے اس پر عمل ہوگا۔

پنجاب سرحد بلوچستان

31...... پاکستان کی آزادی کب عمل میں آئی؟

1944ء　　1945ء　　1947ء

32...... قراردادِ مقاصد کب منظور کی گئی؟

1948ء　　1949ء　　1952ء

33...... ۱۹۵۶ء کا آئین کس وزیر اعظم کے دور میں منظور ہوا؟

چوہدری محمد علی　　محمد خان جونیجو　　ذوالفقار علی بھٹو

34...... ۱۹۶۲ء کا آئین کس کے دور میں نافذ کیا گیا؟

جنرل یحییٰ خان　　جنرل محمد ایوب خان　　جنرل سکندر مرزا

35...... ۱۹۹۰ء کے انتخابات کے بعد کون وزیر اعظم بنا؟

بے نظیر بھٹو　　نواز شریف　　معین قریشی

36...... جنرل پرویز مشرف نے اقتدار کب سنبھالا؟

1997ء　　1999ء　　2001ء

37...... آزاد جموں کشمیر کا دار الخلافہ کون سا شہر ہے؟

میر پور　　مظفر آباد　　کوٹلی

38...... میجر راجہ عزیز بھٹی شہید کو کون سا اعزاز ملا؟

ستارۂ جرأت　　نشانِ حیدر　　ستارۂ امتیاز

39...... 17/اگست 1988ء تا 18 جولائی 1993ء پاکستان کا صدر کون تھا؟

فضل الٰہی چوہدری　　غلام اسحاق خان　　جنرل محمد ضیاء الحق

40...... حسین شہید سہروردی کب پاکستان کے وزیر اعظم بنے؟

1956ء　　1960ء　　1962ء

41...... میاں نواز شریف کتنی بار پاکستان کے وزیر اعظم منتخب ہوئے؟

چار بار　　دو بار　　تین بار

42...... اس وقت پاکستان کے چیف آف آرمی سٹاف کون ہیں؟

جنرل اشفاق کیانی　　جنرل مرزا اسلم بیگ　　جنرل راحیل شریف

43...... پاکستان کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس نسیم حسن شاہ کون سے نمبر پر تھے؟

تیسرے　　دسویں　　بارہویں

44...... موجودہ چیف جسٹس کون ہیں؟

جسٹس افتخار احمد چوہدری　　جسٹس عبد الحمید ڈوگر　　جسٹس تصدق حسین جیلانی

45...... پہلی تحریک ختم نبوت کس سن میں چلائی گئی؟

1952ء　　1953ء　　1960ء

46...... 1944ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانیوں کے خلاف قرارداد کس نے پیش کی؟

مولانا مفتی محمود　　مولانا شاہ احمد نورانی　　مولانا عبد الحق

فیضِ رضا پبلی کیشنز کی مطبوعات

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمیں قرآن مجید کی اشاعت میں کئی منفرد اعزاز حاصل ہیں۔

1- تلاوت اور فہم قرآن مجید کو انتہائی آسان بنانے والا نسخہ لفظی اور با محاورہ ترجمہ کیساتھ،
مختلف رنگوں میں دستیاب ہے۔ اب قرآن حکیم پڑھنا مشکل نہیں رہا۔
معمولی اُردو پڑھنے والے بھی آسانی سے قرآن حکیم کی تلاوت کر سکتے ہیں۔

2- حفاظِ کرام کی آسانی کیلئے متشابہات کے ساتھ قرآن حکیم کی اشاعت۔

3- NOOR-UL-IRFAAN
with the English Translation of
KANZUL-IMAAN
By:
Moulana Mohammad Hoosain Mukaddam

4- A translation of the Holy Quran in simple, idiomatic English
KANZUL-IMAAN
By:
Aqib Farid alQadri

5- القرآن الحکیم براہوی معنیٰ کنزالایمان (براہوی زبان)

6- القرآن الحکیم فی ترجمۃ کنزالایمان (پشتو زبان)

7- بیاضی قرآن حکیم کی اشاعت کا منفرد اعزاز۔

8- مبتدی کیلئے جدید انداز میں مختلف رنگوں میں رحمانی قاعدہ تجویدی قواعد کیساتھ۔

9- شرح اسماء الحسنیٰ مع شرح اسماء المصطفیٰ ﷺ ایک کتاب میں یکجا۔

10- سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں مصطفائی معاشرہ کی تشکیل۔ (مقالاتِ سیمینار)

11- نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور تعلیمات کی روشنی میں احترامِ آدمیت۔ (مقالاتِ سیمینار)

12- حضرت امام اعظم ابُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی بصیرت اور اسلامی معاشرہ کی تشکیل جدید۔ (مقالاتِ سیمینار)

13- نفحاتِ سیرت — پروفیسر ڈاکٹر اسحاق قریشی

14- نفحاتِ تصوف — پروفیسر ڈاکٹر اسحاق قریشی

15- نماز سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں (سوالاً جواباً)۔

16- شرح عقائد نسفی

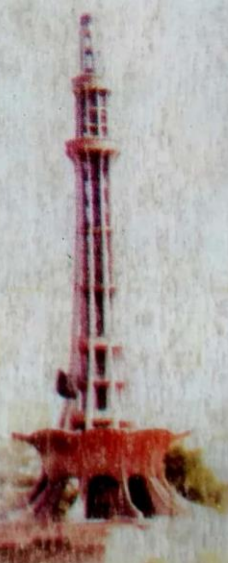
قومی ترانہ

پاک سر زمین شاد باد ، کشورِ حسین شاد باد
تو نشانِ عزمِ عالیشان ارضِ پاکستان !
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سر زمین کا نظام قوتِ اخوتِ عوام
قوم ، مُلک ، سلطنت پائندہ ، تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پرچمِ ستارہ و ہلال رہبرِ ترقی و کمال
ترجمانِ ماضی ،شانِ حال جانِ استقبال !
سایہء خُدائے ذوالجلال

حفیظ جالندھری



Al-Baghdad Printers PAK
E-Mail: ab_printers007@yahoo.com
Tell: + 92-41-8788807